رمبھا



نولکشور پریس لکھنؤ مین چھپا

ناول

سُبھا

جس مین ایک باعفت لڑکی کے سوانحات کو جو اُسے کمسنی کی بیوگی کی وجہ

سے پیش آئے نہایت سلیس عبارت مین دکھایا ہے

مصنّفہ

جناب منشی موہن لال صاحب فہمؔ مُصنّف اندر موہنی و خاتون اودھ

و لال چین و عائشہ بیگم وغیرہ وغیرہ

باہتمام

کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

۱۹۲۸ء

نولکشور پریس واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

قیمت ۱۲/

غزالہ

رمبھا

پہلا باب

دوپہر کے وقت جلتی دھوپ مین بادۂ شباب سے مخمور ایک دلستان کمر پر پیتل کی کلسی رکھے دریا سے پانی لانے جا رہی ہے۔ راگھو پور بہت چھوٹا سا گاؤن ہے اس گاؤن کی لڑکیان اور بہو دین ہمیشہ اکیلے ندی نہانے پانی بھرنے جایا کرتی ہین۔ راستہ بہت ہی تنگ ہے دو آدمی ساتھ ساتھ نہین چل سکتے۔ سناٹا بھی چھایا ہوا ہے۔ راستے کے دونون طرف جھاڑیان ہین۔ کہین کہین بانسواڑیون سے باغون کی حفاظت کی گئی ہے کلکتہ اور بمبئی کے عالی شان مکانون مین رہنے والے ناز و نعم سے پلے ہوے لوگ اگر اتفاق سے ادھر آجائین تو ان کے حواس جاتے رہین۔ قدم قدم پر ٹھوکرین۔ پھر اُس پر جنگلی جانورون کا خوف اور بھی سوہان روح ہے۔

لیکن وہ دلستان گاؤن کی لڑکی ہے۔ بے ہراس اپنی حالت پر غور کرتی چلی جا رہی ہے۔ اس بدبخت لڑکی کی قسمت کو پھوٹے ہوئے دو سال گذر چکے ہین سولہ سال کی عمر مین دایۂ اجل نے لبیک کہکر اُس کے شوہر کو اُٹھا لیا تھا۔ ابھی تک سُسرال مین مصیبت سے دن کاٹ رہی ہے۔

دیور۔ جیٹھ۔ ساس۔ نند۔ جتنے آدمی تھے سبھی گھر کا کام کاج کرتے ہوے بھی مٹھی بھر اناج دینے مین ناک بھؤن سکوڑتے تھے۔ ساس الگ نفرت کرتی تھی۔ نند علٰحدہ طعنہ دیتی تھی۔ دن رات جوتیان پڑتی تھین۔ خیالات افکار اندیشے دم بھر چین نہ لینے دیتے تھے۔ بیچاری زیست سے عاری تھی۔ دن بکواس مین کٹتا شام بم چخ مین گذری۔ غنچۂ دل نہ کنول تھا جو علی الصباح کھلتا نہ خبو جو شام ہی کو مہکتا۔ ہر وقت دل داغدار خاطر پژمردہ کبھی شگفتہ نہوئی۔ عندلیب کو ہوائے بہار سے سروکار نہین جوانی کے دن برباد کوئی پُرسان نہین۔ بے چارگی مین شوق اور بے بسی مین عشق کب چل سکتا ہے۔ جوانی کی اُمنگ اور شباب کی ترنگ

دباناہی پڑتی ہین۔ نہ سُرمہ سے مطلب نہ کنگھی چوٹی سے داسطہ نہ صاف سُتھرے کپڑون کی ضرورت ہمیشہ میلی ساری سے ستر پوشی کرنا اور دو مٹھی اناج سے پیٹ کو دھوکا دے لینا اور اُسپر قناعت کرنا اختیار کر لیا تھا۔ خاندان کی کون کہے ہمسایہ والے بھی اس دلستان کو بُرا بھلا کہتے تھے۔ انجام کار اُسے وہان رہنا ایک ایک منٹ گران گذرنے لگا۔ ساس نند کی جھڑکیان سُنتے سُنتے کلیجہ پک گیا پتا رکھتی تھی کب تک یہ ظلم زیادتی اُٹھاتی چار روز سے میکے چلی آئی ہے۔ بدقسمتی سے میکے مین بھی بڈھی مان اور دس برس کے ایک بھائی کے سوا اور کوئی نہین ہے۔ بیوہ مان کے کوئی والی وارث نہین ہے۔ دانے دانے کو محتاج ہے۔ گو بدنصیب لڑکی میکے کا حال جانتی تھی کہ مان کے یہان روٹیون کا سہارا نہین پھر بھی ساس نند کے روز روز کے ٹھوکون سے دل پھٹ گیا تھا مان کے پاس رہنے مین مغز سمجھا۔ مان نے ماتا سے اپنی شکستہ حال دختر کو چھاتی سے لگا لیا۔ بھائی بہن کو پاکر خوش ہوا۔ محبت و اتفاق نے کچھ ایسے سامان کر دیے کہ تینون ہنسی خوشی سے رہنے لگے۔

دلستان کا نام رمبھا ہے۔ جسم سے شباب کی ہلکی رنگت جھلک رہی ہے آنکھین زیادہ بڑی سیاہ رنگ مین خوشنمائی سے سُرخی مارتی ہوئی جھلک غضب کر رہی ہے۔ ناک کسی قدر لمبی گول خوبصورتی کا تمغہ ہے۔ ابرو کشادہ بانکپن سے ایک دوسرے سے بغل گیر ہونے کی شایق۔ شوخ پلکین ابر کی طرح بجلی گرانے والی شگفتہ رخسارون کی آب و تاب گلاب کے پھول پر طعنہ زن ہے۔ ہاتھ اپنے نازک رنگ کے غرور مین کنول کے پھول کی ہمسری کر رہے ہین۔ گلا صراحی دار سینے کے اُبھار سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آسمان حسن و جمال کے دو برج ہین۔ یا معجون مٹھی کے دُرج۔ الغرض۔ دلستان سینکڑون مین نہین ہزارون مین اپنا ثانی نہین رکھتی۔

شکستہ حال رمبھا باول داغدار تنہا صحرا کی جھاڑیون سے گذر کر سے پانی لانے جا رہی تھی۔ دور سے کسی نخل کی اوٹ مین کھڑے ہو دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا گویا کوئی جادو جمال شوخ چشم پری آسمان سے

ادتر کر جنگل بن پھر رہی ہے۔ رُخ پر گھونگھٹ نہونے سے چہرہ صاف نظر آتا ہے۔ لیکن تمام جسم ساری سے ڈھنکا ہوا ہے۔ چلتے چلتے یکا یک رمبھا کے قدم رُک گئے وہ جھک کر نیچا منھ کر کے کھڑی ہو گئی اُس کے روبرو اُس کے گاؤن کے مکھیا جوگیندر ناتھ سین ایک نوجوان ہاتھ مین گلاب کا پھول لئے استادہ ہے رمبھا نے گھونگھٹ سرکا لیا اور جوگن بابو سے کھڑے کھڑے کہا۔

جوگن بھائی اچھے ہو۔ یہان کیسے آئے۔

جوگن بابو۔ دوچار باتین کرنے کے لیے آیا ہون خوب اچھا تھا۔ اور اب تک آرام سے تھا لیکن تم کو اس حالت مین دیکھکر طبیعت اوداس ہو گئی ہے خوف سے رمبھا کا دل کانپ گیا۔ اور بھی سر نیچا کر لیا جوگن بابو نے پھر ٹوکا۔

جواب کیون نہین دیتین۔ دیکھو تو مین تمھارے واسطے کیسا خوبصورت گلاب کا پھول لایا ہون۔ رمبھا نے بائین پاؤن کے انگوٹھے سے بالو کریدتے ہوئے جواب دیا۔

بھائی جان! مجھے پھول کی کیا ضرورت ہٹو۔ راستہ چھوڑو۔ پانی بھرنا ہے۔ دیر ہوتی ہے۔

جوگن بابو۔ جان من! ہٹ کر کہان جاؤن۔ میری خواہش تو تمھین پھول دینے کی ہے۔ تم سی ماہر دیون کے ہاتھ مین جانے سے اس کی دل فریبی دوچند ہو جاتی ہے۔ رمبھا کی آنکھون مین آنسو بھر آئے بمشکل ضبط کر کے پی گئی اور بات کا جواب دیا۔

پیارے بھائی! ان باتون سے میرا دل کیون دکھاتے ہو۔ مین بیوہ ہون۔ قسمت کی ماری ہون۔ فلک زدہ ہون تمھین ہر حالت مین میری حفاظت کرنی چاہیے۔ مجھ سے ہنسی کرنا تمھین شایان نہین ہے۔ کہین بھائی بہن سے بھی مذاق ہوتا ہے۔

جوگن بابو۔ رمبھا! یہ مہاجرت کی گھڑیان کیونکر کٹین گی پیاری! کسی طرح یہ طے کر لو۔ ہم تمھارے اور تم ہماری ہو جاؤ۔ دلربا سچ کہنا! تم میری

غمگسار رہو گی۔ کیا لطف دید اُٹھانے کا موقع پھر حاصل ہو سکے گا جان جہان! کیا کرون خود بخود دل مین مذموم خیالات چلے آتے ہین بہت ڈراؤنی ڈراونی صورتین آنکھون کے سامنے پھر رہی ہین۔

رمبھا۔ نہین۔ نہین۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو اس وقت تمھارے خیالات کیسے ہیں؟ تمھاری باتیں اس وقت تمھارے دماغ کے صحیح ہونے مین شک دلاتی ہین تم جانتے ہو۔ مین تمھین اپنا بھائی سمجھتی ہون اس لیے مجھے تمھاری کسقدر محبت ہو گی۔ مگر ایسے کلام نہ کرو جس سے مین اور تم دونون مطعون ہو جائین بیوہ بہن کے ساتھ یاری آشنائی کی باتین کرنا زیب نہین دیتا۔

جوگن۔ رمبھا! تمھاری خوبصورتی اور بدن کی سجاوٹ دیکھکر بھلا کوئی انسان اپنے قابو مین رہ سکتا ہے۔ مین تمھین ہر آفت سے بچاؤن گا بشرطیکہ تم بھی میری محبت کی قدر کرو اور مجھے اپنی غلامی مین لے لو۔

رمبھا (آنچل سے آنسو پوچھکر) بھیّا! تم بڑی بھول کرتے ہو۔ اچھا اب جاؤ۔

جوگن۔ سنو رمبھا! مین نے تہیّہ کر لیا ہے اگر تم میری باتون کو لغو سمجھو گی۔ یعنی میری محبت کی قدر نہ کرو گی تو اس مین شک نہین۔ زہر کھا کر تم پر جان دے دون گا۔ دنیا مین جان سے بڑھ کے کوئی دوسری شئے ہے نہین کیا تم اپنے عاشق کو اکال موت سے مرنے دو گی۔ میری موت و زندگی کا انحصار اسوقت تمھارے ہاتھ مین ہے۔ آج مین زیادہ کچھ کہونگا نہین تمھین ناراض کرنا نہین چاہتا میری بات پر غور کرنا۔ میرا دماغ خراب نہین ہے اور نہ کسی شئے کی کمی ہے۔ ایشور نے سب کچھ دیا ہے۔ مالدار اسامی ہون ہر طرح کی راحتین تمھارے دم کیلیے موجود ہین۔ لو مین جاتا ہون میری بات یاد رکھنا۔

بائین جانب سے ایک ایسا ہی راستہ چلا گیا تھا جوگن بابو اُسی دھرتے پر ہو لیا۔

اُس کے جانے کے کچھ دیر بعد رمبھا کی طبیعت سنبھلی۔ رمبھا۔ تیز فہم اور چالاک

عورت تھی۔ کچھ لکھ پڑھ بھی سکتی تھی۔ اسی لئے جوگن بابو کی باتین اُسکے ذہن مین اچھی طرح آگئین۔ سوچی۔ اس سے تو سسرال ہی اچھی تھی وہان تو آجتک کسی نے مجھ پر بد نظر نہین ڈالی۔ یہان بیکس ہون۔ کوئی وارث نہین ایک بڈھی مان کے کئے سے کیا ہو سکتا ہے۔ میری ناموس کی حفاظت ہو نہین سکتی۔ جوگن بابو کیا فریبیہ وجلیہ ہے کیسی زیٹ ہانکتا ہے کہتا ہے ہزارون کی دولت میرے پاس ہے۔ گورد یہ کے نام جنجھی بھی نہ نکرنین گے سیٹھ ساہوکار۔ بہرحال اُس کے دام تزویر سے مجھے بچنا چاہیے۔

مبہوت و مرعوب رمبھا بمشکل تمام دریا پر پہونچی۔ نہ آدمی نہ آدم زاد ناٹا چھایا ہوا۔ درختون کی شاخین دریا کے پانی کو مس کر رہی تھین۔ ہوا کے چلنے سے تمام درخت حرکت کرنے لگتے تھے۔ پتے کھڑکنے سے رمبھا کے کان کھڑے ہو جاتے تھے اُسے معلوم ہوتا تھا گویا بوالہوس جوگن پھر اپنی نحوس شکل دکھانے آرہا ہے۔ مچھلیون کے کل بل کرنے سے پانی مین آواز پیدا ہوتی ہے۔ رمبھا اُس آواز سے خوف زدہ ہو گئی سمجھی ایسا تو نہین جوگن غوطہ لگا کے بیٹھ رہا ہو اور مجھے موقع پا کے پکڑ لے۔ چارون طرف دیکھ بھال کر ڈرتی ہوئی رمبھا پانی مین اُتری اُس کے پاؤن کی ٹھوکر سے پانی کو حرکت ہوئی۔ رمبھا نے پیچھے پلٹ کر دیکھا سمجھی جوگن آگیا کپڑے دھونے کی خواہش تھی دیر ہو گی کہین جوگن نہ آجائے اس خیال سے رمبھا نے پھرتی سے کلسی پانی سے بھر لی اور دریا کے ساحل پر کھڑی ہو رہی پھاگن کا مہینہ تھا ہوا تیزی سے چل رہی تھی۔ بال پریشان ہو کر پیشانی پر آنے لگے۔ رمبھا بار بار سنبھالتی ہے اور خیالات فاسد مین اُلجھی ہوئی آگے بڑھتی جاتی ہے۔ کبھی سوچتی ہے آج کی مصیبت کا حال مان سے کہونگی لیکن وہ بیچاری کیا کر سکتی ہے۔ سُنے گی چپ ہو رہیگی۔ ہان فکر سے پریشان ہوگی۔ اس سے تو بہتر ہے نریندر بابو سے سارا حال کہون۔ وہ زمیندار ہین نوجوان ہین۔ دھارمک کام مین ہمیشہ حصہ لیتے ہین۔ میری انکساری اور غریبی پر اُنھین ضرور رحم آجائے گا۔ بس اُنھین کی پناہ مین جاؤن

رمبھا اسی پیچ وتاب مین اُلجھی ہوئی اپنی جھونپڑی کی طرف راہی ہوئی۔

باب دوسرا

راگھو پور کے زمیندار زیندرناتھ سین موقع شناس اور حقیقت بین آدمی ہین۔ انتظامی معاملہ مین پورے تجربہ کار۔ ہمیشہ اپنے نفس پر جبر گوارا کر لیتے ہین دوسرون کی خوشی سے اپنی خوشی ہے۔ دوسرون کی بھلائی سے اپنی بھلائی ہے۔ بچپن مین یہ بہت غریب تھے۔ پھونس کے جھونپڑے مین بسر کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ اپنی خیالی طاقت اور انتظام سے اپنی چھوٹی سی زمینداری مین وہ لیاقت حاصل کی کہ صاحب اثر بن گئے۔ تمام دیہات مین دہاک بیٹھ گئی علاقہ اور گھر کا انتظام بہت معقول تھا۔ کچھ دنون مین دولت ثروت امارت سب کچھ حاصل ہو گئی مکان بھی عالی شان عمارت پختہ۔ ڈیوڑھی پر چار سپاہی بھی ملازم۔ اندرون محل چار کنیزین چار ٹہلیان اور دو ایک خدمتگارنین بھی کام کرنے کو حاضر غرضکہ اپنے جوہر ذاتی سے حسب حیثیت کل عیش وراحت کے سامان مہیا کر لئے۔ زمانے کے مرہم نے ابتدائی چرکون کے زخم مندمل کر دیے۔ شام کے وقت اُن کی نشستگاہ مین گانؤن کے مکھیا لوگ جمع ہوتے تھے۔ گوبندادا نے انھین گود مین کھلایا تھا اس لیے یہ اُنکا بہت پاس کرتے تھے۔

آج بھی گوبندادا بیٹھے ہوئے ہین حقہ اُڑ رہا ہے۔ مصاحبین ادھر اُدھر گپ شپ اُڑا رہے ہین۔ گوبندادا گانؤن کے رشتے سے نریندر بابو کے نانا ہوتے تھے۔ وہ اسی گانؤن کے ایک بڈھے برہمن ہین گو اعضا کی قوت کا دوالا نکل گیا ہے مگر عقل کی دوربینی اور خیالات کی پختگی سے وہ جوانون کے کان کاٹتے تھے۔ نریندر بابو انھین بہت مانتے ہین اُنھین کی جیب سے ان کی گھر گرہستی کا کام چلتا ہے۔

گوبندادا نے کہا۔

نریندر! ایک بات کا تمھین ضرور دھیان رکھنا چاہیے۔

نریندر۔ ایک بات کا کیا نانی جی آپ کی آنکھون مین خاک جھونکنا
چاہتی ہین۔

گوبند دادا (پاس رکھا ہوا حقہ ہاتھ مین لیکر) بڑے دل لگی باز ہو۔
نریندر! ہر بات مین مذاق۔ نانی گور مین پاؤن لٹکائے بیٹھی ہین۔ ہماری
آنکھو مین خاک جھونک کر کیا کرینگی۔ اب بھی تم جیسے امیدوارون سے باتین
کرنے کی متلاشی رہتی ہین۔

نریندر۔ بیشک! ہم اسی سے بیٹھے رہتے ہین۔ اور اُنکی راہ دیکھا
کرتے ہین۔ اُس دن وہ یہان آئی بھی تھین لیکن مین اما دس منانے
باہر چلا گیا تھا۔ جب آیا دیکھا شکار غائب ہے۔

گوبند۔ تمھارے مُنھ مین گھی شکر۔ شکار نکل گیا۔ یہ بُری ہوئی۔ بھائی
چوری چھپے سے کام کرنا مناسب نہین ہے۔ کھُلے خزانے اُس دیوی کو
لاؤ اور اپنے کاشانے کی ظلمت کو دفع کرو۔

نریندر۔ دل تو یہی چاہتا ہے۔ لیکن عوام کیا کہین گے بدنامی کا ڈر
ہے۔ خیر آپ تو کچھ نہین کہین گے لیکن ناتی جی تو نہ جانے کس نگاہ
سے دیکھین۔

گوبند۔ خیر۔ ہنسی مذاق چھوڑو۔ کام کی باتین سنو۔

نریندر۔ ارشاد ہو۔ فرمائیے۔ تعمیل کرون۔

گوبند۔ مکر جی کی لڑکی یہان آگئی ہے کیا تم نے بھی اُسے دیکھا ہے

نریندر۔ بہت دن ہوئے شاید اُس کا نام رمبھا ہے۔ وہ تو بیوہ ہے

گوبند۔ بھگوان! تمھارا بھلا کرے۔ تم گاؤن والون کی یاد رکھتے ہو
کیون نہین؟ اسی لیئے پرماتما نے تمھین سب لائق کیا ہے۔

نریندر (قطع کلام کرکے) خیر آگے چلو کیا ہوا۔؟

گوبند۔ بیوہ رمبھا کو کئی وجوہ سے سسرال چھوڑنا پڑی۔ بیچاری آجکل
میکے آگئی ہے۔ میکے مین بھی سوائے مان اور ایک چھوٹے بھائی کے
اور کوئی ہے نہین گاؤن کے رشتے سے رمبھا تمھاری بہن ہے۔ اُسکے دھرم کی

حفاظت کرنا اب تمھارے ہی ہاتھ ہے۔

نریندر۔ لیکن آپ کہین اُسپر عنایت کی نظر نہ ڈال بیٹھین۔

گوبند۔ خیر میری نظر تو کچھ بھی نہین ہوسکیگی۔ کہین تم بھائی کی طرح بہن پر نظر شفقت رکھوگے تو بیچاری کی پرورش ہو جائے گی۔

نریندر کو انتشار ہوگیا۔ بات درست ہے۔ مین جانتا ہون رمبھا حسُن و جمال کی پُتلی ہے۔ صورت شکل مین اپسرا سے کم نہین۔ اور یہ بھی ٹھیک ہے مین نے اُسے بہت دنون سے دیکھا نہین۔ مجھے یاد ہے وہ بہت ہی متحمل مزاج اور سنجیدہ لڑکی ہے۔ نفس پرست سودائی آوارہ لوگ اُس کو بدراہ لگانیکی کوشش کرینگے۔ اول تو اُس کی حالت سقیم ہے۔ روٹیون کی محتاج ہے دوئیم جوانی دیوانی ہوتی ہے۔ خواہش دلی کا ہیجان زور پر ہوتا ہے ایسا نہو آوارگی کا پھاٹک کھُل جائے۔ اور وہ خود اپنے ہاتھون اپنی عصمت برباد کردے اس لئے اُسپر نظر رکھنا اور اُس کو بدراہ چلنے سے روکنا ہمارا آپ کا کام ہے۔ اچھا فرمائیے کیا کرنا چاہیے۔

گوبند۔ آجکل ایک ٹوٹے پھوٹے مکان مین رہتی ہے۔ مکان کے احاطے کی دیوارین تھوڑی بلند کرا دینا بہت مناسب ہوگا۔ تم اگر موقع موقع اُسکی خبر لیتے رہوگے اور ہماری بھورانی بھی کبھی کبھی ٹہلوئی بھیجکر اُسکی ضرورت پوری کرتی رہینگی تو وہ اپنی بیوگی کی حالت سنبھال لے جائیگی اور تمھارا گاؤن بھر مین نام ہوگا۔ پھر کسی کو اُس کے ساتھ بدمعاشی کرنے کی جرأت نہوسکیگی۔ کیون میری راے غلط تو نہین ہے۔

نریندر۔ آپ کے حکم کی تعمیل کردی جائیگی۔ اسکے علاوہ انند (بھورانی سے) بھی تاکید کردونگا وہ وقت بیوقت وہان کی خبر لے لیا کرینگی۔ دونون وقت ایک ٹہلوئی (خادمہ) جاکر مان بیٹیون کی ضرورت پوری کرآیا کریگی

گوبند۔ بہتر۔ لیکن بھائی زیادہ ربط وضبط بھی اچھا نہین جھگڑے کا جوا اُٹھاکر خود ہی کاندھے پر رکھ لو۔ محبت کے سودائی ہوجاؤ۔ دیدوادید کا لپکا بڑھے۔

نریندر۔ مین آج ہی شام کو ہریداس کے مکان پر جاؤن گا اور وہان کی کیفیت دیکھ آؤنگا۔ اور آج ہی مستری سے کہدون گا اس مکان کی دیواریں اونچی کردے اور اُسکی گذراوقات کے لیے بھی کچھ انتظام کرتا آؤن گا۔

گوبند۔ ایشور تمھیں ہمت دے۔ خیر۔ مین اب جاتا ہون جس وقت جانا مجھے بھی آواز دے لینا۔

نریندر۔ آپ کو بھی ساتھ لے لون۔ خیر آپ کو بلانے آؤن یا نہ آؤن لیکن ٹھکراین صاحبہ کے ہاتھ کا دونا اور گلوری لینے مجھے ضرور ہی آنا پڑیگا۔

گوبند۔ کہتے تو ٹھیک ہو۔ اگر مُنہ جھکنے سے باقی رہ جائے تو دیا سلائی سے اچھی طرح جلادینا چاہیئے۔

گوبند دادا چلے گئے۔ نریندر کو فکر دامنگیر ہوئی۔ بیوہ کے لئے سب سے بڑھکے اُسکی عصمت ہے۔ اُسکی حفاظت کرنا سب کا فرض ہے۔ ستی کو بدنگاہی سے دیکھنا گناہ عظیم ہے۔ یہ باتین سب ہی جانتے ہین اُس کے ننگ وناموس کو بچانا اُس کو بدراہ نہ ہونے دینا کتنے بھاری ثواب کا کام ہے اگر علانیہ اس کام کا جُوا اپنے شانے پر رکھ لون گا تو کوئی عیب تو نہ لگائے گا۔ لوگون مین میری توقیر ہوگی۔ سب اچھا ہی کہین گے۔

اس طرح کے خیالات مین ڈوبے ہوئے نریندر بابو اندر زنانے مین گئے۔

باب تیسرا

نریندر ناتھ ہمیشہ نہادھو پوجا پاٹ سے فارغ ہوکر زنانے مین جاتے اپنی خوبصورت بیوی شیام سندری کے باغچہ حسن سے دل کو تازگی اور روح کو فرحت دینے تھے۔ اگر کسی سبب سے شیام سندری دوسری جگہ ہوتی تو نریندر ناتھ کی چاپ سنتے ہی وہ فوراً وہان آجاتی تھی۔ یہ وقت اُن کے ناشتے کا تھا اگر کسی دن کسی ضروری کام مین پھنسے رہنے کے سبب اُنھین ذرا دیر لگ جاتی تو شیام سندری ٹہلوئی بھیج کر تقاضے پر تقاضہ کر کے بلا لیتی تھی۔ آج نریندر کو خود وقت پر آجانے سے شیام سُندری کی زیبا صورت دکھائی نہین دی نریندر ناتھ

اپنے پاؤن پٹکنے لگے۔ اِدھر اُدھر چل کر ذرا کھانسے کھنکارے بھی۔ نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ شیام سندری کے گلزارِ حسن کی ہوا تک نہ لگی۔ سمجھے شاید آج کسی ضروری کام مین پھنس گئی ہین۔

نریندر ناتھ اپنے آرام کمرے مین گئے پلنگ پر بیٹھکر سوچنے لگے۔ اس دنیا مین خوش قسمت وہی ہے جس کو ایشور نے پارسا بیوی دی ہو۔ خوشا میرے نصیب مجھے بھی پرماتما کے فضل سے کیسی ہتین۔ کیسی پارسا اور نیک چلن بیوی ملی ہے میری تمام دولت و ثروت کا خاتمہ ہو جائے۔ مین کوڑی کوڑی کو محتاج ہو جاؤن مگر میری شوہر پرست بیوی شیام سندری پاس ہے تو مجھے کچھ غم نہین۔ جاہ و حشم۔ دولت ثروت ان پر تف ہے۔ یہ آج ہین۔ کل نہین۔ رنج و راحت کی شریک اپنی نیک نہاد پارسا بیوی ہی ہوتی ہے پس مجھے بھی دنیا مین اپنی پیاری شیام سندری سے بڑھکر اور کوئی چیز نہین سمجھے اُسکی ہستی کی قدر کرنی چاہیے۔

اتنے مین چنچل لڑکی کی طرح تیزی سے قدم رکھتی ہوئی شیام سندری اُنکے پہلو مین آکے بیٹھ گئی۔ آنچل کے چھور سے اُسکا گلا پھنسا ہوا تھا دونون ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ لبون پر مسکراہٹ۔ ساغرِ چشم آبِ محبت سے لبریز۔ مسرت و انبساط کا خون رگون مین متحرک۔ شیام سندری نے آتے ہی اپنے پیارے شوہر کے گلے مین بانہین ڈال دین اور کہا کنیز حاضر نہین تھی۔ بڑا قصور ہوا۔ اسامی حاضر ہے۔ اپنی دیر رسی پر بندی نادم ہے۔ اس مین کیا سزا تجویز کی جاتی ہے۔

نریندر۔ بغیر سوال و جواب سنے اور بغیر شہادت لئے۔ مین حکم دیتا ہون اسامی بے قصور تھا چھوڑ دیا گیا۔ اب تک کیا کر رہی تھین۔ اسکا جواب دو۔

شیام سندری۔ پہلے آپ کے لیے تھوڑا سا ناشتہ لے آؤن۔ بہت دیر ہوگئی ہے۔ اس کے بعد جو دریافت کروگے بتاؤنگی۔

نریندر ناتھ نے شیام سندری کے گلے مین پھنسا ہوا آنچل پکڑ کر کہا۔ ناشتہ لانے نہین جانے دونگا۔ پہلے بتاؤ ابتک تھین کہان۔؟

شیام سندری۔ کسی بُرے کام مین نہین تھی۔

نریندر ناتھ۔ یہ مین جانتا ہون اگر کوئی ہاتھ مین گنگا جل لیکر بھی کہے کہ آج

شیام سندری کو مین نے ایک بُرے کام مین دیکھا تھا تو بھی مجھے یقین نہین آسکتا - میری پروا نہ کرکے تم ضرور کسی اچھے کام مین لگی ہوگی - لیکن اس سے کیا - تمھین سبب ضرور بتانا چاہیے -

شیام سندری - اچھا - بتاتی ہون - آنچل چھوڑیے - آجکل ایک اُلجھن مین پھنس گئی ہون اُسی خلفشار مین پڑے پڑے ابتک صلاح دمشورہ کر رہی تھی -

نریندر - (آنچل چھوڑ کر) لو چھوڑدیا - بتاؤ کیسی اُلجھن ہے -

شیام سندری بلا جواب دیے چلی گئی - نریندر دیکھتے رہ گئے سوچے - چاہے جو ہو - اس اُلجھن کا پتہ ابھی لگاؤن گا -

ایک چھوٹی سی تھالی مین کچھ میٹھا اور کچھ نمکین سامان لیے شیام سندری پھر اُس کمرے مین داخل ہوئی - نریندر ناتھ کے قریب پہونچکر بولی -

لیجیے آپ کھائین - پانی پیئین - اس کے بعد مین آپ سے بہت سی باتین کرونگی -

نریندر - اب تم چالاک ہوں باتی ہو - مین تمھاری باتین سننا نہین چاہتا - گوبند دادا کے مکان پر جاتا ہون - ٹھکر مین کے ہاتھ کا جل پان کرون گا -

شیام سندری - اور مین بھی دادا جی کی خدمت کرنا غنیمت سمجھتی ہون تم نے مجھے بے قصور بتایا تھا اب یہ خلاف حکم کارروائی کیون ؟

نریندر - ایک جرم مین بے قصور ہو - بار بار جرائم کی مرتکب ہونے والی کو کہین معافی مِل سکتی ہے - بتاؤ اب تک تم کس کام مین مصروف تھین -

شیام سندری - بھلا بغیر آپ کی امداد کے مین کوئی کام کرسکتی ہون - آپ تو اچھی طرح جانتے ہی ہین - پہلے آپ کچھ کھاکے پانی پی لین پھر جو ہوگا آپ کو خود ہی معلوم ہو جائے گا -

بات کرتے کرتے شیام سندری نے نریندر ناتھ کے منھ مین تھوڑا سا میٹھا دیدیا - اب تو اُنھین خواہ مخواہ جل پان کرنا پڑا - پانی پی کر کلی کی - اور ہاتھ صاف کرکے گلوری تمبا کو کھاتے کھاتے نریندر ناتھ نے کہا -

سمجھ گیا - واقعی سمجھ گیا - اب نہین پوچھتا - جاتا ہون - باہر بہت کام کرنا باقی ہین -

شیام سندری۔ جناب عالی! رخصت ایکدم نامنظور اس وقت یہاں بھی بہت سے کام کرنا ہیں۔

کہتے کہتے شیام سندری نے پاس کا ایک بند دروازہ کھول دیا۔ نریندر بابو نے حیرت زدہ نگاہ ڈالی دیکھا دروازہ کے پٹ سے چمٹی ہوئی گھونگھٹ والی عورت کھڑی ہوئی ہے۔ شیام سندری اُس کا ہاتھ پکڑ کر کمرے میں کھینچ لائی اور بولی۔

کیا انھیں پہچانتے ہو۔؟"

نریندر ناتھ۔ یاد نہیں۔ کہیں دیکھا ضرور ہے۔

شیام سندری۔ توبہ! تم بھی بڑے بھلکڑ آدمی ہو۔ اپنے آدمی کو ہمیشہ نسیان کے طاق پر بٹھال دیتے ہو۔

نریندر۔ اپنے آدمی! اگر ایسا ہے تو بیشک بڑی بھاری بھول ہے لیکن ابھی تک نہیں پہچانا۔ یہ کون ہیں۔

شیام سندری۔ بغیر بتلائے تو تم کچھ بھی نہیں سمجھتے یہ تمھاری بہت قریبی رشتہ دار ہیں۔ مگر جی کی لڑکی تمھاری بہن ہیں۔

نریندر ناتھ۔ رمبھا! تم نے تو اس طرح منھ چھپایا ہے کہ پہچاننا مشکل ہو گیا۔

شیام سندری (ٹھٹھا مار کر) اگر منھ نہ ڈھنکتی تو کیا صدر میں سر کھولے بے جرم تمھاری بغل میں بیٹھ جاتیں۔ پھر بلا گھونگھٹ نکالے تم جیسے بے اعتبار شخص کے پاس کھڑے ہونے کی ہمت بھلا کسی عورت میں ہو سکتی تھی۔

رمبھا نے شرم سے گردن جھکالی۔ اور آہستہ سے کہا۔ اچھا بھو! اب میں جاتی ہوں۔

شیام سندری۔ تمھاری بہن رخصت ہوتی ہیں۔ اگر پکڑ رکھنے کی خواہش ہو تو پکڑ سکتے ہو۔

نریندر۔ رمبھا! تم بہت دن بعد میکے آئی ہو۔ بچپن میں تمھیں اکثر دیکھنے کی نوبت آجاتی تھی۔ آج مدت بعد آئی ہو۔ ٹھہر و چلی جانا تم سے تو ہماری پُرانی یادگار رہے۔

شیام سندری۔ (ہنسکر) لو اور کیا چاہتی ہو؟ اب تو پرانے رشتے کی بات بھی یاد آگئی۔ جو کچھ کہنا ہو بے بھرم کہہ ڈالو۔ دوسرے کی مدد سے کیا مطلب؟
رمبھا۔ بھیا سے جو کچھ کہنا ہے تم خود ہی کہہ دو۔ نہین تو مین جاتی ہون۔
نریندر۔ رمبھا! کیا تم مجھسے کچھ کہنے آئی ہو۔ (شیام سندری سے) تمہین بتاؤ ان کا کیا مطلب ہے۔
شیام سندری۔ جب آپ کو خود ہی بہن کے پرانے رشتے کی بات یاد آگئی ہے تب تم اُسکی صورت شکل سے بھی واقف ہوگے۔ مین اپنی نند کا گھونگھٹ اُٹھاکر اُن کا منہ بھی دکھا سکتی ہون لیکن تعجب نہین تم دیکھکر پاگل نہو جاؤ۔ یہ خوف ہے۔ اُنکے چہرے مُہرے کو دیکھکر اکثر لوگ دیوانے ہوگئے ہین۔ اس وقت آپ کو اُن دیوانون کے ہاتھ سے اپنی بہن کو بچانا چاہیے۔
نریندر۔ بیشک۔ ابھی ابھی مین گوبند داداسے انھین رمبھا کا ذکر کررہا تھا مجھے رمبھا کی ناموس کا بہت خیال ہے۔ جن طریقون سے اُسکا بھلا ہوگا کرونگا۔ ممکن نہین اسکی عصمت پر کوئی بدنگاہ ڈالے۔
شیام سندری باہر بھی تمہین رمبھا کی فکر لگی ہوئی تھی۔ اچھی بات ہے کیون نہو؟ جیسے تم مدن موہن ہو تمھاری بہن بھی ویسی ہی تلوتما ہے۔ لیکن کچھ خبر ہے۔ جوگن بابو تمھاری اس بہن کو اُڑالے جانے کی فکر مین ہے اُسکا بھی کچھ انتظام سوچا۔
نریندر۔ (تعجب سے) کیا کہا۔؟ جوگن رمبھا کو اُڑالے جانے کی فکر مین ہے۔ اُسکی نیت خراب ہے۔ بڑا نالایق شخص۔ کیا اُس ناہنجار نے رمبھا سے کچھ کہا تھا۔
شیام سندری۔ رمبھا تو فریادی بنکر تمھارے پاس آئی ہی ہے۔
نریندر۔ رمبھا! تم کسی طرح کی فکر مت کرو۔ مین اسکا معقول انتظام کرونگا گھبراؤ نہین۔
یہ کہکے نریندر باہر آئے۔ رمبھا بھی شیام سندری سے گلے مل کر اپنے گھر کو چلدی۔ راستے مین اُسنے سوچا۔ شیام سندری کی کیسی اچھی قسمت ہے

اور نریندر بابو کا کیسا اچھا مزاج ہے۔

باب چوتھا

باندھ ٹوٹ گیا۔ اُس دن نریندر بابو کے مکان سے واپسی کے وقت شیام سندری اور نریندر کی باہمی محبت اور عیش و راحت کے سامان دیکھکر رمبھا کی آنکھوں سے گرم گرم آنسو نکل پڑے۔ اپنی مایوسی گھر کی ابتری اور محتاجی کا غم ٹوٹی ہوئی پھانس کی طرح ہر وقت دل مین خلش رکھنے لگا۔ شیام سندری کی طرح عیش مین ڈوبی رہنے کی نیت اُسے دم بھر قرار نہین لینے دیتی تھی۔ وہ کہتی تھی جس طرح لاڈلی راحتین اُٹھا رہی ہے مین بھی اُٹھاؤن حاجتین اور ضرورتین جو انسان کے لیے لازم کردی گئی ہین مجھے ایک بھی میسر نہین میرے مقدر کو تو آگ لگ گئی ہے۔ عیش و عشرت کا دیوتا روٹھ گیا ہے۔ صبر کرتے کرتے اور دل پر جبر اُٹھاتے اُٹھاتے تھک گئی ہون۔ کہانتک ناموس کا خیال رکھون ماں بھائی کا لحاظ و پاس کرون۔ حیا و شرم سے کچھ کام نہین چلیگا نہ کسی کو میری حالت پر رحم آتا ہے۔ اس طرح کے ظلم اپنے نفس پر کہانتک کرونگی کوئی حد بھی ہے۔ مگر ہاے بڑی بے حیائی کی بات ہے۔ ایشور کو منھ دکھانا پڑیگا۔ اب تک مین نے کس پارسائی سے بسر کی ہے۔ گاؤن والے سُنین گے تو کیا کہین گے۔ نہین نہین مین ایسا کبھی نہین کرسکتی۔ توبہ۔ توبہ لیکن پھر کب تک۔

رمبھا نریندر کے مکان سے آنے کے بعد اسی قسم کے خیالات مین رات دن غلطان پیچان رہتی۔ اُسکا بھی شوہر تھا اگر آج وہ زندہ ہوتا تو دولت ثروت نہونے پر بھی اُسکی خواہشون اور تمناؤن کا خون نہ ہوتا۔ جوانی کا جوش و خروش کوئی ایسی چیز نہین ہے کہ وہ کسی کے ضبط کیے ضبط ہو سکے۔ اس نازک زمانے کی سخت امتحانی گھڑیان کسی طرح کاٹے نہین کٹتی تھین۔ اُسنے اپنے دل کی بیچین کرنے والی تمناؤن کو تسکین دینے کے لیے اپنی طبیعت کے خلاف یہ رنگ اختیار کرلیا۔

نریندر بابو نے اس ستی برہمن کنیان پر آنیوالی مصیبتون کو دور کرنے کے لیے بہت سی آسانیان پیدا کر دی ہین۔ مکان کے چارون طرف دیوارین کھینچنے کے لئے اینٹ چونا آگیا ہے اور راج مزدور کام بھی کرنے لگے ہین۔ نریندر کا دربان بھی دونون وقت ہر یاد اس مکرجی کے مکان پر جایا کرتا ہے۔ ایک پنھارن رمبھا کو دونون وقت پانی لادیتی ہے اور بہت سے ضروری کام کر دیتی ہے۔ اب رمبھا کو گھر سے باہر پانؤن نہین رکھنا پڑتا۔

یہی نہین خود نریندر ناتھ بھی دو دن برابر شام کے وقت گوبند داس کے ساتھ گشت لگاتے ہوے رمبھا کے مکان تک گئے تھے اُنکی خدا ترسی اور رحدلی دیکھکر پڑوسیون نے سمجھ لیا تھا کہ رمبھا بیوہ ہے بیوہ کے ساتھ سب کو اچھا ہی برتاؤ کرنا چاہیے۔ اگر کوئی آدمی اُس کے خلاف کام کریگا تو گانؤن کے زمیندار خفا ہو جاوینگے نریندر ناتھ نے ایک دن جوگن بابو کو بھی طلب کیا تھا۔ اور سمجھا دیا تھا کہ گانؤن کی عورتون کو بدراہی سے روکنا اور اُن کی ننگ و ناموس کی نگہداشت رکھنا سب کا فرض ہے۔

برسبیل تذکرہ گو رمبھا کا نام نہین لیا گیا تھا مگر جوگن بابو نے سمجھ لیا کہ اب رمبھا پر قابو پانا محال ہے۔ گانؤن والے سب اسکی نگہداشت کرتے ہین۔ اپنی دال گل نہین سکتی۔

ادھر رمبھا کے خیالات دگرگون ہین۔ اُسنے تو دھرم کو تلانجلی دیدی ہے وہ تو اپنے کو نریندر ناتھ کے قدمون پر ڈال دینے کے لئے پریشان ہو رہی ہے وہ شیام سندری کی عیش پرستی کو رشک و حسد کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ وہ اُسے اپنا رقیب سمجھنے لگی ہے۔

دنیا مین جہان اچھے ہین وہان بُرے بھی ہوتے ہین۔ نریندر ناتھ کی ان مہربانیون سے لوگ جل مرے خیال ہے رمبھا کے دام محبت مین نریندر ناتھ پھنس گئے۔

رمبھا اُس دن کے علاوہ ایک اور دن بھی نریندر ناتھ کے مکان پر گئی تھی۔ شیام سندری سے ملاقات ہوئی تھی۔ لیکن نریندر ناتھ کی زیارت نصیب

نہو سکی اس لیے اُسکے چہرہ پر افسردگی دوڑ گئی۔ طبیعت بیٹھ گئی۔ ادھر اُدھر کی باتیں کرکے مایوسی سے چلا آنا پڑا۔ ادھر شیام سندری نے سمجھا رمبھا سادھوی ہے۔ اُسے اپنی عفت کا بہت بڑا خیال ہے اسی سے رات دن پریشان رہتی ہے۔ اچھا ہے بیواؤں کو اسی ڈھنگ سے رہنا چاہیے۔ میں اس سادھوی کا بہت دُکھ دور کرونگی۔

لیکن شیام سندری! حسرت سے کہنا پڑتا ہے اگر تم کسی دیوتا شکت سے انسانی طبیعت کا حال جان سکتیں تو تم سمجھ سکتیں کہ تمہارا افسوس کرنا بالکل بیکار ہے۔ جسے تم سادھوی کہکر دیوی سمجھتی ہو وہ کمبخت تمہیں قہر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اُسے تمسے رقابت ہے۔ وہ تمہاری جگہ لینے والی ہے۔ تمہیں گھر سے نکال کر خود گھر کی مالکہ بننے کی فکر میں ہے۔

باب پانچواں ۵

دیوار بن گئی۔ ضروری سامان بھی مہیا ہو گئے۔ رمبھا کو کھانے پینے کی اب کوئی فکر نہیں ہے۔ اُدھر شیام سندری بھی ضرورت بے ضرورت سیدھا بھیج دیا کرتی ہے اُسی میں ہر طرح کے سامان ہوتے ہیں۔ آج جو کپڑے آئے ہیں اُن سے سال بھر اچھی طرح گزر سکتا ہے۔ اسقدر آرام و آسائش پانے پر بھی رمبھا کے دل کی خلش نہیں مٹی۔ جو آگ اُسکے کلیجہ میں دہک رہی ہے وہ فرو نہیں ہوتی۔ وہ تو نریندر کے محبت کی بروگی ہے۔ اُسے کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن کیا کیا جاے۔ جہاں بوالہوس انسان ان بکھیڑوں میں پھنس گیا پھر اُسکا نکلنا دشوار ہو جاتا ہے۔

تمام رات تارے گنتے اور کوچۂ یار کی گلیوں کی خاک چھانتے چھانتے سویرا ہو گیا۔ صحن میں آم کا درخت تھا۔ رمبھا زیر درخت کھڑے کھڑے کچھ سوچتی رہی۔ چھوٹا بھائی بستہ دبائے پڑھنے کے لیے اپنے ہمسایے کے مکان میں گیا ہے۔ ماں خانہ داری کے کام میں لگی ہے۔ درخت کی جڑ سے چمٹی ہوئی رمبھا نجانے کس فکر میں غلطاں پیچاں ہے۔

راستے کی طرف سے یکایک آواز آئی رمبھا خاموشی کی نیند سے چونک پڑی
پوچھا کون ہے۔
باہر سے آواز آئی میں ہوں۔
آواز سے رمبھا پہچان نہ سکی کہ آنے والا کون ہے؟ لیکن یہ سمجھ گئی کہ یہ آواز مرد کی نہیں ہے۔ کسی عورت کی ہے۔ آہستہ آہستہ جا کے رمبھا نے دروازے کی زنجیر کھول دی ہنستے ہنستے ایک عورت نے جسکی جوانی کی دوپہر ڈھل چکی تھی اندر قدم رکھا۔ اُسکے ہاتھ میں نگدار چوڑیاں کانوں میں پیتل کی بالیاں تھیں اور ایک سفید دھوتی سے تمام جسم کی ستر پوشی کیے تھی۔ رمبھا نے پوچھا۔
چودھرائن۔ آج کیا تھا صبح صبح کہاں آئیں"
چودھرائن ایک حجام کی بہو تھی جواب دیا " تمہارے حساب سے ابھی سویرا ہی ہے آجکل معلوم ہوتا ہے رات کو نیند نہیں آتی۔ اسی سے تمہارا سویرا ایک پہر بعد ہوتا ہے
رمبھا۔ نیند کیوں نہیں آتی؟
چودھرائن۔ ایسی حسن کی بولتی ہوئی تصویریں اگر خود نہ جاگیں تو لوگ اُنھیں زبردستی جگائے رکھتے ہیں جاگنے میں بُرائی کیا ہے۔
رمبھا۔ تم کس لیے آئی ہو؟ اگر ماں سے کچھ کام ہو تو اُنکے پاس جاؤ وہ رسوئی گھر میں ہیں۔ منھ پھیر کر رمبھا وہاں سے کچھ ہٹ گئی چودھرائن نے قریب پہونچ کر کہا۔
غصہ کیوں کرتی ہو؟ کیا سب کو ایسے دن نصیب ہوتے ہیں۔ یہ میں جانتی ہوں ہمارا بھی ایک دن تھا۔ ہم بھی تمھاری طرح ہر ایک سے کلام کرنا پسند نہیں کرتے تھے لیکن وقت جو چاہے کرا لیتا ہے۔
یہ سُن کے رمبھا کسی فکر میں پڑ گئی۔ چودھرائن کس خیال سے ایسے فقرے چُست کر رہی ہے کیا میری دلی کیفیت سے آگاہ تو نہیں ہو گئی۔ ضرور میرے بھید کی اسے خبر رکھتی ہے۔ تبھی تو اس ڈھنگ سے پوچھ رہی ہے اور چاہتی ہے میں اپنے تمام راز سے اسے آگاہ کر دوں۔ رمبھا نے کچھ جواب نہ دیا چودھرائن نے پھر پوچھا لوگ ترقی کے لیے سمندر میں غوطے لگاتے ہیں۔ کوئی سیپ پاتا ہے کسی کو اصلی چیز

مل جاتی ہے۔ یہ قسمت ہے۔
رمبھا۔ قسمت کو کیون کہتی ہو ہوشیاری کی بھی ضرورت ہے۔ غوطہ لگاتے وقت ہاتھ مین سیپ آئے یا موتی یہ سمجھنے والے کی بہادری ہے۔
چودھرائن کھکھلا کر ہنس پڑی۔ بولی یہ ٹھیک ہے۔ تم مین ایسی ہی بہادری ہے۔ تمھاری خوبصورتی ہی ایسی ہے جسکو دیکھنے سے رشی منی موہ جاتے ہین تمھارے حسن کا بازار کھلا ہوا ہے جو ادھر سے نکلے گا اپنے گھر کا راستہ بھول جائے گا۔
اتنی دیر مین رمبھا صاف طور سے نہین مگر اتنا ضرور سمجھ گئی کہ اس بدکار سے زیادہ بات چیت کرنا ٹھیک نہین ہے۔ بدنامی دھری ہے۔ لوگ مجھے مطعون کردینگے اسمین بڑی بھاری رسوائی ہوگی۔ چودھرائن نے جتنی باتین کہی ہین تجربے کی کہی ہین معلوم ہوتا ہے نریندر بابو کی مرسلہ آئی ہے۔ خیر جو ہو۔ صاف صاف معلوم ہوجانا چاہیے کیا خبر لیکر آئی ہے۔ بولی حسن کے بازار کو آگ لگے۔ برہمن کنیاں اور پھر بیوہ کیسی بہادری۔ تم نے کیا سمجھ کر ایسی بات کہی۔
چودھرائن۔ جسے سب جانتے ہین سمجھتے ہین۔ مین نے بھی وہی کہا ہے چار دیواری کی دیوارین بھلو یئون کی خدمت گزاری۔ دربان کی ہر وقت حاضری اور بابوجی کا آنا سنکر اور تمھین دنیا کی راحتین بسر ہوتے دیکھکر لوگ جو کچھ کہتے ہین۔ مین نے بھی دوہرا دیا اچھا سچ بتاؤ تم اتنی اوداس کیون ہو؟ حسن مین آگ لگادی ہو بہادری کے منھ پر لات ماردی پھر کس بات کا غم ہے۔ کیون ایک شکاری شکار کو اپنے قابو مین لانے کی فکر نہین کرتا۔
رمبھا وہین پر بیٹھ گئی۔ اس عصمت فروش آوارہ مزاج عورت کی بات سنکر سمجھ گئی کہ نریندر ناتھ کے جال کا پھندا لیکر یہان آئی ہے گویہ خیال راستی پر ہو یا غلطی کھا رہا ہو مگر خوشخبری جھوٹی بھی اچھی ہوتی ہے۔ ممکن ہے میرے عشق کی بو نریندر ناتھ کے دماغ تک جا پہونچی ہو یا جلد پہونچ جائے تو اپنی بیوی کے پریم مین اندھے ہوے اندر ناتھ کا دل بیحد پریشان ہوگا۔ قلب و جگر پر ٹھیس پہونچے گی لیکن کیا میری محبت رنگ نہ دکھائے گی۔ وہ میرا پیارا ہے کیا مین اسکی پیاری بننے کی مستحق نہین۔ ہائے انکا دل آویز تبسم کیسا روح پرور اور جان نواز تھا۔ مجھے انکے گھر کی یاد آگئی

رمبھا کو تمام خیالات پھر از سر نو تیر کی طرح چبھنے لگے۔ ہائے جوانی کی نہ رکنے والی خواہشوں کو حیا کے زبردست ہاتھوں سے کہاں تک روکوں۔ آخر کبتک کوئی اپنے دل پر جبر کرے۔

چودھرائن نے دیکھا اسکی بات سے رمبھا کے چہرے پر کچھ بھی شکن نہیں پڑی بلکہ پھول کی طرح زیادہ شگفتہ ہو گیا ہے۔ اُسنے کہا۔ اگر شکار قابو مین نہین آتا۔ جال توڑکر نکل بھاگنا چاہتا ہے تو اُسے قابو مین لانے کے اور بہت طریقے ہین۔ اسکے لیے کیسی فکر۔ تم ابھی نئی نویلی ہو سب باتین نہین جانتین ایسے کام مین بہت سی چالین چلنی پڑتی ہین اس بیوپار مین پہلے ہم ایسون کی شاگردی کرنی پڑیگی۔ ہم تمھین پکا کر دینگے اس کشتی کی ناخدائی ہم سے سیکھ لینا۔

رمبھا نے سوچا یہ کام چودھرائن کی مدد بغیر چلنے کا نہین۔ اچھا ہے آج ہی سب معاملہ طے ہو جائے۔ بولی یہان پر کھڑے کھڑے پانون دُکھنے لگے۔ چلو گھر مین چلین۔

چودھرائن نے سوچا شکار اپنی مٹھی مین آنا ہی چاہتا ہے۔ ذرا اور کھلانا چاہیے جواب دیا۔ ہمین گھر باہر یکسان ہی ہے۔ تم پنجرے کی چڑیا ہو اسی سے گھر کی تلاش ہے چلو۔ صدر دروازے کی کنڈی چڑھا کر رمبھا دالان کی طرف چلی۔ پیچھے پیچھے چودھرائن تھی دالان کے اندر جانے کے بجائے وہ دہلیز ہی پر بیٹھ گئی۔ رمبھا نے بھی چوکی پر زانو ٹیک دیے

چودھرائن نے کہا۔ "جو نا چنے بیٹھی ہو تو گھونگھٹ سے کیا مطلب؟ چڑیا پکڑنا چاہتی ہو تو ایک کا پکڑنا کیا جتنی ہاتھ آئین۔ سب کو پکڑ پکڑ کر بند رکھنا چاہیے"

رمبھا۔ ابھی تو ایک بھی ہاتھ نہین لگا۔ جسپر دانت ہے وہ تو قابو مین آتا ہی نہین۔

چودھرائن۔ ٹھیک ہے ابھی تک پھندے مین اچھی طرح کوئی نہین پھنسا اچھا تمکو پھانسنے کا ہنر مین سکھادونگی۔ لیکن جو جانور خود ہی آکے پھنس گیا ہے۔ اُسے پنجرے مین کیون نہین ڈال دیتین۔ جتنے ملتے جائین پنجرا آباد کرو۔

رمبھا۔ پنجرے کی کھڑکی کھول دی ہے لیکن ابھی کوئی چڑیا نہین آئی۔ جی مین آتا ہے پنجرا توڑ کے پھینک دون۔

چودھرائن۔ کیا خوب؟ پنجرا کیون توڑتی ہو۔ مین ایک چڑیا پکڑے لاتی ہون جوگن بابو پاگل ہو گیا ہے۔ فی الحال اُسی سے پنجرے کی سجاوٹ کرو اسمین نقصان کیا ہے

رمبھا طیش کھا کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ چہرہ تمتما اُٹھا۔ سُرخ سُرخ دیدے نکال کر بولی کیا تم یہی کہنے کو آئی تھین۔ جاؤ مین تمھاری ایک بات بھی سننا نہین چاہتی۔ چودھرائن اب سمجھی رمبھا اتھاہ سمندر کی مچھلی گرفت کرنے کی فکر مین ہے معمولی مچھلی پر اُسکا دانت نہین ہے۔ وہ جوگن بابو کا کام انجام دینے آئی تھی۔ دیکھا بلا سُر مین سُر ملائے کام پورا ہونا مشکل ہے۔ بولی

خیر مین تو ہر ایک فن کی ماہر ہون تم جیسے کہوگی وہی ملجائیگا۔ ایک بات سے صرف تمھاری نیت دیکھی تھی اس سے اتنی خفا ہوگئین۔

چودھرائن نے بڑھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کھینچکر رمبھا کو پھر پاس بٹھال لیا دیر تک صلاح و مشورہ ہوتا رہا۔ رمبھا کا چہرہ خوشی سے پھول اُٹھا جس سے بہت پوشیدہ معمولی پتہ لگ گیا۔ رمبھا نے بلا کسی خیال کے اپنے دل کا حال کہڈالا۔ چودھرائن نے اسکو کام پورا کر دینے کی زبان دیدی۔ رمبھا تقویت دینے والی بات سُنکر مطمئن ہوگئی۔

بہت دیر بعد چودھرائن رخصت ہوئی۔ چلتے وقت جلد واپس آنے کی حامی بھری اُسنے جوگن بابو کا کام پورا کرنے کا بار اپنے اوپر لے لیا تھا لیکن موقع دیکھکر رخ بدلنا پڑا ایک بات ایسی سوچی اُسنے ایک آوارہ و بدچلن شخص کے ساتھ تعلق بڑھانے کیلئے رائے دی تھی اُس سے معلوم ہوگیا کہ عورت مین ہر طرح کی طاقت ہے وہ چاہے مرد کو تگنی کا ناچ نچا دے چاہے سیدھے راستے سے بدراہ پر لے آئے۔ چاہے بد کو سیدھا کرے مینکا نے وشوامتر کو خوب مزا چکھایا تھا۔ نریندر ناتھ ہوشیار شخص بھی معلوم ہوتا ہی رمبھا کے حسن دلآویز پر لٹو ہوگئے ہین۔ صرف رسوائی اور بدنامی کے خیال سے پھونک پھونک کر قدم رکھ رہے ہین۔ جب طرفین کا یہ حال ہے تو دونون طرف چھاتہ کیون نہ مارون۔ جوگن کے لیے رمبھا اور رمبھا کے لیے نریندر ناتھ کا موجود کرنا ہی میرے لیے ہر طرح کا فائدہ ہے۔ دونون طرف سے مٹھیان گرم ہونگی اچھا ہے بہت اچھا ہے ایک مزدوری کرنے آئی تھی دوسری خودبخود مل گئی۔

رمبھا ہنستے ہنستے دروازے تک ساتھ آئی چودھرائن ہاتھ ملا کے گھر کو چلی گئی۔ دروازہ پھر بند ہوگیا۔

باب چھٹا

کبھی کبھی شام کے وقت نریندرناتھ گشت لگانے آجاتے تھے۔ شام کو واپس آکر دیکھا۔ گوبند دادا کھڑے ہوئے ہین بولے اچھا ہوا۔ آپ کی تلاش مین مکان کی طرف جاتا تھا۔ چلو ذرا کھیتون کی ہوا کھا آئین اسوقت کوئی کام تو کرنا نہین ہے۔

گوبند دادا۔ کام تو تمام دن لگے ہی رہتے ہین تمھین دعا دینا اور دن مین ایک دو دفعہ آخرت کی فکر کرلینا۔ یہی میرا کام ہے۔

نریندرناتھ ہنس دیے اور گوبند دادا کا ہاتھ تھام کر میدان کی طرف قدم اٹھائے باتین ہوتی جاتی تھین۔

نریندرناتھ۔ دادا! بڑی غلطی ہوئی۔ ٹھکرائن جی کو مکان مین قید رکھنا ٹھیک نہین انھین بھی ساتھ لے لیتے تو اچھا تھا۔

گوبند دادا۔ اسکے علاوہ ایک کام اور بھی تو ہے۔

نریندرناتھ۔ وہ کیا۔ دوسری ٹھکرائن لانے کے تو اب دن رہے نہین پھر ایسا اور کون کام ہے جسکی فکر مین غلطان ہو رہے ہو۔

گوبند دادا۔ میرے دن تو نہین رہے لیکن کتنے آدمیون کا مقولہ ہے کہ جنکے دن ہین وہ وقت بے وقت کا خیال نہین کرتے چارون طرف ہاتھ صاف کرتے ہین انکی پیروی کرنا میرے لیے مشکل ہو گیا ہے۔

نریندر۔ آپ نے کیا کوئی پوشیدہ بات سُنی ہے؟

گوبند۔ ہان! چاند مین کلنک لگنے کی شکایت سُننے مین آئی ہے۔

نریندر۔ مین یہ معمہ سمجھا نہین۔ صاف صاف کہو۔

گوبند۔ لوگ کہتے ہین تم ربھا کے عشق مین متوالے ہو۔ یہ کیا معاملہ ہے۔ مین نے تو کہا تھا اس بیوہ کی حفاظت کرنا تمھارا کام ہے مگر رنگ اُلٹا دکھائی دیتا ہے کوتوال ہی چور بن جائے تو بس ہو چکا۔

یہ سُنکر نریندرناتھ کچھ دیر چُپ کھڑے رہے۔ سر نیچا کیے سوچتے رہے۔ آخر کار جواب دیا۔

دادا - آپ نے بھی یقین کر لیا -

گوبند - ہری سہری - تمھاری بے عیب ذات مین عیب لگانا گویا چاند مین کلنک لگانا ہے - یہ عیب جو لوگون کا کام ہے - اُنھین بغیر کسی کی غیبت کیے چین نہین ملتا - انھین کمبختون نے یہ افواہ اُڑادی ہے -

نریندر - خیر وہ جو کچھ کہتے ہین اچھا ہی کرتے ہین لیکن خیالی بندھا ہوا پُل کبھی ٹھہرتا نہین - میرے دل مین آجتک رمبھا کی جانب کوئی زبون بات پیدا نہین ہوئی ہین یہ بھی جانتا ہون کہ رمبھا ستی ہے عصمت وعفت کی پتلی ہے - ہر وقت اُسے اپنے ننگ وناموس کا خیال ہے - اُس دیوی پر جو بدنگاہ ڈالیگا اپنی عاقبت خراب کریگا یہ ضرور ہے کہ اُسکے ساتھ کی ہم عمر سہاگن عورتین دنیا کے سب لطف اُٹھاتی ہین اور وہ ایک بدنصیب ہے جو اپنی حسرت بھری آنکھون سے یہ سب کرشمے دیکھتی ہے - لیکن نہین رمبھا اُن عورتون مین نہین اُسنے اپنی تمام خواہشین مٹی مین ملا دین وہ کبھی ناجائز راہ پر چلنے والی نہین ہین مین نے اُسکی عصمت پرستی دیکھکر اُسکے لیے ہر طرح کا انتظام کر دیا ہے جنھین ذرا بھی فرض کا خیال ہے جن مین کچھ بھی حمیت ہے اُن سب کو رمبھا کی اسی طرح اعانت کرنی چاہیے تاکہ وہ بات پیدا ہو جس سے رمبھا کی طبیعت دھرم کے کامون کی طرف مائل ہو جاے - خیر مین جو کچھ کر رہا ہون اُسے حتی الامکان کرتا ہی رہونگا - گو لوگ مجھے بدنام کرین - ایشور تو دیکھتا ہی اگر میری نیت بد ہوگی ایشور سزا دیگا - خیر دادا چلو - ان باتون پر دھیان مت دو رمبھا کا تین روز سے حال نہین معلوم ہوا آج دو ایک بات اُسکی مان سے پوچھکر پلٹ آئین گے -

گوبند دادا - چلو - بہت ہوگا لوگ اور زیادہ بدنام کرینگے اسمین نقصان ہی کیا ہے -

نریندر ناتھ - اور گوبند جی نے راستہ کا رخ بدل دیا گانون کی طرف چل دیے کچھ عرصہ بعد رمبھا کے مکان کے پاس پہونچ گئے - گوبند جی نے دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے رمبھا کی مان نے پوچھا کون ہے ؟

باہر سے گوبند دادا نے جواب دیا -

مین ہون گوبند جی! نریندر ناتھ بھی ساتھ ہین۔
رمبھا کی مان نے دروازہ کھول دیا۔ بڈھے گوبند کو دیکھکر وہ کچھ پیچھے ہٹ گئی گوبند گانون کے رشتے سے اُسکے سسر ہوتے تھے۔ سن رسیدہ عورتون کی آنکھون مین جب وہ کسی رشتہ دار کو دیکھتی ہین شرم ولحاظ کا پانی آجاتا ہے۔ رمبھا کی مان نے سر کا کپڑا ذرا نیچا کر لیا اور دور کھڑی ہو رہی۔ گوبند جی نے گھر کے اندر قدم نہین رکھا نریندر ناتھ صحن مین جا کے کھڑے ہو گئے رمبھا کی مان کو سلام کیا۔
بہت سی دعائین دے کر رمبھا کی مان نے کہا "کل سے ننھی کی طبیعت خراب ہے۔ اُسے بھوک نہین لگتی۔ رات کو نیند نہین آتی۔ کبھی کبھی بک اُٹھتی ہے کوئی کام نہین کر سکتی کیا ہو گیا۔ لاکھ پوچھتی ہون۔ بتاتی نہین"
نریندر ناتھ نے پوچھا "اسوقت ہے کہان؟
مان - ابھی ابھی یہین تھی۔ شاید پڑوس مین گئی ہے۔
رمبھا کی مان نے زور سے آواز دی۔ ننھی بھیا آئے ہین۔
رمبھا - آئی؟ نریندر ناتھ کے آنے سے اُسکے خون کے دوران مین تیزی آگئی جسم کی بوٹیان پھڑکنے لگین۔ چہرہ سُرخ ہو گیا۔ متوالی چال سے قدم رکھتی ہوئی آتے دیکھکر نریندر ناتھ بھی آگے بڑھ کے بولے "وہین رہو۔ تکلیف مت کرو۔ کہو کس بات کا رنج ہے۔
کیسی پیاری دلکش آواز ہے گویا کسی نے مُردہ جسم کو آب حیات پلا دیا۔ کیا سوال کیا رمبھا اُسکا جواب کیا دے۔ یہ بات اُس کے ذہن سے بالکل اُتر گئی۔
نریندر ناتھ نے پھر پوچھا "بات کا جواب کیون نہین دیتین رمبھا؟ کیا بولنے سے تکلیف ہوتی ہے؟"
رمبھا - تکلیف۔ تکلیف کچھ نہین ہے۔ کیا جانے جی کیسا ہو گیا ہے۔ کچھ اچھا ہی نہین لگتا۔
نریندر ناتھ نے سوچا اسے اپنی رُسوائی کا خیال ہے۔ گوبند دادا ابھی جس بات کا تذکرہ کر رہے تھے شاید اسکے کانون تک بھی اُن باتون کی بھنک پڑ گئی ہے

اسی سے اسکی طبیعت کسی کام مین نہین لگتی۔
اتنے مین رمبھا کا چھوٹا بھائی آگیا۔ نریندر ناتھ نے اُس سے دو چار میٹھی میٹھی باتین کین۔ بچے نے مان سے کھانا مانگا۔ مان کھانا دینے چلی گئی نریندر ناتھ نے پوچھا۔ کیون رمبھا؟ تمھاری طبیعت اچھی کیون نہین ہے۔ بڑی میٹھی بات ہے۔ کیا محبت بھرا لفظ ہے۔ رمبھا کچھ بھی جواب نہ دے سکی۔
نریندر۔ کیا ڈاکٹر بھیجدون۔
رمبھا۔ (گردن نیچی کرکے) نہین۔
نریندر۔ علاج معالجہ سے طبیعت چاق ہوجاتی ہے۔ اور دھیان نہ دینے سے خواہ مخواہ حالت گرتی جلائے گی۔
رمبھا۔ جو جسم کسی کے کام مین نہین آسکتا اُسکے خراب ہونے مین نقصان کیا ہے؟
نریندر۔ ایسا مت خیال کرو۔ جسم کی حفاظت کرنا بھی ایک طرح کا دھرم ہے۔ جسم کے ہونے سے دنیا و آخرت دونون سنبھل سکتی ہین۔ تم آج کئی دن ہوئے ہمارے گھر نہین آئین۔
رمبھا۔ نہین گئی۔
نریندر۔ وجہ کیون نہین گئین۔
رمبھا۔ بہورانی کچھ سوچنے نہ لگین۔
نریندر۔ یہ کیا بات ہے۔ وہ کیون سوچنے لگین۔ تم کل ہمارے گھر آنا۔ اس سے جہل قدمی ہوجائے گی اور تم سے کئی باتین بھی کرنا ہین۔ تمھارے نہ آنے سے مجھے یہان آنا پڑا ہے۔ یہان وہ باتین کہی نہین جا سکتین جاتا ہون۔ تمھین کسی چیز کی ضرورت تو نہین ہے۔
مان اپنے لڑکے کو کھانا دے کے پلٹ آئی۔
رمبھا نے جواب دیا۔ ضرورت، آپ سے کس کس چیز کی ضرورت کہون آپ مرد ہین۔ دنیا کی تمام راحتین اُٹھا سکتے ہین۔ جو بات مردون کو میسر ہے عورتون کو در کنار خصوص بیواؤن کو خواب مین بھی نہین نظر آسکتی۔ میرے دل مین کون کون تمنائین ہین۔ اُنھین کس طرح سمجھاؤن۔ ہان کسی موقع پر

عرض کرونگی۔ پورا کرنا نہ کرنا آپ کا کام ہے۔
یہ کہکر رمبھا دالان مین چلی گئی۔ نریندر اُسکی باتون کا مطلب سمجھ نہ سکے۔ خیال کیا رمبھا کا دماغ بگڑ گیا ہے۔ خدا نہ کرے کہین پاگل ہوگئی تو اس کمسن لڑکی کا کیا حشر ہوگا پھر سوچا اُسکی زبان سے نکلی ہوئی باتون کا کوئی نہ کوئی مطلب ضرور ہوگا۔ مین اس بھید کو جان نہین سکتا۔ رمبھا نے کہا تھا تم مرد ہو۔ عورت کی تمناؤن کا حال نہین جان سکتے۔ بات بجا ہے۔ بھورانی سے (شیام سندری) اس کا ذکر کیا جاے اور رمبھا کے اس سمے کا مطلب پوچھا جائے تو شاید وہ بتا سکین۔ سبھی باتین کہنی چاہیے بغیر اُس کی اعانت کے اصلی راز کا پردہ اُٹھ نہین سکتا۔
نریندر ناتھ رمبھا کی مان کو سلام کرکے رخصت ہوئے۔

باب ساتوان

گانون کے مکھیا بھج ہر روی اور نریندر ناتھ سے کچھ دن ہوئے چشمک ہوگئی ہے۔ بھج ہر کا ایک چھوٹا بھائی تھا رام داس۔ رام داس نے اپنے وطن سے دور کہین ملازمت کر لی تھی۔ ملازمت مین اُنھون نے بہت کچھ پیدا کیا۔ جسقدر آمدنی ہوتی تھی اپنے بھائی بھج ہر کے پاس بھیجدیا کرتے تھے۔ کچھ تھوڑا خرچ اپنے لیے رکھ لیتے تھے۔ بھج ہر نے اُن روپیون سے دین لین شروع کردیا رفتہ رفتہ حیثیت درست ہوگئی۔ کچھ زمینداری بھی خرید لی۔ کھیتی باڑہی کا کام تھا بھج ہر مالدار اسامی بن گئے۔
خاندان مین بجز ایک لڑکی اور اپنی عورت کے کوئی اور تھا نہین۔ لڑکی کبھی سسرال نہین جاتی تھی۔ اُسکی گود مین ایک لڑکا تھا۔ اس کے علاوہ بھج ہر کے بھائی کی دُلھن اور اُس کے تین لڑکے تھے۔ بھج ہر کا خاندان بہت آسایش سے بسر کرتا تھا۔
ایک سال ہوا رام داس پردیس مین انتقال کر گئے۔ رام داس کا بڑا بیٹا چندر شیکھر کلکتہ مین بی اسے کلاس مین تعلیم پاتا تھا۔ چندر شیکھر کی عمر بیس سال کی تھی۔ بھائیون مین ایک سولہ سال اور دوسرا دو سال کا ہے۔ رام داس کی عورت اور بچون کو اپنے مال و دولت کا پتہ نہ تھا۔ بڑے بھائی بھج ہر کے اوپر رام داس کے بال بچون کے مصارف آپڑے تھے اس لئے اُسکے وہ دست نگر تھے۔

معمولی طور سے رام داس کا کریاکرم کر دیا گیا - رام داس کے مرتے ہی خاندان مین پھوٹ ہو گئی - بھج ہر نے رام داس کے بال بچون پر سے ہاتھ اُٹھا لیا - لوگون سے کہتا رام داس ایک کوڑی چھوڑ نہین گیا کیونکر بیوہ بھاوج اور بچون کی پرورش ہو - مین دھنی سیٹھ تو ہون نہین جو تمام خاندان کا بار سر پر اُٹھاؤن چندر شیکھر جوان جہان ہے - کیون کمائی نہین کرتا - آخرکار روز روز کی زق زق بق بق سے چندر شیکھر کا پڑھنا موقوف ہو گیا - چھ مہینہ بعد بھج ہر نے بیوہ بھاوج اور چھوٹے چھوٹے بچون کو علحدہ کر دیا - اُس وقت چندر شیکھر مکان ہی پر تھا - گانون والون نے چندر شیکھر اور اُس کی مان سے کہا -

بھج ہر کے پاس جتنی جائداد ہے سب رام داس کی پیدا کی ہوئی ہے - اس لیے وہ دعوی کر کے اپنی جائداد واپس لے سکتی ہین - لیکن ان باتون پر نہ چندر شیکھر اور نہ اُسکی مان نے دھیان دیا - چچا سے علحدگی شاق ہو رہی تھی - مگر کرتا کیا مجبور تھا - تنگدستی مین بھی کبھی بھج ہر کے خلاف کوئی بات زبان سے نہین نکالی - تینون لڑکون کو ساتھ لے رام داس کی عورت نے گھونگھٹ سے مُنھ چھپائے بھج ہر کے سامنے اپنے دکھ کی کہانی سنائی اور منتہ صد بے رحم کی ہوئی - چندر شیکھر بھی بڑے چچا کے قدمون پر گر پڑا اور بہت کچھ منت سماجت کی - مگر اِس رونے دھونے کا نتیجہ کچھ نہ ہوا - اُنکا زار و نالہ سُنکر پتھر سا کلیجہ بھی موم ہو جاتا اُنکی شکستہ حالی دیکھکر گانون والون کے کلیجے ہل گئے - لیکن بھج ہر کا دل متاثر نہ ہوا - وہ اپنا ہی رونا روئے گیا - کیا کرون میرے پاس کچھ بھی نہین ہے ان سب کو کہان سے کھلاؤن -

بھج ہر کے جواب دینے سے بیوہ مان اور یتیم بچے کو لے کر چندر شیکھر کو واپس آنا پڑا - بھج ہر نے اتنی مہربانی کی اپنا زرخرید ایک مکان ان لوگوں کو بود و باش کے لیے دے دیا مکان بہت چھوٹا تھا - دو کچھر یلون اور تین آم کے درختون کے سوا اُسمین کچھ بھی نہ تھا - بھج ہر نے صاف صاف کہدیا تھا یہ مکان مین نے اپنے گاڑھے پیسہ کی کمائی سے خریدا ہے سردست مین اپنے بھتیجون اور بیوہ بھاوج کو عارضیتاً بلا کرایہ دیتا ہون جب یہ کوئی مکان لے لینگے یہ خالی کر دینگے - کچھ ٹوٹے پھوٹے برتن بھی عنایت کیے - لوگون کے زور دینے پر دو چار روپیے بھی دے دیے -

چندر شیکھر کی والدہ تین سونے اور دو چاندی کے زیور پہنے تھی۔ اُنھیں دیکھتے ہی بھیج ہر نے کہا۔ یہ زیور بھی میرے ہی روپے سے بنے ہیں۔ خیر لے جاؤ مجھے ان سے سروکار نہیں لوگ ہو نہاسی پڑوسے دیکھیں گے میرے بھائی کا نام ڈوب جائے گا بھیج ہر نے لوگوں کو دکھانے کے لیے بہت بڑی عنایت کی۔

چندر شیکھر کا پڑھنا لکھنا بند ہو گیا۔ بھیج ہر کی ایسی ہی نیت تھی کیونکہ فرمادیا تھا کہ چندر شیکھر کے خاندان کی پرورش کے لیے میرے پاس دولت نہیں ہے۔ چندر شیکھر کو معاش کی فکر پڑ گئی لیکن کھائے کیا۔ بغیر پیدا کئے مٹھی بھر اناج ملنا محال ہے۔

گاؤں کی ایک چھوٹی جماعت چندر شیکھر کو لئے زیندر ناتھ کے پاس آئی۔ زیندر ناتھ کو کل حقیقت معلوم ہو چکی تھی۔ بھیج ہر کی بے ایمانی سے پورے واقف تھے اُنھوں نے ایک دن خود بھیج ہر سے ملاقات کی تھی اور چندر شیکھر کی شکستہ حالی کا تذکرہ بھی کیا تھا۔ اور اس بات پر زور دیا جس طرح ہو آپ چندر شیکھر کی حمایت کریں۔ اُسکی روٹیوں کی فکر رکھیں۔ لیکن بھیج ہر نے سوائے اپنا رونا رونے کے اور کچھ نہیں کہا۔

زیندر بابو! آپ تو سب کچھ جانتے ہیں رام داس نے کبھی کسی قسم کی مدد مجھے نہیں پہونچائی۔ وہ اپنی کمائی فضول خرچی میں برباد کیا کرتا تھا۔ ابتک میں نے جس وقت سے خاندان کی پرداخت کی ہے وہ میں ہی جانتا ہوں۔ اب مجھے اتنا مقدور نہیں۔ اور پھر عالم ضعیفی ہے کیونکر اتنا بڑا بار سر پر اُٹھالوں۔

زیندر ناتھ کی ایک نہ چلی۔ پلٹ آنا پڑا۔ آخر کار اُنھوں نے چندر شیکھر کو دعوی دایر کرنے کی صلاح دی۔ مصارف مقدمہ اپنے ذات پر رکھے۔ اس شورہ کی خبر بھیج ہر کے کان تک بھی پہونچ گئی۔ پھر بھی بھیج ہر کے کان پر جوں نہ رینگی۔

ادھر چندر شیکھر فکر میں پڑ گیا۔ مقدمہ بازی سے کچھ نہو گا جتنا وقت مقدمہ بازی میں خرچ کیا جائے اُتنا ہی وقت تحصیل معاش میں صرف کیا جائے تو چار پیسے کی صورت نظر آئے نالش کرنے کی صلاح ہوئی ہے یہ سنتے ہی بھیج ہر آگ بگولا ہو گیا دل میں تہیہ کر لیا اس کمبخت چندر شیکھر اور اُس کے بھائیوں کا نام و نشان دنیا سے مٹا دیا جائے۔ اور زیندر وغیرہ وغیرہ جو جو چندر شیکھر کی حمایت پر کمر بستہ

ہوگئے ہیں اُن پر بھی غصے کی چھاجھ نکالی۔ یکدم برباد کرینکی خاطر سے چندر شیکھر پر بھج ہر نے فوجداری میں چوری کا مقدمہ دایر کر دیا۔

کلکتے میں رہنے کے وقت چندر شیکھر نے ایک شال پندرہ روپئے کی خریدی تھی لیکن غریبی کی حالت ہونے سے کبھی وہ شال استعمال نہیں کی تھی ہمیشہ صندوق میں بند رہی جب چچا سے علٰحدگی ہوئی۔ کچھ کھانے پینے کا انتظام نہ ہوسکا مفلسی بُری شئی ہوتی ہے۔ وہ شال دس روپئے پر ایک شخص کے پاس رہن رکھی گئی اس خبر کے پہونچتے ہی بھج ہر کی آتش حرارت اور تیز ہوگئی۔ اکثر چندر شیکھر صلاح ومشورہ کی جہت سے چچا کے پاس جایا کرتا تھا۔ ایک دن بھج ہر شال کی بات پوچھ بیٹھا چندر شیکھر شال خریدنے کا کوئی معقول ثبوت نہ دے سکا۔

بھج ہر نے کہا " وہ شال میرے داماد کا ہے۔ تم چورالائے۔

چندر شیکھر کے ہوش اُڑ گئے۔ چُپ چاپ کانپتا کانپتا اُٹھ آیا۔ شال کی خریداری کا درحقیقت کوئی ثبوت نہیں تھا جس شخص سے خریدی گئی تھی اُسکا پتہ نہ تھا۔ پھر شال خریدتے یا اوڑھتے کبھی اُسے کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ چندر شیکھر کے چھوٹے بھائی اور ماں تو بالکل مردہ ہو گئے۔

چندر شیکھر پر وارنٹ تھا۔ گرفتار ہو جانا پڑا جس کے پاس شال رہن تھی وہ چوری کا مال رکھنے کے الزام میں پکڑا گیا۔ دونوں کا چالان ہوا۔ چندر شیکھر کے مکان میں تو بہ تلا مچ گئی۔ لوگ چندر شیکھر کو نہایت سنجیدہ سمجھتے تھے اس لیے بہتوں کی راے ہوئی یہ جال بھج ہر کا پھیلایا ہوا ہے۔

نریندر ناتھ نے چندر شیکھر کی ماں اور بھائیوں کی بہت کچھ تشفی کی۔ اور کہا گھبراؤ نہیں۔ جس قدر روپیہ صرف ہوگا خرچ کرونگا اور چندر شیکھر کو رہائی دلواؤنگا۔ اور صرف خانگی کے واسطے کچھ نقد دیکر نریندر بابو بھج ہر سے ملنے گئے۔ بھج ہر نے بھی دنیاداری دکھائی اور نریندر بابو نے کہا " اپنے لڑکے اور بھائی کے لڑکے دو نہیں ہوتے اُسے چور بناکر کوئی شخص بھی پولیس میں پھنسوانا پسند نہیں کرتا۔ مانا چندر شیکھر نے چوری کی پھر بھی آپ چچا ہیں معاف کر دینا چاہیے۔

بھج ہر۔ آپ یہ کیا کہتے ہیں جیسا میرا لڑکا ویسا بھائی کا لڑکا۔ دونوں برابر ہیں۔

اُسے ہتھکڑی بیڑی پہنے دیکھوں یہ میری طبیعت کب گوارا کر سکتی ہے۔ لیکن کروں کیا۔ میری شال ہوتی صبر کر لیتا شال داماد کی ہے۔ داماد بغیر سزا دلائے مانتا نہیں۔ میں اسمیں مجبور ہوں۔ کیا داماد سے بگاڑ لوں۔ جہاں بگڑ گئی پھر عمر بھر کے لئے رشتہ ٹوٹ جائیگا لڑکی تعلق چھوڑ دیگی۔ اس لیے بھیا میں لاچار ہوں۔

ایک کہاوت مشہور ہے۔ چور نہ مانے دھرم کہانی۔ نریندر ناتھ نے بہت کچھ منت خوشامد کی۔ ٹوپی قدموں پر رکھی لیکن بھج ہر کے کان پر جوں بھی نہ رینگی۔ نریندر بھج ہر کے داماد کے پاس گئے۔ داماد اُن سے بھی ایک نمبر اُونچا تھا اُسنے بھی بات سنی ان سنی کر دی غرض معاملہ نہ سُلجھ سکا۔ آخرکار نریندر ناتھ نے چندر شیکھر کے لیے ہوشیار مختار وکیل مقرر کیے اور جن جن باتوں سے مقدمے میں خرابی پیدا ہوتی ہو اُن کی روک کا انتظام کر دیا۔

پہلی پیشی کے روز خود نریندر عدالت میں گئے۔ ڈپٹی مجسٹریٹ نے چندر شیکھر کا اظہار لیا اور دو ایک جرح کے سوال کیے مقدمہ کچھ مشکوک ہو گیا۔ وکیل نے ضمانت کی درخواست دی۔ حاکم نے پوچھا ضمانت کون کریگا۔

نریندر ناتھ عدالت کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ حاکم نے دریافت کیا "کیا آپ ملزم کے ضامن ہو سکتے ہیں"۔ نریندر ناتھ نے کہا "ہاں! مجھے کامل یقین ہے ملزم بے قصور ہے۔ اس لیے میں ٹھنڈے دل سے ملزم کی ضمانت کرتا ہوں۔

اُسی وقت ضمانت منظور ہو گئی۔ چندر شیکھر کو لیکر نریندر ناتھ راگھو پور واپس ہوئے۔ نریندر ناتھ کی اس حرکت پر بھج ہر جڑھ اُٹھا۔ لیکن روپیے پیسے زمینداری وغیرہ کسی بات میں نریندر ناتھ بھج ہر سے کم نہ تھے۔ اس لیے وہ اُنکا کچھ کر نہ سکا۔

باب آٹھواں

ضمانت پر رہا ہو جانیکے بعد چندر شیکھر پھر ایک دن اپنے چچا کے پاس گیا اُسنے سوچا شاید میری ذات سے چچا صاحب کا کوئی عظیم نقصان ہو گیا ہے۔ اس لیے وہ مجھ سے سخت ناخوش ہیں۔ لہذا اپنے قصور کی تلافی چاہنے کی غرض سے اُسنے آج اپنے چچا کے پاؤں پکڑ لیے۔

مدد کرے۔ چچا کے ظالم ہاتھون سے بچاے۔ چندر شیکھر کو ایشور ہی کا بھروسہ ہے اُسکی مان اور بھائیون کو یقین دلایا چندر شیکھر چھوٹ جائیگا۔ پھر وہ وکیل اور مختارون سے ملے۔ صلاح ومشورہ کئے نریندر ناتھ اپنی پیاری بیوی شیام سندری سے دودن کی رخصت لیکر کلکتے چل دیے۔ پیشی مین تین دن باقی تھے۔ تاریخ مقررہ پر چندر شیکھر گواہ شاہدون کے ساتھ عدالت مین پہونچا۔ اچھے اچھے وکیل اور مختار چندر شیکھر کی طرف پیروی کر رہے تھے۔ اُنھون نے ہر طرح کی امید دلائی مقدمہ ڈسمس ہوجائیگا۔ لیکن پولیس کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدعی نے مقدمہ اچھی طرح کھڑا کیا ہے۔ وہ عدالت مین کافی ثبوت بھی دیگا۔ ننجہ ہر کا بیان ہوگا یہ شال دلادی گئی ہے۔ داماد اسکے بیان کی تائید کریگا۔ اور گم ہوجانے کا ثبوت دیگا۔ اس کے بعد پولیس اور گانوُن والون کی شہادت ہوگی کہ یہ شال چندر شیکھر نے رہن رکھی تھی اس لیے استغاثہ کا بیان مضبوط سمجھا جائے گا۔ اسمین شک نہین۔

پھر بھی امید پڑتی ہے۔ حاکم مہربان اور منصف ہے ملزم کو قابل سمجھکر صفائی کے گواہ طلب کریگا۔ اُنکی شہادت بھی یقینی اچھی ہوگی وہ کہدینگے ملزم نیک چلن ہے۔ آج تک کوئی بدچلنی کا کام اُسکی ذات سے دیکھنے مین نہین آیا۔ اِن باتون سے چندر شیکھر کو بھی تقویت ہوئی شاید اس آفت سے ایشور نجات دیدے۔ نریندر ناتھ کہہ گئے تھے جس طرح ہوگا پیشی کے دن آجائینگے ابھی تک نہین آئے۔ جن جن ٹرینون سے امید تھی وہ آگئین۔ نریندر ناتھ کا پتہ نہین۔ اوپر بھگوان اور سامنے نریندر۔ انھین دونون سے چندر شیکھر کو بھروسا ہے نریندر ناتھ کے آنیسے بہت کچھ تقویت ہوسکتی ہے۔ لیکن اُنکا تو نام ونشان تک نہین ننجہ ہر نے کہا تھا گواہ پیش کرنے مین تامل ہوگا اور مقدمہ رد کرنے کی بھی کوشش کی جائیگی۔ لیکن یہان تو کچھ اور ہی ڈھنگ ہے اُسکے ساتھ بہت سے گواہ ہین۔ پولیس سے برابر صلاحین ہو رہی ہین۔ جوگن بابو بھی ننجہ ہر کی طرف سے مقدمہ کی پیروی مین لگا ہے۔ اسے ہمارے ناظرین بخوبی جانتے ہین۔

چندر شیکھر گانوُن کے تین آدمیون کے ساتھ زیر درخت سر نیچا کیے

بجیج ہر بھی دنیاوی دکھاوا کرنے لگا۔ اپنے داماد کی نالایقی پر افسوس کیا۔ اور کہا مین مقدمہ اُٹھا لینے کے لیے زور دون گا۔ تم خاطر جمع رکھو۔ جاؤ۔ بے فکری سے گھر بین بیٹھو۔ مقدمہ کی پیروی مت کرو۔ نہ کسی گواہ شاہد کی ضرورت سمجھو۔ مین پیشی کے دن مقدمہ اُٹھا لے جاؤن گا۔

اکثر دیہات کے لوگون نے بجیج ہر کو ایسا کرنیسے روکا اور کہا ایسا نہو جھوٹا مقدمہ دایر کرنے کا الزام عدالت تمھارے سر تھوپ دے لیکن بجیج ہر نے کہا اب تو مین جو کچھ زبان سے نکل گیا ہے اُسی کی پیروی کرون گا۔

ناظرین سمجھ گئے ہون گے یہ بھی بجیج ہر کی ملی بھگت تھی۔ اُسنے سوچا اسطرح چندر شیکھر کی طرف سے پیروی نہ ہوگی ادھر شہادت موجود ہی ہے خواہ مخواہ چندر شیکھر سزا پا جائے گا۔ پُرانے خرانٹ لوگ بھی سمجھ گئے کہ بھتیجے کا شکار کرنا ہی بجیج ہر کا مقصود ہے۔ جو شخص اُسی کے روپیہ سے لکھا پڑھا اُسی کے دانے پانی سے اتنا بڑا ہوا اب وہ اُسی کے خلاف جھوٹی باتین اوڑا کر دیوانی مین نالش کرنیکی نیت باندھتا ہے۔ اُسے تحت الثری مین کھینچ دینا ہی اچھا ہے۔ ہر ایک طرح کی مثالین دے کر سمجھایا انصاف کے خواہان ہوئے چندر شیکھر کی باتون کا بھی اقرار ہوا لیکن بجیج ہر نے کسی کی بات نہ مانی۔ خود نریندر ناتھ مُصر ہوئے کہ بھتیجے کے ساتھ ایسی بے اعتنائیان زیب نہین دیتین۔ اُسکی خطا سے درگذر کرین۔ بجیج ہر چکنی چپڑی باتین کہہ کے آنسو بھر لایا۔ اور بہت کچھ افسوس ظاہر کیا۔ پیشی کے دن مقدمہ ڈسمس کرانے کے طریقے بھی بتائے۔ اور کہا کیا کہون داماد کا واسطہ نہوتا تو آج یہ نوبت نہ آتی۔ جو کچھ ہوگیا۔ میرا کلیجہ جانتا ہے۔ بجیج ہر کو کھانا پینا حرام ہے۔ دن رات اسی فکر مین لگا رہتا ہون کسی طرح چندر شیکھر اس بلا سے نجات پا جائے مقدمہ تو اُٹھایا نہین جا سکتا لیکن ڈسمس ضرور کرا دیا جائے گا۔

بجیج ہر کی باتین بالکل دکھاوا ہین نریندر ناتھ۔ چندر شیکھر اور گاؤن کے چند مکھیا سمجھ گئے بجیج ہر نفس کا کھوٹا ہے۔ کبھی طرح نہ دیگا بلکہ جہانتک دسترس چلے گا چندر شیکھر کو بالکل تباہ و خراب کر دیگا۔ مقدمہ جھوٹا ہے یہ بات نریندر ناتھ اور دیہات کے مکھیا لوگ جانتے ہی ہین۔ سب دعا گو ہین ایشور چندر شیکھر کی

کھڑا تھا - ان مین بھی ایک شخص سے ہم شناسا ہین اسکا نام گوبندجی عُرف گوبند دادا-

گوبند دادا نے چندرشیکھر کی پُشت پر ہاتھ پھیر کر کہا "گیارہ بج گئے ابھی تک نرپندر ناتھ نہین آئے اُنکے موجود رہنے سے تمام کام بنجاتے -

چندرشیکھر - بھگوان جانے کیا افتاد پیش آگئی - بیمار تو نہین ہوگئے - آتے ضرور - رُکنے والے آدمی نہ تھے کچھ نہین میرے مقدر کا قصور ہے - اُنھون نے کیسی کچھ اس مقدمے مین پیروی کی - وکیل مختار کردیے - ڈھیر دن روپیہ اُٹھا دیا - وہی میرے بڑے بھاری ہمدرد ہین - اُنہین سے مجھے ہر قسم کی امید ہے - میری قسمت مین جو کچھ لکھا ہو وہ بہت جلد ہو جائیگا - مین قید کے عذاب بھگتنے کو تیار ہون - لیکن ایشور انھین اچھا رکھے بغیر اُنکی دیدار کے میری فکرین جاتی نہین - کیا مجھے یہ ہوس لیکر قید خانے مین جانا پڑیگا - عدالت کے میدان مین جب سڑک پر گاڑیان آیا کرتی تھین چندرشیکھر کی نظر اُسی طرف لڑی ہوئی ہو بہت سی گاڑیان آئین - چندرشیکھر کو امید پڑی ان گاڑیون مین کوئی نہ کوئی گاڑی نرپندر بابو کی ہے - لیکن نرپندر کسی گاڑی سے نہین اُترے - اب کوئی گاڑی کا وقت نہین رہا - نرپندر ناتھ نے وکیلون سے بھی کہا تھا تین روز قبل پیشی کے آجاؤن گا - آج پیشی کا دن ہے اُن کا پتہ نہین چندرشیکھر کے لیے نرپندر ناتھ کا نہ آنا بھی ایک قسم کا عذاب جان ہوگیا - بے ہراس ہوکر انکساری کے ساتھ چندرشیکھر دل مین بھگوان کرشن چندر کا نام لینے لگا -

باب ۹ نوان

کچھ دیر بعد حاکم عدالت کی کرسی پر جلوہ گر ہوگیا - بہتون کا کلیجہ کانپ اُٹھا بیسیون کے چہرون پر مسرت و انبساط کا خون گردش کرنے لگا - کہ آج اپنے دشمن سے عوض لین گے -

مختار لوگ اپنے اپنے موکل سے گپ چپ باتین کرنے لگے کس جرح کا کیسا جواب دینا چاہیئے سمجھانے لگے - وکیلون کے محرر اپنے اپنے موکلون سے

ہاتھ پھیلا پھیلا کر فیس مانگنے لگے۔ کوئی مستغیث برگد کے درخت کی جڑ میں بیٹھا ہوا اپنے گواہون کو پان گلوری دے رہا ہے کسی نے اپنے گواہ سے پرانی رشتہ داری نکالی۔ کوئی کالی جی سے منت مانگ رہا ہے مقدمہ مین سبز ہونے پر تمھارا پرساد چڑھاؤنگا۔ کوئی پولیس کے چپراسیون کی خوشامد کر رہا ہے کوئی کہتا ہے بھائی اس مقدمے مین اگر کامیابی ہوگئی تو تمھین گھر چلکر پانچون کپڑے دونگا خلاصہ یہ کہ ہر شخص اپنے اپنے خبط مین اُلجھا ہوا تھا۔

چندر شیکھر نے عدالت مین آتے ہی کورٹ سب انسپکٹر سے ملاقات کر لی تھی اُنھین کے اشارے پر اسوقت تک وہ زیر درخت ٹھہرا ہوا تھا۔ اتنے مین عدالت کے چپراسی نے آواز دی چندر شیکھر ملزم حاضر ہے جسوقت پولیس کا سپاہی ملزم کو لئے عدالت کے پاس جا رہا تھا بھیم سہر کی خشم آلود نگاہ ملزم پر پڑ رہی تھی۔

جوگن بابو دھیمی آواز سے بولا۔

"باپ سے بڑے چچا کو آفت مین ڈالنے کی نیت کرنیسے آج تمکو بڑے گھر جانا ہوگا"

اسوقت جواب دینے کا موقع نہ تھا اسلئے چندر شیکھر خاموشی سے سر ڈالے عدالت کے کمرے مین چلا آیا مقدمہ کیا تھا ایک تماشا تھا عدالت کا کمرہ تماشائیون سے بھر گیا تھا بہنوئی نے سالے پر چوری لگائی ہے سالا گرفتار ہو کر کچہری آیا ہے۔ ملزم کا بڑا چچا اس مقدمے مین اصلی پیروکار ہے۔ خود بھی چوری کی شہادت دینے آیا ہے بھتیجے کو پھنسانے کی سینکڑون ترکیبین سوچی جاتی ہین۔ چور بی۔ اے پاس اور نہایت خوش چلن آدمی ہے۔ یہ مقدمہ قابل دید ہے بہت سے رموز کا انکشاف ہوگا جن پر ابھی تک پردہ پڑا ہوا ہے۔ اس خیال سے تماشائیون کا ہجوم ہوگیا تھا۔

ڈپٹی مجسٹریٹ نے بیٹھتے ہی پہلے ضروری کاغذات پر دستخط کئے اس مین وقت کچھ زیادہ صرف ہوگیا آج چندر شیکھر کے مقدمہ کے سوا اور کوئی بڑا مقدمہ ہاتھ مین نہین تھا جو دو چار چھوٹے چھوٹے مقدمے تھے یا جنپر حکم سنانا تھا وہ ایک گھنٹہ کے اندر ہی اندر طے ہو گئے ادھر وکیلونکی بھی یہی خواہش تھی کہ دیر ہو جانا اچھا ہے۔ شاید نریندر بابو آجائین۔

آخر کار ڈیڑھ گھنٹہ اور گذر گیا۔ ڈیڑھ بجے کے قریب مجسٹریٹ نے اس مقدمہ مین ہاتھ ڈالا چپراسی کے ساتھ چندر شیکھر پہلے ہی سے عدالت کے کمرے کے اندر ایک گوشہ مین کھڑا ہوا تھا۔ عدالت نے پوچھا اس ملزم کے ضامن رگھوپور کے زمیندار نریندر ناتھ ہین۔

کورٹ سب انسپکٹر نے۔ ہان حضور کہکر سوال کا جواب دیدیا۔
عدالت نے مسل اُٹھالی۔ پولیس کی رپورٹ پڑھی گئی۔ رپورٹ ملزم کے حق مین بالکل خلاف تھی۔ چوری کی شال ہجہر کے داماد کی ہے اس کا کافی ثبوت پولیس کی رپورٹ سے مل گیا۔
ہجہر نے گواہی دینے کے وقت بھتیجے کی لس حرکت پر بہت کچھ افسوس کیا۔ یہانتک آنکھون سے آنسو بھی جاری ہو گئے۔ لڑکی داماد سے قطع تعلق ہوجانے کے خیال سے گویا اسس مقدمہ مین شہادت دی ہے۔ اپنی شہادت بھتیجے کے خلاف دیکر پھر بھی اُسے اطمینان نہوا۔ جوگن بابو کی بھی گواہی دلوائی جوگن نے تو غضب ہی ڈھا دیا۔ اس نے کہا ایک سال قبل اسی ملزم نے میرے مکان سے چاندی کا حقہ چرالیا تھا۔ اگلے دن تلاشی لینے پر وہ حقہ اُسی کے مکان سے ملا۔ لیکن چاندی کی منہال اور نگالی پھر بھی نہ ملی۔
حاکم اور وکیلون نے اس گواہی پر کئی ایک جرحین کین لیکن جوگن ایک چالاک اور شاطر عیار تھا۔ اپنی بات پر جما رہا۔ جرح سے اُسکی شہادت مین ضعف نہ آسکا۔
عدالت نے ایکبار ملزم پر رحم کی نظر ڈالی چونکہ شہادت زبردست تھی ثبوت بھی پختہ معلوم ہوتے تھے اس لئے اس کا چھٹکارا مشکل ہے۔ عدالت کو کامل یقین ہوگیا تھا۔
چندرشیکھر نے کہا۔ یہ ”شال مین نے کلکتہ مین خریدی تھی“۔ لیکن اس بارے مین وہ کوئی زور دار ثبوت نہ دے سکا۔
عدالت نے بہت سی سوال کئے۔ لیکن چندرشیکھر ایجاب کے سوا کوئی معقول جواب نہ دی سکا چندرشیکھر کی طرف گوبندا اور ایک کھیا نے گواہی دی۔ یہ دونون صفائی کے گواہ تھے۔
گوبندا دا نے کہا۔ حضور! ملزم ایک نیک چلن اور دیانتدار آدمی ہے۔ یہ ایسا کام کبھی نہین کر سکتا۔ لیکن قانون کی رو سے آج وہ پورا مجرم ہے۔ گو اسکی نیکی اور خوش اطواری کو زمانہ جانتا ہے۔ وہ ایک تعلیم یافتہ شخص ہے۔ وہ وفادار اور ہمدرد خاندان ہے۔ وہ جیل کی سختیونکو صبر اور شکر سے جھیل لیگا۔ اسکی اُسے پروا نہین صرف خیال ہے تو یہ ہے کہ اُسکی نیک چلنی کے دامن پر بدنما دھبہ لگنے والا ہے جس کی وجہ سے اُسکی آئندہ زندگی

نہایت تلخکامی سے بسر ہوگی۔

عدالت غور مین پڑگئی پھر وکیلون سے مخاطب ہوکر پوچھا۔

آپ دیکھتے ہین ملزم ابھی نوجوان ہے۔ صفائی کے گواہون سے ظاہر ہوتا ہے اس کا چال چلن بہت اچھا رہا ہے۔ پھر تعلیم یافتہ بھی ہے ایسے شخص کی آیندہ بہبودیون کا خراب کردینا بھی مناسب نہین معلوم ہوتا۔ لیکن آپ لاحظہ کرتے ہین ملزم پر جو الزام لگایا گیا ہے وہ لائق اعتبار معلوم ہوتا ہے کیونکہ ثبوت کامل موجود ہین۔ گواہون سے بھی اچھی طرح ثابت ہوگیا۔ شال ضرور چوری گئی میری راے مین ایسے شخص کو سزا دینا ہی عدالت کا انصاف ہے۔

وکیل وکلا مختار اور جتنی حاضرین تھے سمجھ گئے عدالت کی راے مین ملزم قابل سزا ہے۔ لوگون کے چہرے اوداس ہوگئے۔ بہتون کی آنکھون سے آنسو جاری ہین۔ کوئی ٹھنڈی سانس بھر رہا ہے۔ غرض جتنے ہین سب سہمے ہوے ہین کلیجے پاش پاش ہورہے ہین۔ ہان بھیرسر کی باچھین کھلی جاتی تھین اس کا دل خوشی سے ہاتھون اچھل رہا تھا۔

عدالت نے پھر کہا۔ اسامی کا بیان ہے یہ شال کا جوڑا اس نے کلکتہ مین خریدا تھا۔ لیکن اس بات کا اس کے پاس کوئی ثبوت نہین۔ کچھ دنون بعد بھی اگر اسامی شال کی خریداری کا ثبوت بہم پہونچا دے تو مین اُسے مہلت دے سکتا ہون۔ اور مقدمہ چند عرصے کے لئے ملتوی کردیا جاسکتا ہے لیکن اسکی امید نہین۔

عدالت کے سامنے ایک گاڑی دوڑتی آرہی ہے کوچوان گھوڑونکو گھوڑدوڑ کے گھوڑونکیطرح اڑاتا دوڑا رہا ہے۔ گھڑگھڑ کرتی غبار اوڑاتی ہوا کیطرح فراٹے بھرتی ہوئی آرہی ہے۔

حاکم اور وکلا کی نگاہین اُس آواز کیطرف اُٹھ گئین۔ تماشائی بھی دیکھنے لگے کیا معاملہ ہے۔ یہ گاڑی کسکی ہے۔ ادھر لوگ اس خبط مین تھے چندر شیکھر کا حکم سُن لین گے اور اُسے جیل تک پہونچا دین گے۔ تب مکان جائین گے۔ اودھر چندر شیکھر کے دل مین اُمید کا درخت بار آور ہونے لگا۔ شاید میرا حمایتی آگیا ہے۔ گوبند داد ابغلون میں ہاتھ دئے باہر برآمدے مین ٹہلتے جاتے اور گاڑی کیطرف دیکھتے جاتے ہین۔ دوسرے لوگون کی بھی آنکھین گاڑی کی طرف لگی ہوئی ہین اتنے مین گاڑی عدالت کے میدان مین آکے کھڑی ہوگئی۔ کوچوان نے گاڑی کا پٹ کھولا ایک نوجوان اُترکر کھٹ پٹ کرتا ہوا عدالت کے کمرے مین گھس آیا۔

ناظرین پہچان گئے ہونگے یہ نوجوان غیر نہین ہے نریندر ناتھ جی ہین۔

عدالت نے اس نوجوان سے پوچھا۔ کیا آپ بھی اس مقدمے میں شہادت دینے آئے ہیں۔
نریندر ناتھ۔ نہیں۔ البتہ تین شخص اس مقدمے میں شہادت دینے آئے ہیں۔ عدالت کے طلب کرنے پر وہ حاضر ہو سکتے ہیں۔
مجسٹریٹ نے کہا۔ "شال کا جوڑا چندر شیکھر نے خریدا تھا اُس کا اگر ثبوت ہو تو البتہ گواہی لیجا سکتی ہے۔ ورنہ زیادہ سر مغزن کرنے کی ضرورت کیا ہے۔
نریندر ناتھ۔ مجھے امید ہے جو گواہ آئے ہیں وہ شاید اسی قسم کی گواہی دیں گے۔
عدالت کے حکم سے تین شخص جنکے کپڑوں میں سون خاک پڑی ہوی تھی کمرے میں آئے حاضرین کے چہرے شگفتہ ہو گئے۔ چندر شیکھر دیکھتے ہی پہچان گیا۔ ان میں ایک وہ شخص تھا جس سے شال خریدی تھی۔ اسی شخص کے لئے چندر شیکھر بہت پریشان تھا اُس کا طیہ بتایا تھا لیکن پتہ نہ لگتا تھا۔
نریندر ناتھ نے کسقدر محنت اور جانفشانی اُٹھا کر اس شخص کا پتہ آخر لگا ہی لیا اور عدالت کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا۔
اب چندر شیکھر کے بری ہو جانے کی امید سب کو ہو گئی بھیج ہر اور اُس کے ہمراہی البتہ مغموم ہو گئے۔ اُن کے چہروں پر افسردگی چھا گئی۔ چندر شیکھر کا دل تو باغ باغ ہے۔ وہ سمجھتا تھا دودھ کا دودھ پانی کا پانی عیاں ہو جائیگا۔
الغرض آئے ہوئے آدمیوں کی گواہی لی گئی۔ وہ تینوں شخص کھتری تھے۔ تینوں کی بزازے کی دوکانیں تھیں۔
اس شال کے جوڑے کو چندر شیکھر نے انھیں تین میں سے ایک دوکاندار سے خریدا تھا۔ باقی دو شخص اس جوڑے کی خرید و فروخت کے وقت وہاں موجود تھے۔
دوران مقدمہ میں چندر شیکھر نے شال فروخت کرنے والے کے نام دو تین خط بھی لکھے تھے وہ دونوں خط خاص چندر شیکھر کے ہاتھ کے لکھے ہوے ساتھ ہیں۔ سیاد خط ملانے کے لئے چندر شیکھر کو عدالت کے سامنے دس بارہ کاغذوں پر دستخط کرنا پڑے دستخطوں سے شان خط مل گئی۔ اب کوئی شک باقی نہیں رہا۔ اس کے علاوہ ایک اور بھی ثبوت پیش کر دیا گیا نریندر ناتھ کی درخواست پر بھیج ہر کے داماد سے پوچھا گیا۔ یہ شال جب تمہاری ہے تو ضرور اسے کوئی نہ کوئی پہچانتا ہو گا۔

عدالت نے کہا۔ "یہ سوال فضول ہے کیونکہ استغاثہ کی طرف سے پہلے ہی کہدیا گیا ہے چونکہ شال نئی ہے اسلئے اُسپر کوئی معقول شناخت نہین ہو سکتی"۔

شال فروخت کرنے والے نے کہا۔ اس کے ایک سرے بر حاشیئے کے پاس گوشے پر ایک رفو ہے اور ایک پلے کیطرف نیلی پنسل سے اس کے نام کے پہلے اور پچھلے حروف ایل۔ بی۔ لکھے ہوئے ہین۔

الغرض عدالت کے حکم سے پولیس نے شال کھولی۔ گواہ کے بتلائے ہوئے نشان پر۔ عدالت و سب انسپکٹر پولیس اور بھیج ہرا اور چندر شیکھر کے جانب دارون نے نگاہ ڈالی دیکھا واقعی وہان رفو بنا ہوا ہے اور شال کو کھول کر دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہوا انگریزی کے چھوٹے چھوٹے حرفون مین ایل۔ بی لکھا ہوا ہے۔

اُسی وقت عدالت نے ملزم کو بے قصور کہہ دیا۔ حاضرین نے عدالت کو دعائین دین ساتھ ساتھ بہتون نے نریندر ناتھ کی ہمت اور جانکاہی اُٹھانے کی تعریف کی۔

عدالت نے کچھ عرصے بعد حکم سنا دیا بھیج ہرا در استغاثہ کی طرف سے بالکل لغو شہادت گذری ہے۔ اس لئے اُس دروغ حلفی مین انھین سزا ملنا چاہیئے۔ مین حکم دیتا ہون یہ سب کیون نہ فوجداری سپرد کئے جائین۔ اس مقدمہ کا نوٹس اُدہیر جاری ہو گا۔

تماشائیون نے عدالت کی بے صفائی۔ عدالت خالی ہوئی لوگ باہر آگئے۔ چندر شیکھر نے اپنے چچا بھیج ہر کے پانون کی خاک لیکر پیشانی اور آنکھون پر لگائی۔ اور نریندر نے اسے چھاتی سے لگا لیا۔

باب دسوان

نریندر ناتھ پر باب جوگن بابو کا غصہ بھڑک اٹھا۔ رمبھا پر اگر نریندر ناتھ کی عنایتین نہوتین تو جوگن اُدہیر ضرور قبضہ کر لیتا۔ ایک دن مین نہوتا تو دس دن بعد ایک مہینے نہوتا تو دوسرے مہینے ضرور ہی دسترس چل جاتا۔ اور رمبھا اُس کے جھونپڑے کو زینت دیتی ہوتی۔ چونکہ نریندر نے سب راستے بند کر دیے تھے۔ صرف ایک دن دیدار ہو گئے تھے۔ دل کی کیفیت کا کچھ اظہار کیا تھا۔ مگر عشق و محبت کا سودا چکنے نہ پایا۔ رمبھا اُس کی باتون پر بھڑک اُٹھی تھی۔ اس لئے اُس روز وہ طرح دے گیا۔

اب رُبھا باہر نہین نکلتی۔ اُس کے صحن کا احاطہ دیوارون سے محدود ہوگیا۔ اب نگاہ بھی دیوار پھاند کر اُس کا دیدار نہین کر سکتی۔ پانی ٹھلیئی لادیتی تھی یہ بہانہ بھی گیا۔ پانی لانے وقت تو مل جایا کرتی تھی اب ملنا محال ہے۔ کیونکہ نریندر ناتھ کا سپاہی موٹا لٹھ لئے دن رات مکان کی چوکسی کرتا ہے۔ علاوہ ازین یہ بات بھی مشہور ہے کہ جو شخص رُبھا کو بُری نگاہ یا بُری نیت سے دیکھیگا۔ گاؤن کے زمیندار اُسپر ناراض ہو جائین گے۔

جوگن بابو کا مطلب ہوتا نظر نہین آتا۔ نریندر ناتھ ہی اس کا سبب ہین۔ اس لئے نریندر ناتھ پر جوگن بابو کو از حد غصہ ہے۔ لیکن اس معمولی حیثیت کے آدمی سے نریندر ناتھ کا ہو کیا سکتا ہے۔ اس خیال سے جوگن بابو بجھ ہر کا دوست بن بیٹھا۔ بجھ ہر نے بھی بہت سے وجوہ ایسے بیان کئے جن سے جوگن بابو کی تقویت ہو گئی کہ انھین واقعی نریندر بابو سے خصومت ہے۔ چندر شیکھر پر نریندر ناتھ کی بڑی عنایت ہے اور اسی عنایت کی وجہ سے آج چندر شیکھر بڑے گھر جانے سے بچ گیا۔ نریندر ناتھ سمجھ گئے بجھ ہر نفس کا کھوٹا ہے وہ کج خیال آدمی ہے۔ وہ بغض و حسد کا پتلا ہے۔ وہ بھتیجے کو ایک آنکھ سے نہین دیکھ سکتا۔

نریندر ناتھ نے بارہا بجھ ہر سے کہا۔ چندر شیکھر آپ کا لڑکا ہے اسے بھی مثل اپنے بچون کے پالیئے۔ بجھ ہر نے کبھی اس بات پر خیال نکیا۔ یہی نریندر کا قصور ہے۔ جوگن بابو اور بجھ ہر مل گئے۔ بہتر ہے دونون ہمخیال ہین۔ دونون نے تہیہ کر لیا جسطرح ہو اس نریندر ناتھ کو نیچا دکھاؤ۔

لیکن آجکل بجھ ہر آفت مین ہے۔ اس آفت سے رہائی پانے پر وہ نریندر ناتھ سے عوض لے سکیگا۔ مگر معاملہ بہت نازک ہے بغیر نریندر ناتھ کی اعانت کے اس بلا سے نجات پانی ناممکن ہے۔ اس لئے انکی خوشامد درآمد کر کے اپنا کام نکال لینا چاہئے۔

بجھ ہر اور جوگن بابو کیون۔ فوجداری سپرد کئے جائین۔ وجہ بتانے کے لئے دونون پر نوٹس جاری ہو گیا ہے۔ اس لئے فکر پڑ گئی ہے۔ اپنی خیر کسی طرح معلوم نہین دیتی۔ مسل مقدمہ مین قطعی اُن کے خلاف باتین درج ہین ایسی خراب حالت مین ضرور جیل کی ہوا کھانا پڑیگی۔

نریندر ناتھ شال خریدنے کا ثبوت یکایک اسطرح عدالت کے روبرو پیش کر دین گے خواب مین بھی یہ بات نظر نہین آسکتی تھی بجھ ہر کی آنکھون مین نریندر ناتھ خار کیطرح کھٹک

رہے ہین جسطرح ہو اس کانٹے کو نکال کے پھینک دینے ہی مین اپنا مفر ہے۔ غرض یہ کبھار گدھے کی خوشامد کرتا ہے۔ رگھناتھ اور بھج ہر نے بھی اس خیال کو گرہ مین باندھا اور نریندر ناتھ کی خوشامد کرنے کا تہیہ کر لیا۔ بھج ہر نے چندر شیکھر سے کل باتین کہین آخر مین اپنے بچاؤ کے لئے اُسکی بھی منت خوشامد کرنا پڑی۔ چندر شیکھر کی صلاح ہوئی نریندر ناتھ سے مل لینا ہی اچھا ہے۔ صبح کے وقت نریندر ناتھ دیوان خانے مین بیٹھا کرتے تھے۔ گاؤن والے جمع ہوتے ہین۔ کوئی مصاحبت کی غرض سے آتا ہے۔ کوئی اپنی کسی ضرورت سے خوشامد کرتا ہے۔ کسی کی لڑکی کی شادی ہے۔ مدد کا طالب ہے۔ کوئی روپیہ قرض مانگتا ہے کسی کا لڑکا اسکول مین پڑھتا ہے۔ لیکن مفلسی ہارج ہے انتظام ہو نہین سکتا کیونکر تعلیم ہو نریندر ناتھ تعلیم کا خرچ اپنے ذمہ لے لینگے۔ اکثر ان مین خیر خیر صلاح لینے آتے ہین اس جماعت سے ایک شخص علیحدہ بیٹھا ہوا تمباکو پی رہا ہے۔ وہ ہمارا پرانا شناسا گوبند دادا ہے۔ لوگ اپنی اپنی اوڑا رہے ہین نریندر ناتھ سب کی باتون کا جواب دیتے جاتے ہین گوبند دادا دور بیٹھے ہوئے نریندر ناتھ کی خوبو کی تعریف کر رہے ہین

باتین ہو رہی تھین اتنے مین تین شخصون نے قدم رنجہ فرمایا۔ نریندر ناتھ نے تعظم سے بٹھالیا اور کہا چچا بھج ہر آئیے۔ جوگن بابو ادھر تشریف لائیے۔ کہاں کرمفرمائی کی۔ آپ تو کبھی اس غریب خانے کو سرفراز ہی نہین کرتے۔ بھائی چندر شیکھر ادھر آؤ میرے پاس بیٹھو۔

بھج ہر۔ بیٹا! تمھین سے اس گاؤن کی عزت ہے۔ تمھین ہمارے آڑے وقت پر کام آؤ گے تب ہماری جان بچ سکتی ہے۔

اُس جماعت مین سے ایک شخص بول اُٹھا۔

"ایسا مت کہو۔ چندر شیکھر کے مقدمے مین ہمارے بابو کیا جانے کتنی دفعہ تمھارے گھر گئے۔ تمھاری خوشامد کی۔ مگر تم نے سوکھا ہی جواب دیا۔ کبھی انکی کوئی بات ہی نہین سُنی۔

بھج ہر کو طیش آگیا تھا۔ لیکن کرتا کیا۔ جواب دیا۔ نریندر ناتھ کی بات بھلا ہم کب ٹال سکتے تھے۔ یہ تمھارا خیال خام ہے۔ سب جانتے ہین گھر مین کبھی کبھی چخ چخ ہو ہی جاتی ہے۔ باہر کے لوگ جانتے ہین ان مین پھوٹ ہو گئی۔ خوب جوتا چلا۔ لیکن دلی محبت کو کون مٹا سکتا ہے وہ جب چار آنکھین ہونگی تازہ ہو سکتی ہے۔ بھائی مروت بھی کوئی چیز ہے

دوسرا شخص بول اٹھا۔

"جو کچھ کہتے ہو اور جو تمھارا اندشا ہے اُسے ہم سب جانتے ہین۔ نریندر ناتھ سے گانون کی زینت ہے۔ یہ تو عوام کا خیال ہے تم نے کوئی نئی بات نہین کہی"۔

بھج ہر نے انکساری کی نظر سے اُس آدمی کی طرف دیکھا اور اشارون مین خوشامد کرنے لگا

نریندر ناتھ بولے۔

"مجّا جان! بات کیا ہے۔ آپ کس قسم کی مدد کے طالب ہین۔ آپ فرمائین کون مصیبت ہے مین اُس کے دفعہ کرنے کی تدبیر سوچون گا"۔

ایک طرف چندر شیکھر گردن جھکائے بیٹھا ہے۔ بھج ہر اور نریندر ناتھ کی باتین سن رہا ہے اب ذرا وہ نریندر ناتھ کے قریب اور کھسک آیا اور دونون ہاتھون سے پاؤن پکڑ کر بولا

"بھائی صاحب! اس مرتبہ اگر ہماری خوشامد اور انکساری پر لحاظ نہ کرینگے تو میری جان کا دھوکا کھانا پڑیگا۔ چچا صاحب کو سزا ملیگی۔ یا میرے بہنوئی کو سزا ہو جائیگی یہ سمجھ لیجیے مین منھ دکھانے کے لایق نہ ہون گا۔ ممکن ہے پھر مجھے جلاوطن ہونا پڑے۔ یا خودکشی کر لینا پڑے۔ اس لئے آپ کو میری جان کی حفاظت کرنی چاہیئے"۔

چندر شیکھر کی بات سنکر جتنے لوگ تھے دنگ رہ گئے۔ جسکو تہ و بالا کرنے مین بھج ہر نے کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا تھا۔ جس نے چندر شیکھر کے باپ کی تمام جائداد کو ہضم کر کے بھتیجے کو در در کا بھکاری بنا دیا تھا۔ آج چندر شیکھر اُسی بدنیت کی سفارس کر رہا ہے اور نریندر ناتھ کے پاؤن پکڑ پکڑ کر رو رہا ہے۔

نریندر ناتھ چندر شیکھر کی اس لیاقت سے دل ہی دل مین بہت خوش ہوئے۔ سچے خوش اخلاق اور بامروت لوگ ایسے ہی ہوتے ہین۔ وہ دوسرون کی بھلائی مقدم سمجھتے ہین ایسے لوگ دنیا مین خال خال ہین۔

گوبند دادا بولے۔

"بیٹا! زمانے کا رنگ ہی ایسا ہے۔ لوگون کو اپنے مطلب سے مطلب ہے۔ خود غرضی سمائی ہوئی ہے۔ تم ایسے دنیا مین اگر فیصدی پچاس بھی ہوتے تو یہ کلجگ نہ پھٹ پڑتا۔ (بھج ہر سے) سُنو بھج ہر! نریندر ناتھ نے بارہا تمھاری خوشامدین کین۔ اور یہ چندر شیکھر بھی تمھارے پاؤن پکڑ کر رو دیا۔ اسوقت تمھاری انسانیت کہان گئی تھی۔ ذرا بھی نہ سوچا کسی نہ کسی دن ہمکو

بھی نریندر ناتھ کی خوشامد کرنا پڑیگی۔ اور اس چندر شیکھر کو بھی اپنے لئے رونا پڑیگا۔
بھج ہر۔ یہ بات ٹھیک ہے۔ مگر جو کچھ ہونا ہی جاتی ہے۔ اب ان باتون کو رفت و گذشت کرو۔ میری آئی ہوئی مصیبت کو دفع کرنے کی کوشش کرو۔ پرمیشور کے لئے کسی طرح میری جان بچاؤ۔

گوبند دادا۔ بھائی جوگن! تم کیا سوچکر آئے ہو۔ تم تو دنیا کے مالک ہو۔ تمہارے آگے کسی کی حقیقت ہی کیا ہے۔ بیچارے نریندر کس شمار مین ہین۔ پھر آنے کا سبب کیا ہے نریندر ناتھ سرتاپا قصور ہین۔ سوائے برائیون کے اُن مین کوئی بات قابل تعریف نہین ایسے شخص سے التجا کرنا کسنے کہا ہے۔

جوگن۔ یہ کیا کہتے ہو دادا۔ نریندر ناتھ کی جو شخص مذمت کرتا ہے۔ سمجھ لو اُس نے اپنی دنیا و آخرت خراب کر دی۔ ہم نے تو ایسا صاحب فہم و فراست شخص دیکھا ہی نہین یا جب مصیبت پڑتی ہے لوگ انھین گھیرتے ہین۔ ہم لوگ بھی ان کے پاس پناہ لینے آئے ہین۔ کیا نریندر ناتھ تمھارے سے ہین۔ ہمارا ان پر کوئی حق نہین۔ نہین ان پر سب کا دعوی ہے۔

نریندر۔ خیر۔ ان باتون کی ضرورت نہین۔ چچا بھج ہر اور جوگن بھائی دونون اسوقت آفت مین پھنسے ہین۔ چچا صاحب کا داماد بھی خسر کے سبب سے مصیبت مین پڑ گیا ہے ان سب کی حفاظت کرنا ہمارا دھرم ہے۔ پہلے کس نے کیا کیا ان سب باتونکو دوہرانا ٹھیک نہین۔ اس بکواس سے نتیجہ کچھ نہ نکلیگا۔ دادا! کسی کی مذمت کرنیسے ہمارے بدن مین زخم نہین لگ سکتے۔ اس لئے ان باتون کو برطرف کر کے کام کی باتین سوچو۔

بھج ہر اور جوگن کے پژمردہ چہرے کچھ بشاش ہو گئے۔ حاضرین کو نریندر ناتھ کی باتین سنکر تعجب ہو گیا۔

نریندر ناتھ نے پھر زبان کھولی۔

جو کچھ ہو گیا اُس سے مطلب نہین۔ ہان جس قصور پر اُن کے نام نوٹس جاری ہوا ہے اُس سے تو رہائی کی امید نہین ہوتی۔ حاکم نے اپنی آنکھ سے کل کیفیت دیکھکر ایسا نوٹس جاری کر دیا ہے۔ پھر مین اس مقدمے مین کیا کر سکتا ہون سمجھ مین نہین آتا۔ کاش مقدمہ میرے ہاتھ مین آجائے تو کچھ ہو بھی سکتا ہے۔ خیر۔ حتی الامکان کوئی دقیقہ اُٹھا

نہ رکھا جائے گا - اطمینان رکھو -

پنچ ہر - بیٹا تم سلامت رہو - ایشور تمہیں راج راجیشور کرے -

نریندر - لیکن ایک بات ہے - آیندہ چندر شیکھر کے ساتھ اس طرح کے برتاؤ نہ رہیں - اگر ذرا بھی کسی نے اُس کو ٹیڑھی نگاہ سے دیکھا تو پھر مین درگذر نہ کرونگا - یہ سب جانتے ہین پنچ ہر چچا نے چندر شیکھر پر ہاتھ صاف کرنا چاہا تھا - ایشور نے بڑی خیر کی بچ گیا نہین تو وہ بیچارہ تریتا کو چلا گیا ہوتا - اور چندر شیکھر کو اسکی کچھ پروا نہین ہے - جو ہونا تھا ہو گیا لیکن ایک بات ہے - اگر چچا صاحب! چندر شیکھر کی جتنی جائداد ہے دیدین گے - تو مین بھی ہمہ تن مصروف ہونگا اور اس معاملہ کو جہانتک ہوگا اُچھلنے نہ دونگا - عدالت سے بری کرانے کی کوشش کرونگا ایسا نہو گا تو سمجھ لیجئے دیوانی مین نالش دائر کر دیجائیگی و رمفت زیر بار حرجہ و خرچہ ہونا پڑے گا - پھر مین چچا صاحب کی کچھ بھی مدد نہ کر سکونگا

پنچ ہر - بات درست ہے - پہلے اس معاملہ کو طے کراؤ - پھر جسطرح تمھاری رائے ہوگی کر دیا جائیگا - اگر تم کل جائداد چندر شیکھر کو دلوا دوگے مین بلا عذر دیدونگا -

نریندر - خوب غور کر لیجئے - مین خلاف انصاف تو کوئی بات نہین کہتا -

پنچ ہر - یہ سب بیٹھے ہوئے ہین سب کے سامنے عہد کرتا ہون جو کچھ تم کہوگے اوسکے خلاف کبھی نہو گا -

نریندر - خیر یہ بات تو طے ہو گئی - جوگن دادا سے بھی مجھے کچھ عرض کرنا ہے - انکو چاہیئے گانون مین جتنی لڑکیان اور بہوویین ہین سب کو مان بہن کی نظر سے دیکھین کبھی کسی پر بدنگاہ نہ ڈالین ہم نے دو ایک شکائتین سُنی ہین - حالانکہ یہ انھین قبول نہین کرینگے - تاہم مین کہونگا شکائتین درست ہین - پس جس شخص کے ایسے قابل نفرین فعل ہون اُسکے ساتھ بھلا کوئی بھی بھلائی سے پیش آسکتا ہے - مجبیر کیا منحصر - اس لئے انکو ایسے فعلون سے اجتناب کرنا چاہیئے -

جوگن بابو - مین عہد کرتا ہون - اگر آیندہ آپ اس قسم کی شکایت سنینگے تو مین گانون سے نکل جاؤنگا آپ میری بات کو گرہ دے لین - دروغ نہ سمجھین -

نریندر - بہتر ہے - بہت دیر ہو گئی - آپ پناہ لینے آئے ہین - آپ کے لئے ہر طرح کی کوشش کی جائیگی - جائیے بے فکری سے دونون صاحب گھر مین بیٹھئے - آپکا رونا

میلا نہین ہو سکتا۔
بھج ہر پیارا مطلب حل ہو گیا۔بیٹا تم نے مجھے بے فکر کر دیا۔اب مجھے ہر طرح کا اطمینان ہے۔ایشور تمھین سلامت رکھے۔آج سے کبھی بغیر تمھین دعا دیے بھوجن نہ کرینگے لیکن تم اب کسیکی مت سُننا۔ہم سے زیادہ خیر خواہ اپنا کسی کو مت جاننا اب ہم لوگ جاتے ہین۔
نربندر ناتھ نے سلام کیا۔ایک ایک کرکے سب لوگ کھسک گئے۔

باب گیارہوان

دن گذرتے جاتے ہین مگر اسید کا چکر بند نہین ہوتا۔حرص و طمع کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے رمبھا کی تمنائین دن بدن بڑھنے لگین۔جس محبت کے پودے کو اُسنے آجتک امید کے پانی سے سینچا تھا اب اُس کے پتے مرجھا گئے ہین۔نربندر ناتھ کیطرف سے ابھی تک کسی قسم کی لگاوٹ نہین دکھائی دیتی۔کیا رمبھا! تیری محبت کا اثر اُن پر نہین پڑا کیا وہ تیرے حسن کے دلدادہ نہین بنے۔کیا شوق وصال اُن کے دل مین نہین پیدا ہوا جو دھرائن آتی ہے۔بات چیت کرتی ہے۔آس و اُمید کے دروازے کھول دیتی ہے عشق و محبت کے مرقعے سامنے پیش کر دیتی ہے۔لیکن سب فضول۔ہاتھ کچھ نہین لگتا طبیعت کو اطمینان نہین ہوتا۔رمبھا بیچاری کے دن رات فکر ہی مین گذرتے ہین نربندر ناتھ کے دیدار سے بھی آنکھون کو سیری نہین ہوتی مہینے بھر سے زیادہ گذرا آنکی پیاری شکل دیکھنا نصیب نہین ہوئی اُنھین دیکھنے سے روح خوش ہو جاتی تھی طبیعت اوچھل پڑتی تھی۔وہ بھی بات جاتی رہی۔شاید رسوا ہو جانے کے خیال سے اُنھون نے آمد و رفت بند کر دی۔اگر یہ بات ہے تو سمجھ لینا چاہیئے اُنھین رمبھا سے اُنس نہین۔وہ عشق و محبت کے پھندے مین پھنسنا پسند نہین کرتے۔پھر اُنھون نے رمبھا کی اسقدر نگہداشت کیون کی اُسکی آسایش کے لیئے سامان کیون مہیا کر دیئے یہ اُنکا فرض ہے۔دھرم شاستر مین بیوہ کی مدد کرنا لابدی لکھ دیا گیا ہے اگر اُنھون نے کیا تو کیا بُرا کیا۔

رمبھا نے بہت کچھ سوچا۔ ایکدن وہ خود نریندر ناتھ کے مکان پر گئی۔ اور بہت منت سماجت کی۔ اب تو کبھی اُدھر کا پھیرا بھی نہیں کرتے۔ نریندر ناتھ نے کہا کسی دن فرصت کے وقت آؤنگا۔ لیکن پھر نہیں آئے۔ وعدہ کے سچے نہیں۔ بڑے بیوفا ہیں۔ افسوس میرے درد دل کی انھیں خبر نہیں ہے۔ نجانے کتنی تمنائیں کتنے حوصلے دل میں بھرے ہیں کیا ایک ہوس بھی پوری نہو گی۔ چودھراین نے اطمینان دلایا تھا۔ اطمینان دلاکر بیکنٹھ کا لطف دکھایا تھا۔ اور کہا تھا دنیا کی راحتیں تمھارے دم کے لئے موجود ہیں۔ لیکن آجتک کچھ بھی نہ دیکھا۔ چودھراین بھی سراسر جھوٹی ہے۔ ہر بات کا طومار باندھ دیتی ہے۔ کچھ نہیں چودھراین کا اس میں قصور کیا ہے۔ میرے عیش و راحت میں روڑا اٹکانے والی شیام سندری (نریندر کی بیوی) ہے۔ شیام سندری کے چاہ محبت میں نریندر ڈوبے ہوئے ہیں۔ اس کے ہوتے نریندر کے دل میں رمبھا کی گنجایش کہاں۔ جسطرح ہو اُس کمبخت کو نریندر کی آنکھوں سے دور کر دینا ہی اچھا ہے۔ وہ نہو گی تو خواہ مخواہ رمبھا کی محبت میں نریندر پھنس جائیں گے کئی دن بعد رمبھا ایک روز ۴ بجے کے قریب نریندر کے مکان پر گئی۔ شیام سندری اپنے پت دیو کیلئے پان لگا رہی تھی۔ کیونکہ کسی خادمہ یا ٹہلوئی کے ہاتھ کا پان نریندر ناتھ کو پسند نہ تھا۔

بہت دن بعد رمبھا کو آتی دیکھکر شیام سندری بہت ہی خوش ہوئی۔ بولی۔

یہ جہاں بھائی کی شادی ہو گئی اور بھاوج گھر میں آئی۔ تو نندوں کو بھاوج زہر معلوم ہونے لگی۔ کیونکہ بھائی جان پھر اُن سے ویسی محبت نہیں کرتے۔ اور درشن بھی دیتے ہیں۔ کیوں یہ بات سچ ہے نا۔ جھوٹ تو نہیں کہتی۔ لیکن سنتی ہوں بابو تمھارے گھر اکثر آتے جاتے ہیں۔ شاید اسی سے تم نے یہاں کی آمد و رفت بند کر دی اچھی بات ہے میں کانٹا ہوں مجھے نکال باہر کر دو اور خود اس گھر میں بیٹھکر راج کرو۔

رمبھا۔ (دل میں) ہاے۔ اسی کا تو رونا ہے۔ وہ جانے ہوتے تو اسطرح کا ترسنا نہوتا۔ واقعی شیام سندری میری دشمن ہے۔ اُسے دیکھتے ہی تمام بدن میں آگ لگ جاتی ہے۔ وہ دن کب آئیگا جب میں اسے نریندر کی آنکھوں کا کانٹا بنا سکونگی (ظاہر میں) ایسی باتیں کیوں کرتی ہو بہن! ادھر دو تین دفعہ بھائی گئے تھے اب تو مہینہ بھر سے زیادہ ہوا قطعی آمد و رفت بند کر دی اور بہن تم نے بھی غریبوں پر عنایت

کرنا چھوڑ دیا۔ ایکبار بلوایا بھی نہین۔ جب مجھ سے رہا نہ گیا۔ لاچار ہوئی خود ہی کھینچی چلی آئی۔

شیام سندری۔ اس مین میرا قصور کیا ہے نند جی! تمھارے بھائی خود ہی نہین چاہتے۔ نظام سخت بن جاؤنگا اور خشک مزاجی سے پیش آؤ۔ آپ تمھارے بھائی سیدھے ہو جائینگے تمھارے قدم نہ لین تب کہنا۔ مجھ مین اتنا مقدور نہین۔ جسکی مین داسی ہون جب اسکو باندھ لیا تو مین بیچاری کا ہے مین۔

رمبھا (دل مین) یہ میری سوت کیسی مذاق مین چٹکیان لے رہی ہے۔ اسے مین اگر سچ کر کے دکھاؤن تب تو میری زندگی سپھل ہے۔ کیا ایسا دن نہین ہوگا۔ (ظاہر مین) مین غریب ہون اور پھر تمھاری دست نگر۔ جب تم مہربانی کر کے کھانا دیتی ہو کپڑا بھیجتی ہو۔ مین کھاتی ہون اور پہنتی ہون۔ تم نے میری عزت و آبرو رکھ لی ہے۔ تمھاری عنایت نہوتی تو اب تک کب کی ترینا کو بہ گئی ہوتی نام و نشان بھی نہوتا۔ مذاق مین جو چاہے کہو۔ لیکن تمھاری لیاقت کی تعریف ہو نہین سکتی۔ مجھ جیسی بھکارن کو جب حکم ہو آسکتی ہون۔

شیام سندری۔ بجا ہے۔ تمھارے اس حسن کی دوکان پر اگر پردہ نہ پڑا ہوتا۔ تو وبش اب تک رساتل کو پہونچ گیا ہوتا۔ تم چاہو تو تمام گاؤن دیوانہ بن سکتا ہے۔ تمھین حجرے مین بند کر کے بابو نے ونیش کو بچا لیا۔ ایسا نہوتا تو کیا جانے کتنے لوگ تمھارے دریائے حسن کے بہتے پانی مین غوطے کھا چکے ہوتے۔ بہتون کو زندگی سے ہاتھ دھونا ہوتا۔ اکثر آدمی تمھارے بھائی کی اس کارگذاری کے مداح ہین اور دعائین دیتے ہین۔ البتہ ایک شخص تمھارے بھائی کے نام سے جلتا ہے۔ جوگن بابو تمھارے حسن کے دریائے ناپیدا کنار مین ڈوبکر پاگل ہو گیا تھا۔ تمھارے شمع حسن کے سامنے وہ پروانہ کی طرح جلنے مرنے کو تیار تھا لیکن ایسا ہوا نہین۔ اُس کا دل کچھ چھوٹا ہو گیا ہے۔ اُس نے تمھارے بھائی کو بد دعا دی ہے جو ہونا تھا ہو گیا۔

رمبھا (دل مین) ایسی صورت شکل کو آگ لگے۔ جس کے لئے نریندر ناتھ کی طبعیت بے قابو نہین ہوتی۔

شیام سندری۔ تمھین بلایا نہین؟ یہ واقعی نا انصافی کی بات ہوئی لیکن

ایسا ہوا کیوں؟ پر جانتی ہو۔ تمھارے بھائی نے کہدیا تھا کہ روز روز رمبھا کو بلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمھارا گھر سے باہر نکلنا انھیں پسند نہیں ہے۔ جب ضرورت ہوگی پالکی بھیج کر بلا لینگے۔ یہ انکا حکم ہے۔ اور اسی وجہ سے مین نے آج تک تمھین تکلیف نہیں دی معاف کرنا
رمبھا۔ اچھا کیا۔ بھیا کی ایسی مرضی مجھے معلوم ہو جاتی تو مین کبھی مکان سے نہین آتی۔ بڑی غلطی ہوئی۔ لو جاتی ہون۔ یہ بھی اچھا ہوا۔ بھیا اسوقت مکان پر نہین ہین۔ اگر وہ دیکھتے تو بہت ناراض ہوتے۔ ہان دل مین ایک بات ضرور ہے مگر اس کے کہنے کی جرائت نہین ہوتی۔
شیام سندری۔ بیشک دوسرون سے یکایک بات کہنے کی ہمت نہین ہوتی۔ اچھا ذرا دیر ٹال کرو۔ بابو مکان مین آنے ہی والے ہین۔ اون کے گلے سے چمٹ کر دل کی بات کہنا۔
رمبھا۔ برا نہ ماننا بہو۔ اگر وہ بات بھائی سے کہدون تو بڑا تماشا ہو۔ انسے کہنے کی نہین ہے۔ تمھین سے کہنا ہے۔ خیر۔ نہ کہونگی۔
شیام سندری۔ کہنا نہین منظور تھا تو منھ سے کیون نکالا۔ سمجھ لیا تم مجھے غیر سمجھتی ہو۔ اسی سے چھپاتی ہو۔ معلوم ہوگیا جسطرح تمھارا چہرہ صاف ہے۔ دل صاف نہین ہے اسی سے تو مین پہلے ہی کہہ چکی۔ نندون کو بھاوج پیاری نہین ہوتی اچھا بہن تم خوش رہو۔ دل کی بات بتانے کی ضرورت نہین۔ شیام سندری نے۔ اور بھی منھ بنا لیا۔ دوسری طرف منھ پھیر لیا۔ اور جو کام کرتی تھی اُس مین اور بھی مشغول ہوگئی۔
رمبھا نے کہا۔ غضب ہو۔ اچھا بتاتی ہون۔ تم ناراض نہین تو ہو۔ توبہ توبہ۔ میری کیسی عقل ہے بونا آدمی کہین چاند پکڑ سکتا ہے بہن معاف کرو۔ لو مین صاف صاف بتاتی ہون۔
شیام سندری نہین نہین۔ اب کہنے کی ضرورت نہین جسکا اعتبار نہو اس سے بات کرنا بڑی بھاری غلطی ہے۔ کل مین ساس جی کو پرنام کرنے جاؤنگی۔ آپ کی بھیا نے کئی دنون سے کہہ رکھا ہے کہ ایک دن جا کے وہان کی سب حالت دیکھون۔ نمعلوم کب سے جانا جانا کرتی ہون گھر کے دھندون سے فرصت نہین ملتی۔ جانے کی نوبت نہین آتی۔ دیکھو کل بھی جانا ہوتا ہے یا نہین۔ ساس جی سے سب باتین کہونگی انکی

سنونگی اور جو مجھے غیر سمجھتا ہے اُسکی خوشامد کرنا ٹھیک نہین ہے
رمبھا۔بس بس۔جب تم نے خود ہی سوچ لیا ہے۔مین بےفکر ہو گئی۔کچھ اور نہین کہنا چاہتی تھی۔اسی لئے آئی تھی کہ کسی طرح تم میرے یہان چلکر اپنے پانون کی دھول سے میرا گھر پوتر کرو۔میری اور میری مان کی یہی آرزو ہے۔لیکن ڈرتی تھی شاید تم اس بات کو قبول نہ کرو۔تمھاری مہربانی سے ہم نے اتنی عزت پائی ہے۔تمکو اپنے گھر بلاکر کچھ سیوا کر دن
شیام سندری۔توبہ توبہ۔اتنی سی بات کے لئے اتنی بڑی فکر۔مین تو خود سادھن جی کے قدمون کی خاک لینے جانیوالی ہون۔پھر اس کے لئے بلاوا کیسا۔؟
اتنے مین نریندر ناتھ نے گھر مین قدم رکھا۔پانون کی چاپ سنکر شیام سندری کھڑی ہو گئی اور کہا۔

"بہن! تمھارے بھیا آرہے ہین اُن سے کچھ کہنا ہو تو میرے ساتھ آؤ"۔

رمبھا کے منھ پر سرخی دوڑ گئی۔آج پھر نریندر ناتھ کے دیدار درشن ہونگے۔کئی دن بعد پھر نریندر ناتھ کے نورانی چہرے سے آنکھین سینکنا پڑینگی۔کہنا تو کچھ نہین ہے۔لیکن ملنے کی ہوس ضرور ہے۔

رمبھا نے کہا۔

"اچھا چلتی ہون"۔

یہ کہکے شیام سندری کے پیچھے پیچھے رمبھا بھی چلدی۔رمبھا دیر تک اُس مقام پر کھڑی رہی نریندر ناتھ سے باتین بھی ہوئین۔لیکن ایسی بات چیت نہین ہوی جس سے محبت کی بو نکلتی ہو۔جسطرح کوئی بیوہ یا یتیم بچون کی حالت پر افسوس کرتا ہے نریندر ناتھ نے بھی رمبھا کی بیکسی اور چھوٹے بھائی کی یتیمی پر اظہار افسوس کیا۔ان باتون سے رمبھا کے دل کی بےچینی رفع نہوئی۔وہ تو عاشقانہ رنگ کی باتین سننا چاہتی تھی۔ان روکھے سوکھے فقرون سے اُسکی تقویت کہان ہو سکتی تھی۔وہ چاہتی ہے نریندر ناتھ اُسکے ہو جائین شیام سندری برباد ہو۔اور وہ بجائے شیام سندری کے اس گھر مین اپنی حکومت کا ڈنکا بجائے۔

کچھ دیر گفتگو کے بعد رمبھا آنکھون سے آنسو بہاتی اور لمبی سانس چھوڑتی وہان سے چلدی۔

باب بارہوان

دوپہر کے دو بجے ہین۔ رمبھا اپنے صحن مین اُسی آم کے نیچے بیٹھی ہوئی ہے۔ ہوا اُس کے سیاہ بالون سے چھیڑ خانیان کر رہی ہے۔ گیسو اُس کے رخسار تابان کو چومنے کے لئے بڑھ بڑھ کے ہاتھ مارتے ہین جنھین وہ کمال پریشانی سی سنبھالتی ہے۔ ڈوپٹہ سرکا جاتا ہے۔ وہ عاجز ہو کے بھر اوڑھ لیتی ہے۔ کھانے کے بعد وہ کچھ دیر کے لئے سو گئی تھی۔ لیکن غفلت کی نیند نہ آسکی اسی وجہ سے کچھ الکسی سوار ہے۔

قرص آفتاب اُفق مغربی کیطرف ڈھلک گیا ہے۔ آم کے درخت کا سایہ تمام صحن مین پھیل گیا ہے۔ اُسی سایہ مین رمبھا زمین پر بیٹھی ہوئی ہے۔ اور اس کا حسرت پرست دل بھی ایک افسردگی کے ساتھ غمگین بیٹھا ہے۔ جسمین بڑھی ہوئی تمناؤن کی طرح کسی کے ملنے کا شوق اور ولولہ بھی بھرا ہے۔ امیدین کچھ آپ ہی آپ روٹھی جاتی ہین ارمان اور آرزوئین بھی اُس کے پاس سے سرکتی جاتی ہین۔ رمبھا اپنی ناکامی پر کف افسوس ملتی ہے۔ اور ایک غم کے ہاتھون سے نڈھال ہو کر ایک عجیب حالت مین اپنے دل سے یہ باتین کی جاتی ہین! ،،۔ کن آرزؤن اور تمناؤن کو لیکر مین نریندر ناتھ سے ملنے گئی تھی مگر تقدیر سے بیخبر نہ تھی۔ کیا جانتی تھی وہ سیاہ قلب ہے اُسے میری کچھ پروا نہین وہ میری محبت کا دم نہین بھرتا ہے۔ اُسے تو شیام سندری کے عشق کا سودا ہے۔ وہ شیام سندری کے ساتھ گلچھرے اُڑاتے ہین ارمان نکلتے ہین۔ مین تو اُس کے پیچھے مرمٹی بے حیائی لادی۔ اُسے کیا اوسکی بیزار سے۔ اگر مین مر بھی جاؤن تو شیام سندری گھی کے چراغ جلائیگی۔ یہ چودھرائن بھی آج کئی دن سے نہین آئی اُس نے اوسدن وعدہ کیا تھا مین نریندر ناتھ کو ڈھرے پر لگالاؤنگی۔ مگر یہ نہین بتایا وہ ڈھرا کونسا ہے۔

دروازے پر کسی نے تھپکی دی۔ رمبھا اُٹھ کھڑی ہوئی۔ سمجھی چودھرائن آگئی پھر بھی پوچھا۔ کون ہے؟ دروازے کے باہر سے جواب آیا۔ کسطرح بتاؤن مین کون ہون جب روز روز بھول جاتی ہو تو پتہ نشان دینے ہی سے کیا ہوتا ہے؟

رمبھا نے ڈوپٹہ سنبھالا۔ اور کنڈی کھول دی۔ چودھرائن نے اندر قدم رکھا۔

رمبھا نے دروازہ بند کر دیا۔
اندر آ کر رمبھا نے کہا۔
چودھراین! تم یہ بات جلدی سنوگی کہ رمبھا دنیا کو خالی کر گئی۔
چودھراین ہنسکر بولی۔
شاید اس گانون کو چھوڑ کر شہر مین رہنا چاہتی ہو اچھی بات ہے۔ ایک آدمی کے ہاتھ اس کندنی رنگ کا سودا کرنے سے بہتون کو فائدہ پہونچانا اچھا ہے۔ تمھارے حسن کی تعریف کرینگے۔ دعائین دینگے پرمیشور! دن رات ترقی کرے۔ بہتون کو فائدہ پہونچینیسے تمھارے جوبن کی گرم بازاری ہو جائیگی۔
رمبھا۔ آگ لگے اس جوبن کو۔ مجھے بہتون کی ضرورت نہین ہے۔ ایک کو دل دیکر بھی معلوم ہو گیا۔ وہ ایک بھی نہین ملیگا اس لئے اب نرک کے شہر ہی مین جانا اچھا ہے
چودھراین۔ اگر ایسا ہوگا تو نرک کے باپ یونکو تکلیف ہو گئے مین آسانی ہوگی۔ کیونکہ وہ اپنی تکلیف کو بھول جائینگے اور جم راج کا دماغ بھی دوسرا ہی کام کرنے لگیگا۔ معلوم ہوتا ہے اب لوگون کو خودکشی کا عذاب نہین ستا سکتا۔ کیونکہ سبھی کامون مین بھول ہو جایا کریگی۔ خیر۔ بیوی! تم چاہے جیسا کام کیون نہ کرو۔ دنیا کے کامون مین کبھی روکاوٹ نہین ہو سکتی۔
رمبھا۔ تو کیا تم کو بھی میرا مرجانا ہی اچھا معلوم ہوتا ہی کیا میرے ارمان اور حوصلے نکلنے کی کوئی ترکیب نہین ہے۔
چودھراین۔ ایک ترکیب کیا۔ سینکڑون ترکیبین ہین۔ اگر نریندرناتھ تمھارے قدمونکی خاک نہ چاٹین تو مین چودھراین کاہے کی۔ تمھاری صورت کیا ایسی ویسی ہے۔ دیوتا بھی ایکبار دیکھ لین تو سُرگ چھوڑ دین ونرات مکان کے چکر لگائین نریندرناتھ تو کون چیز ہین جان دینا کیون فرض کر لیا ہے۔ نہو! تمھارے مرنے سے تو بدھاتا کی سرشٹ بیکار ہو جائیگی۔
رمبھا۔ بدھاتا کی سرشٹ مجھے طرح طرح کی اذیت دینے کے لئے ہے مجھسے یہ اذیتین سہی نہین جاتین۔ نریندرناتھ میرے لئے پیدا نہین ہوئے۔ مین بھی دور رہکر دُکھڑے انکی عیش وراحت کو دیکھ نہین سکتی۔ بار بار میرے حسن کا تذکرہ کیون کرتی ہو۔ مین

قبول صورت ہوتی تو نریندر ناتھ میرے گھر کی خاک چھانتے ہوتے اور نہ مین آج اسطرح اپنی قسمت پر روتی ہوتی۔

چودھراین۔ سنو گھبراؤ نہین۔ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ تم جیسی قبول صورت عورت ایک انسان کو اپنے پھندے مین پھانسنے کی کوشش کرتی ہے۔ یہ مجھے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا۔ جب تمھین دیکھنے آئی تھی تم کہتی تھین آج یہان شیام سندری آئیگی۔ آخر کیون نہین آئی۔ کیا سبب ہوا۔

رمبھا۔ (ٹھنڈی سانس بھر کر) آنیکا وعدہ تو تھا اور اب بھی آسکتی ہے۔ لیکن معلوم نہین کیون نہین آئی۔ اگر آئیگی تو ہمین کیا فائدہ۔

چودھراین۔ کیا فائدہ؟ یہ بھگوان جانتا ہے۔ پانی مین جال پھیلانے سے مچھلی پھنستی ہے۔ ہم نے بھی جال پھینکا ہے۔ پڑھن پھنسنے کی اُمید ہے۔ اچھا تمھاری مان نے وہ بات قبول کرلی۔

رمبھا۔ آج دن بھر اُسی بات پر صلاح ہوتی رہی۔

چودھراین۔ اچھی بات ہے۔ خیر دیکھتی جاؤ۔ کیا کیا کرتی ہون؟

رمبھا۔ لیکن تیرتھ درشن جانے سے نفع ہی کیا۔ یہ تو تم نے بتایا ہی نہین۔ اگر وہ خود نہ جائین۔ اور روپیہ آدمی ساتھ کردین تو ہمارا کام کسطرح ہوگا۔

چودھراین۔ جانتی ہو انگلی پکڑ کے پہونچا پکڑا جاتا ہے۔ اگر شیام سندری کو راضی کرلوگی تو نریندر ناتھ بھی ہاتھ آجائینگے۔ پھر یہ سُنہری نائن بھی ساتھ ہی ہوگی۔ دیکھنا کیا کیا گُل کھلتے ہین۔ نریندر ناتھ تھارے بندے نہو جائین۔ تب کہنا۔

رمبھا۔ (چودہراین کے شانے پر ہاتھ رکھکر) ایسا دن کب ہوگا۔ جو کہوگی کرونگی۔ ہر طرح تیار ہون۔ بُرا کام کرنے مین بھی عذر نہین کسی طرح آرزو دیکھین پوری ہو۔

اتنے مین باہر دروازے پر بھر زور سے دھکا لگا۔ ساتھ ہی کسی نے اونچی آواز مین کہا دروازہ کھولو۔

رمبھا اور چودہراین پھُرتی کے ساتھ دروازے کی طرف دوڑین۔ رمبھا نے دروازہ کھولدیا۔

دروازہ کھُلتے ہی آواز دینے والا رسوئیان کچھ دور ہٹ گیا۔ چوکھٹ کے قریب

ایک پالکی رکھی ہوئی تھی۔ ٹہلوئی نے پالکی سے پردہ اُٹھایا۔ شیام سندری پالکی سے اُتری اور چھم چھم کرتی ہوئی اندر آئی۔ خادمہ نے دروازہ بند کر دیا۔ رمبھا اُسے عزت کے ساتھ درخت کے نیچے لے آئی۔

شیام سندری۔ ساس جی کہاں ہیں؟ میں اُنہیں کے چرنوں کی خاک لینے آئی ہوں۔ تم مجھے غیر سمجھتی ہو۔ میں غیر سے باتیں کرنا پسند نہیں کرتی۔

رمبھا۔ گھر کی لڑکیاں ہمیشہ سے غیر سمجھی جاتی ہیں۔ دوسرے کے مکان پر جاتے ہی وہ اپنا بنا لیتی ہیں۔ تم بھی کسی دوسرے کی لڑکی تھیں۔ اب اپنی ہو۔ میں لڑکی ہوں اس لئے غیر ہوں۔

شیام سندری۔ خوب میلان کیا۔ جو غیر کے ساتھ میلان کرے آجکل وہی چالاک و طرار ہے۔ تم اُس سے بڑھکر ہو تم نے گھر اور بر دونوں پر قبضہ کر لیا۔ کیوں نہ ہو۔ یہی تو بھائی اور سوامی تمہارے نزدیک برابر ہیں۔ اچھا خیر اِن باتوں کو چھوڑو۔ میں اس درخت کے نیچے کھڑی ہونے کو نہیں آئی دالان میں چلو۔

رمبھا۔ اس بات کے کہنے کا حوصلہ نہیں پڑتا۔ کیونکہ آج میری قسمت کا پانسہ پلٹ گیا ہے لکشمی مہارانی نے اس کوڑے گھر پر مہربانی کی ہے یہ لکشمی کی مرضی پر منحصر ہے جہاں چاہے جائے۔

شیام سندری۔ بہن! کیا ایسے طعنے کی باتیں سُننے کو آئی ہوں۔ جہاں تم رہتی ہو تمہاری ماں رہتی ہیں۔ تمہارے بھائی آتے جاتے ہیں۔ وہ میرے لئے کوڑا گھر ہے۔ کیا میں وہاں جانے کے لائق نہیں ہوں۔ تمہاری ان باتوں سے مجھے صدمہ ہوتا ہے۔

رمبھا۔ چوک ہو گئی۔ معاف کرو۔ یہ بات تم بھیا سے مت کہنا۔ میں بڑی خوش ہوں تم جیسی قسمتوروں کے آنے سے میرا دل باغ باغ ہو رہا ہے۔

شیام سندری۔ مجھے محجوب کیوں کرتی ہو۔ کیا میں آج پہلے پہل آئی ہوں۔ کئی دفعہ آچکی ہوں۔ ہاں باربار آنے سے قدر گھٹ جاتی ہے۔ خیر خطا ہوئی تم نند ہو۔ دو چار گالیاں بھی دوگی بُرا نہ مانونگی۔ ساس جی تو مجھے کچھ نہ کہیں گی۔ میں اُن کے پاس جاتی ہوں۔ کیوں چودھرائن اچھی تو ہے کبھی دکھائی نہیں دیتی۔

چودھرائن نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

داسی چرنون کی چیری ہے - آپ اچھی تو ہین - جب حکم ہو داسی حاضر ہوسکتی ہے - کبھی انکار نہین کرسکتی -

رمبھا کا ہاتھ پکڑ کے شیام سندری نے دالان مین قدم رکھا - چودھراین دروازہ کھولکر چلدی - شیام سندری کی کنیز نے پھر دروازہ بند کرلیا -

باب تیرھوان ۱۳

اوسدن شام کے وقت نریندر ناتھ اپنے آرام کمرے مین کھانا کھانے بیٹھے - آرام کمرہ خوب سجا ہوا ہے - جھاڑ کنول روشن ہین - نریندر ناتھ کھانا تناول کررہے ہین سامنے اونکی بیوی شیام سندری بیٹھی ہوئی ہے - باتین ہوتی جاتی ہین - کھانا کھانے کے بعد اٹھنے کے موقع پر نریندر ناتھ نے کہا -

بات بُری نہین - مجھے بھی تیرتھ جاترا کرنے کی ہوس ہے - لیکن کامون سے تو فرصت ہی نہین - جانے سے کام ابتر ہو جائین گے - دو چار مہینے باہر رہنے سے بہت بڑا نقصان ہو جائے گا -

شیام سندری - مین تمھین پانچ دن کا موقع دے سکتی ہون - اگر ان پانچ دنون مین اپنے ضروری کامون کا انتظام کرسکو تب تو اچھا ہے ورنہ کام ہون یا نہون تمھین میرے ساتھ چلنا ہوگا -

نریندر - کسی نے کہا ہے -

"حکم جورو جی بہ از حکم خداست"

بھلا تمھارا حکم ٹالنے کی مجھ مین مجال ہے - لیکن پانچ دن کی مہلت بہت کم ہے اس قلیل مدت مین کیونکر سب کام نبٹ سکتے ہین - تاہم حتی الامکان کوشش کیجائے گی - خیر یہ تباؤ - کس کس کو ساتھ لے چلنے کا ارادہ ہے -

شیام سندری - آسن سے اٹھو - کلی کرو - ہاتھ منھ دھوؤ - اس کے بعد چلنے نہ چلنے کا مشورہ ہوگا -

نریندر ناتھ اُٹھے - شیام سندری نے ہاتھ دھلائے - اس کے بعد دونون مسہری پر آبیٹھے

بیٹھ گئے باتین ہونے لگین۔

شیام سندری بولی۔

رمبھا۔ اُنکی مان اور اُنکا چھوٹا بھائی تو ضرور ہی ساتھ جائین گے۔ اون کے علاوہ اور جو جو جانے والے ہون اُنکا نام آپ بتائین۔

نریندر۔ تو کیا گوبند دادا اور اونکی بیوی نہ جائین گی۔ وہ سنین گے ناراض ہو جائین گے

شیام سندری۔ اچھی بات ہے وہ بھی چلین لیکن آدمی زیادہ چلنے مین بہت سی دقتین ہونگی۔

نریندر۔ یہی تو مین بھی خیال کر رہا ہون۔ میری رائے مین زیادہ بھیڑ کی ضرورت نہین

اچھا۔ نوکرون اور کنیزون مین کس کس کو لے چلوگی۔

شیام سندری ساس کی کیا فکر چلتے وقت جسکو جی چاہے گا ساتھ لے لین گے۔ مقدم کام تو یہان کا انتظام ہے۔ اسکو کسیطرح طے کر لو۔ سمجھ لو اگر زیادہ دیر کروگے تو مین ناراض ہو جاؤنگی۔

نریندر۔ فرض کرو کسی سبب سے دیر ہی ہو گئی تو کیا سزا ملیگی۔ یہ پہلے سے معلوم ہو جانا چاہیئے۔

شیام سندری یہ سزا ایسی ہے کہ آپ کو چھوڑ کر دادا جی کے ہمراہ چل کھڑی ہونگی۔

نریندر۔ یہ تو کوئی بڑی سزا نہین ہے جس سے مجھے خطرہ ہو۔ ناراض ہو جاؤگی جب آؤگی خوشامد درآمد سے راضی کر لونگا۔ خیر نہ جاؤنگا مین گھر کا کار و بار دیکھونگا تم گوبند دادا کے ہمراہ چلی جاؤ۔

شیام سندری۔ اگر ایسا کیا تو مین کسی طرف کی نہ رہونگی اور نہ بِن بھر آپکو مُنھ دکھاؤنگی۔

نریندر۔ بیشک۔ ذرا یہ سخت سزا ہے۔ اگر ایسا ہے تو مین بھی مکان مین آنا بند کر دونگا

شیام سندری۔ یہ کیون۔ شاید رمبھا کو لیکر علٰحدہ گرھستی بنانے کا منشا ہے۔ اگر ایسا ہے تو مین آج ہی گھر کو طلاق دیکر نکلی جاتی ہون۔ آپ کیون مکان کا آنا جانا بند کرینگے

نریندر۔ تم بڑی بے شرم ہو گئی ہو۔ تمھاری اس بے شرمی کی سزا دیتا۔ لیکن تم نابجھ ہو۔ ابھی کلی ہو۔ نو عمر ہو۔ ترس آتا ہے۔ چھوڑ دیا۔ اب ایسی بات کبھی منھ سے نہ نکالنا منہ مین کیڑے پڑینگے۔ دیکھو شیام سندری ہنسنے لگی۔ جب ہنسی ہو چکی جواب دیا۔

نئے آپکی اس مہربانی کے قربان - آپ دھرم اوتار ہین - اور ہمیشہ سے مجھ داسی کی خطائین نظر انداز کرتے آئے ہین - لیکن حضور نے جو مجھے کجی کلی اور ناسمجھ بنا دیا اس سے تو آپ کی فہم و فراست اور دانائی کی داد نہین ملتی - مانا آپ مجھ سے کئی برس بڑے ہین - لیکن ایسی باتون سے تو آپ ہی کی حماقت ظاہر ہوتی ہے - کسی نے کہا ہے -

بزرگی بعقل ست نہ بسال
توانگری بدل ست نہ بمال

مین نے کوئی گالی نہین دی کیا بھائی بہن سے محبت نہین کرتے - کیا اسکو راہ نہین لگاتے اگر آپ اُس کے کھانے پینے اور ہر طرح کی راحت پہونچانے کا انتظام کرتے ہین تو کون برائی ہے - اسمین آپکے روٹھنے کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی -

نریندرناتھ نے ڈوپٹے کا آنچل پکڑ لیا - اور ہلکی سی تھپکی شیام سندری کے گلابی رخسار پر دیکر ہنسنے لگے - پھر کہا - جان من! تمھاری شرارت کی یہی سزا ہے -

شیام سندری - اور مین بھی جانتی ہون - جنھین اپنی عزت اور نام کا پاس نہین - اور جو دوسرون کی محبت مین پھنسکر دنیا و آخرت خراب کرنا چاہتے ہین - اُنکی ڈاڑھی مونچھ یون ہی مونڈی جاتی ہے - جیسی کہ آپکی مُنڈی ہوئی ہے -

بات کہتے کہتے شیام سندری کی نازک نازک باہین نریندر کے گلے مین حمائل ہو گئین

نریندرناتھ بولے -

نئے مین بھی اسی طرح تمھارے ان عنبر فشان گیسوؤن کو خراب کر دیتا - چونکہ میرے خمیر مین رحم بھرا ہے - اس لئے معاف کر دیا - ان باتون سے کوئی مطلب نہین جھگڑا تہ کر ڈالو - اچھا یہ سوچ لو کدھر چلنے کا ارادہ ہے - پورب چلوگی یا پچھم خیر کل تک اسکا جواب دینا مین آج ہی سے چلنے کا بندوبست کرتا ہون - دس دن مین سب انتظام کر لونگا - کیون اسکے سوا اور کوئی بات رہ گئی ہو تو بتاؤ -

شیام سندری - مین ابھی تک اپنے کو ناسمجھ بچہ سمجھتی ہون کیونکہ آپ کا خطاب دیا ہوا ہے کیونکر قبول نہ کرون - لیکن خبردار آگے ایسا کلمہ آپکی زبان مبارک سے نہ نکلے ورنہ اُسکی سزا بہت بری ہوگی -

اس طرح کی باتین کرتے کرتے میان بیوی مسہری پر لیٹ رہے اور سو گئے -

دوسرے دن نریندر ناتھ اپنی نشستگاہ مین آئے۔ اُن کے آنے کے قبل ہی۔ ہمارے پرانے شناسا گوبند دادا جو حقہ پی رہے تھے۔ اُنھین دیکھتے ہی نریندر ناتھ نے کہا۔ اچھی قسمت ہے آج دادا جان ہم سے پہلے ہی آگئے۔

گوبند۔ گھبراؤ نہین صاحبزادے تمھین تکلیف نہین دونگا مجھ ہر کی بات کہنا ہے کچھ دیر مین لوگ تمھین گھیر لین گے پھر بات کہنے کا موقع نہ رہیگا۔

نریندر ناتھ۔ بہت اچھا! پہلے میری بات سُن لیجئے۔ ہمارا ارادہ کاشی جانے کا ہے۔ آپ سے کہے رکھتے ہین۔ تیار رہئے گا۔ آپ کا کوئی عذر قابل سماعت نہوگا۔ اسپر ابھی غور کر لیجئے۔

گوبند۔ یہ کیون؟ کیا ہماری بہورانی کو ویراگ ہوگیا۔ کیا آپ تیرتھ باسی ہونا چاہتے ہین۔

نریندر۔ جی ہان۔ یہ سب ہماری نانی جان (ٹھکراین صاحبہ) کی عنایت ہے۔ اُنھون نے کہا تھا میرے ساتھ گانٹھ جوڑ کر۔ نارائن۔ نارائن پاپ ہوا۔ مجھے بشیشر ناتھ جی کے درشن کرادو۔ انھین کے حکم کی تعمیل ہو رہی ہے۔

گوبند۔ اچھی خبر ہے۔ تو کیا تم ہی دو آدمی جاؤ گے۔ سُنا ہے رمبھا اور اُسکی مان بھی تیاری کر رہی ہین۔ شاید مکان کی حفاظت میرے سپرد رہے گی۔

نریندر ناتھ۔ یہ آپکی مرضی ہے۔

گوبند دادا غور مین پڑ گئے۔ طبیعت مین کئی طرح کے شکوک آگئے۔ رمبھا کیطرف سے کچھ کھٹک ہوئی۔ سوچے ہو نہو رمبھا ہی نے شیام سندری کو تیرتھ کرنے کی صلاح دی ہے۔ رمبھا اور نریندر ناتھ کے تذکرے گانون بھر مین پھیلے ہوئے تھے۔ یہ بھی مشہور تھا۔ رمبھا کا جال نریندر ناتھ پر پڑ چکا ہے۔ نریندر ناتھ اس کا پانی بھرتے ہین انھین دو ایک دن کی باتون نے گوبند دادا کو مشکوک کر دیا۔ اسی لئے گوبند دادا کو یہ جاترا پسند نہین۔ پھر سوچا اگر نریندر ناتھ نے اس بات کا عہد کر لیا ہے کہ کوئی کام خلاف ورزی کی حد تک نہین پہنچ سکتا۔ اگر وہ صاف طینت ہین۔ دھرم کی شاہراہ سے قدم باہر رکھنا نہین چاہتے تو پھر ان افواہون پر جو رمبھا اور نریندر ناتھ کے متعلق اُڑ رہی ہین نریندر ناتھ کو احساس کیون نہین ہوتا۔ لیکن وہ ایک خوش نیت اور سنجیدہ آدمی ہین وہ ان جھوٹی باتون پر کبھی کان نہ دین گے۔ نہ اپنے فرض سے قدم ہٹائین گے۔ اس لئے

اُنکا باہر اور رمبھا کا ساتھ رکھنا کوئی ناقص فعل نہین ہے مجھے یہان چھوڑ جائین یہ بھی اچھی بات ہے۔ کیونکہ مجھے خود باہر جانا پسند نہین ہے۔

نریندر ناتھ نے گوبند دادا کو ٹوکا دیجاشے جی آپ سکوت مین کیون ہین۔ اور آگیو ایسا کون کام ہے۔ آپ کو چاہیئے اس ضعیفی کے عالم مین تیرتھ اشنان سے اپنا جسم پوتر کرلین۔

گوبند دادا۔ اگر تم تنہا جاترا کا قصد کرتے تو مجھے ساتھ چلنے مین عذر نہ تھا۔ آپکے ساتھ تو قافلہ ہے۔ اس لئے اس قافلے کے ساتھ جانا مجھے پسند نہین۔

نریندر۔ کیون دادا؟ قافلہ آپکا کیا نقصان کریگا۔ اچھا سمجھ گیا۔ شاید رمبھا کو ساتھ لے جانا نہین آپ کو عذر ہے۔ لوگ افواہین اُڑائین گے۔ اسی بدنامی سے آپ نے جانا ملتوی کر دیا ہے۔ جناب مجھے ان افواہون کی پروا نہین۔ لوگ اپنا مُنھ خراب کین باشد۔ جب نیت صاف ہے تو کوئی فتور برپا ہو نہین سکتا۔ کھوٹا کھوٹا ہے اور کھرا کھرا۔

گوبند دادا۔ میرا تمام وقت تمھین دعائین دیتے گذرتا ہے۔ جب تک مکان پر رہتا ہون تمھاری خیر منایا کرتا ہون۔ تیرتھ جاترا کرنے کی مجھے عین خوشی ہے۔ کاشی جاؤن اشنان کرون دوسرے تیرتھون مین نہا کر اپنے جسم کو سپھل کرون اس سے بہتر اور کون بات ہے۔ لیکن صاحبزادے تم سے صاف کہے دیتا ہون رمبھا کو ساتھ، لیجانا اچھا نہین۔ اُسے نہ لیجاؤ۔ سمجھتے ہو۔ اُسی نے بہورانی کو تیرتھ جاترا کے لئے بھڑکایا ہے۔ اگر مین تمھین وہان کے لئے منع کرونگا تو اُسکی جبین پر شکن پڑ جائیگی مین اُسے ناراض کرنا نہین چاہتا۔ تم روپیہ خرچ کرو۔ دو چار آدمی ساتھ کردو۔ تیرتھ جاترا کرآؤ۔ مجھے کوئی شکوہ نہین لیکن اتنی بھیڑ بھاڑ کے ساتھ تمھارا جانا مین پسند نہین کرتا۔

نریندر۔ یہ بات میری سمجھ مین نہین آئی۔ آپ کی بہورانی ہونگی ٹھکرائن جی ہونگی آپ ہونگے۔ دس پانچ نوکر۔ دس پانچ کنیزین داسیان چلین گی۔ اتنی جماعت کے ساتھ اگر رمبھا بھی ساتھ ہولے تو اس مین خرابی کی بات کیا ہے۔ آپ ان باتون پر مطلق توجہ نہ کرین۔ جائیے چلنے کی تیاری کیجئے۔

گوبند دادا نے یہ سنکر کوئی اور بات نہین کہی۔ اونکے دل کی کوفت نہ سُننا تھی نہ سُنی۔ آج کئی دن سے رمبھا کے چال چلن کی بابت کیا جانے کتنی افواہین سن چکے ہین اس لئے دل برداشت نہین کرتا۔

دیر تک گوبند دادا خاموش بیٹھے رہے۔ بیچ ہر کے بارے مین جو کچھ کہنا سننا تھا وہ بھی اچھی طرح سے نہین کہا۔ کہتے کیا۔ کہنے ہی نہین پائے۔ حاشی لوگ جمع ہونے لگے۔ بہت سے آدمیون نے بہت سی باتین کہین۔ رفتہ رفتہ دوپہر آگئی۔ کھانے کا وقت آگیا تھا۔ صحبت برخاست کرنا پڑی۔ نربندر ناتھ زنان خانے مین گئے۔ گانون والے بھی چلدئے۔ گوبند دادا بھی اپنے گھر کو روانہ ہوگئے۔ لیکن آج اُن کا چہرہ بہت مرجھایا ہوا تھا۔

باب چودھوان

گوبند دادا نے بادل مغموم گھر مین قدم رکھا۔ اونھین فکر لگی ہوئی تھی رمبھا کا ساتھ جانا کسی طرح اچھا نہین۔ مفت خدا بدنامی کا ٹھیکرا نربندر کے سر پھوٹیگا۔ لیکن روکین کسطرح روکنے کی کوئی ترکیب نہین۔ اس حالت مین زیادہ بحث کرنا بھی اچھا نہین اور منع بھی کرون تو کس بنیاد پر۔ وہ بغیر ثبوت کب ماننے والے ہین۔ اور مین یہ ثابت کرنے مین مجبور ہون کہ رمبھا اور تم سے تعلق ہوگیا ہے۔ اگر کہا جائے کہ زمانے کی رفتار دونگی ہے۔ کوئی کس خیال کا ہے کوئی کسی خیال کا۔ اسمین تمھاری بدنامی ہے۔ وہ اسکی پروا نہین کرینگے۔ پھر کیا کیا جائے۔ بڈھے گوبند کی سمجھ مین کوئی ترکیب نہین آتی جس سے وہ نربندر کے منشا مین رکاوٹ ڈال دیتے۔ بڈھے کا دل یہ خوب جانتا تھا کہ یہ جاترا کسی حالت مین موزون نہین ہے۔ اس کا نتیجہ بہت خراب نکلیگا۔

بہت دیر سوچنے کے بعد ایک طریقہ ذہن مین آیا۔ بڈھے کو اچھی طرح معلوم ہو چکا تھا کہ رمبھا ہی نے تیرتھ جاترا کی ترغیب شیام سندری کو دی ہے۔ اور شیام سندری نربندر ناتھ پر حاوی ہے اس کا کہنا ٹل نہین سکتا۔ آپکی مرضی کے خلاف کوئی کام ہی نہین کر سکتے۔ ایسی حالت مین اگر کسی طریقہ سے شیام سندری کی مت پھیر دیجائے اور وہ جانیسے انکار کردے تب جانا رک سکتا ہے۔ یہ سوچکر بڈھے نے اپنی بیوی

(ٹھکراین صاحبہ) کو اس بات پر آمادہ کیا۔ اور کہا۔ تم بہورانی کے پاس جاؤ اور اُسے ایسی ترغیب دو کہ وہ تیرتھ جاترا کا جانا ملتوی کر دے۔

الغرض ٹھکراین جی شیام سندری کے پاس گئین۔ بہت سی باتین چھیڑین۔ جب ایک بات کا بھی اثر نہوا تب بڑھی نے بھیانک بھیانک باتین سنانا شروع کین۔ نریندر ناتھ اور رمبھا کی لگاوٹون کی جو افواہین تمام گانؤن مین پھیل رہی ہین اور جن سے آجتک شیام سندری واقف نہ تھی خوب نمک مرچ لگاکر کان بھرنا شروع کیئے۔ اور کہا بہورانی کچھ ایسا کرو۔ جس سے ان افواہون کا اثر زیادہ نہ پھیلنے پائے۔ رمبھا کو ساتھ لئے لئے پھرنا کتنی بڑی رسوائی کی بات ہے۔ کسی کے منھ مین ہاتھ دیا نہین جا سکتا۔ نریندر بابو بدنام ہو جائین گے اس لئے تمھین چاہئے ہوشیاری سے کام لو۔

ٹھکراین جی بات چیت کر کے لمبی بڑین۔ یہ سمجھ گئی تھین کہ شیام سندری کے دل مین میری باتون نے کچھ بھی اثر نہین کیا۔ نریندر ناتھ اور شیام سندری رمبھا کے بغیر تیرتھ جاترا کرین یہ غیر ممکن ہے۔ چلتے وقت ٹھکراین جی یہ اور کہہ گئی تھین کہ تم دونون استری پرش (میان بیوی) اگر ساتھ رہو گے تو رمبھا کی دال گلنا مشکل ہے۔

ٹھکرائن جی چلتی ہوئین شیام سندری کو ٹھکرائن جی کی باتون پر ہنسی آگئی اُس نے سوچا جنگل کے لوگ کتنی اُلٹی سمجھ کے ہین کسی بیوہ یا یتیم کے ساتھ سلوک کرنا بدنامی کا مول لینا ہے دھرم کو لوگ پاپ سمجھتے ہین۔ نریندر ناتھ دیوتا ہین۔ اُن مین عیب لگانا گویا چاند کو داغی بنانا ہے ہا ہا! ایسے دیوتا صفت انسان کو بھی لوگ بدنام کرنا چاہتے ہین۔ ودھاتا تیری بڑی شان ہے تو جو چاہے کر۔ مین اپنی سوامی کو کبھی بد چلن نہین کہہ سکتی۔ لوگ اُڑایا کرین اُڑائین اپنی زبان خراب کرتے ہین۔ مجھے ایسی افواہون کی فکر کرنا بیکار ہے۔ ہان ہنسی مذاق کے لئے اچھی چیز ہے۔ اس سے خوب تماشا ہو گا۔ سوامی اب آتے ہی ہون گے۔ گھر مین قدم رکھتے ہی آج انھین چٹکیون مین اُڑاؤنگی۔ آنے دو۔

کھانے کا وقت تھا شیام سندری پھول کے تھال مین کھانے کی چیزین لگانے لگی طشتریان چنتی جاتی تھی اور دل مین سوچتی جاتی تھی۔ ٹھکرائن جی برسہا کے وقت کی ہین۔ بڑی دیرسہ ہین۔ ہین بھی سیدھی سادھی۔ اور پھر ہماری ہمدرد بھی ہین۔ گھی اور آگ کا ایک جگہ رکھنا انھین پسند نہین۔ کہتی سچ ہین۔ لیکن نریندر ناتھ ایسے سنجیدہ اور فہمیدہ آدمی بھی تو دنیا مین

خال خال ہی ہوتے ہین۔ اونکے حق مین خیال کرلینا کہ وہ اپنے فرض سے گر جائینگے بڑی بھاری بھول ہے۔ کیا بدنصیب برہمن کی لڑکی اُن کے ہوتے خلاف دھرم پانون رکھ سکتی ہے۔ کبھی نہین ہرگز نہین۔ اسی سے تو اونھون نے پہلے ہی اسکا بند وبست کر رکھا ہے۔ اور اول وہ تو بیچاری خود ہی بیوہ ہے۔ اُسکو ستھم کرنا اُسکی آتما کو ستانا ہے۔ حواسونکو قابو رکھنا نیت سنبھالنا۔ ایشور کے بھجن مین مگن رہنا ہی اُس کا دھرم ہے۔ اگر وہ اپنے پوتر دھرم کو برباد کردے تو مرنے پر اُسکو نرک کا سامنا کرنا پڑیگا۔ اوسے ان باتون سے سروکار ہی کیا۔ وہ ان جھوٹی باتون سے ڈرکر تیرتھ درشن کیون چھوڑ دے۔ رمبھا ستی ہے وہ کبھی بدراہ پر قدم نہ رکھیگی۔

اتنے مین نریندر ناتھ نے گھر مین قدم رکھا۔ آنکی کھڑاؤن کی آواز شیام سندری کے کان مین پڑی وہ اُٹھی اور سوامی کے پاس جاکے ہنستی ہوی بولی۔

بڑی اچھی خبر ہے۔ لیکن یہ بتایئے آپ نے اس داسی سے کیون چھپایا۔

نریندر ناتھ اس سمے کا مطلب بالکل نہ سمجھے۔ پوچھا۔

"سنا تھا آج ٹھکراین جی آئی ہین۔ کہان ہین۔ کیا گئین"

شیام سندری۔ کسے پوچھتے ہو۔ وہ تو گئین بھاڑ مین۔

نریندر ناتھ۔ بھاڑ مین۔

شیام سندری۔ توبہ توبہ۔ بھول گئی۔ ٹھکراین جی آئی تھین۔ انھون نے آپ کی بہت سی لیلا مین بیان کین۔ اب وہ تم سے بولنا نہین چاہتین۔ اور اسی سے جلد دس پانچ باتین کرکے چلدین۔

نریندر۔ ہائین کیا چلی گئین۔

شیام سندری۔ دیر ہوی۔

نریندر۔ مجھے خبر کیون نہ دی۔

شیام سندری۔ ایسا نہو آنکی باتین آپکو زہر لگین۔

نریندر۔ اس کا مطلب نہین سمجھا۔

شیام سندری۔ آپ جانتے ہی ہین کہ بڈھی سے لیکر جوان عورتین تک آپ کی دلفریب صورت دیکھکر متوالی ہو جاتی ہین۔ مگر ان متوالیون مین صرف رمبھا نے فائدہ اُٹھایا۔

نریندر۔ تمہاری یہ پہیلیاں میری سمجھ مین نہین آتین۔ بات کیا ہے۔ صاف کہو۔
شیام سندری۔ بات جھوٹی ہے۔ رمبھا پر آپکی جو کچھ نظر عنایت ہے۔ اُس سے گانون
کی جتنی عورتین ہین یہ معنی نکالتی ہین کہ رمبھا آپ کے گلے کا ہار ہوگئین۔ اُسکی چاہ مین آپ
ڈوبے ہوئے ہین اور وہ آپ پر مرتی ہے۔ آپ ابھی تک مجھ سے چھپاتے رہے۔ خیر مین
آپ کی بہن کو اس گھر کی مالکن بناؤنگی۔ آپ گھبرائین نا۔
نریندر۔ کیون بیکار کی باتین کرتی ہو۔ کام کی باتین کہو۔
شیام سندری۔ یہ بیکار ہی باتین تو ہین۔ اور اسے تم نے اچھا سمجھ لیا ہے۔ مین نے کہا
تھانا۔ اگر کام کسی سے نہ چھپا کر ظاہری حالت مین کیا جاتا تو پھر کسی طرحکی بدنامی سننے کی
نوبت نہ آتی۔
نریندر۔ اگر اسطرح کی بیہودہ باتین کروگی تو مین چلا جاؤنگا۔
شیام سندری۔ (نریندر کا ہاتھ پکڑکر) ناراض کیون ہوتے ہو۔ مین ان باتون پر اچھا خاصہ
پردہ ڈال دونگی۔ اور تمھین کسی قسم کی زحمت برداشت نہ کرنا پڑیگی۔ اسی لئے تو ٹھکرائن جی
نے کہا تھا۔ کہ رمبھا کو ساتھ لیجاکر تیرتھ جاترا کرنا مناسب نہین ہے۔
نریندر۔ گوبند دادا بھی یہی فرماتے تھے تمنے جواب کیا دیا۔
شیام سندری۔ مین نے جواب دیا جب اسطرحکی باتین ہین۔ ایسی حالت مین وہ تمہین
چھوڑکر تیرتھ جاترا کو ہرگز نہ جائینگے۔ اس لئے اب کوئی نہین جائیگا۔ میری رائے
مین آپ اور رمبھا چلے جائین۔ گنگا اشنان سے دونون کے پاپ کٹ جائینگے۔
نریندر۔ تمہاری باتین اگر مذاق کی نہ سمجھتا تو مین کبھی تمہین ساتھ لیکر جاترا کو نہ جاتا۔ ان
بیہودہ باتون سے مجھے کوئی نفع نقصان نہین پہونچ سکتا۔ یہ دنیا ہے۔ لوگ اُڑاتے ہین اُڑانے
دو۔ مین اس خیال کا آدمی نہین۔ نہ کبھی دھرم کے خلاف قدم رکھنے کی جرأت پڑتی ہے
تمہارا چہرہ کہے دیتا ہے کہ یہ باتین جھوٹی ہین۔ محض مذاق کے لئے۔ ہنسی کے لئے مجھے چھیڑ
رہی ہو۔ وہ دیکھو تمہارے نازک نازک لبون پر مسکراہٹ ہو رہی ہے۔ سب لغو بیہودہ
ہین اس سے ڈرتا نہین۔ باہر کے لوگ مجھے بدنام کرین کرین۔ لیکن جسدن تم مجھ سے بدگمان
ہو جاؤگی سمجھ لونگا اب کسی کو منھ دکھانے کے لائق نہین۔ اُسی دن سے جنگل مین رہونگا۔ دنیا
کو خیرباد کہدونگا۔

شیام سُندری ٹھٹھہ مار کر کہنے لگی۔
"مجھے اس بات کا بالکل خیال نہین تھا۔ کہ میرے لب اور مُنھ کی حالت دیکھکر آپ تاڑ لینگے۔ خیر جب میرے لب اور مُنھ سے آپ کو ظاہر ہی ہو گیا پھر مین کیون صاف صاف نہ کہدون۔ پیارے! مہتاب مین میل ہے۔ مگر تم مین میل نہین۔ تم میرے لئے دیوتا کے برابر ہو۔ جسدن تمھارے چال چلن پر دھبہ لگیگا۔ اُسی دن گانوُن کیا تمام دنیا مین ہلچل مچ جائیگی۔ جسدن آپکی اس داسی کو آپ کی بدچلنی کا یقین ہو جائیگا سمجھ لیجئے نرک کی آگ مجھی جلاکر خاک کر دیگی۔
خیر جاترا کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ گاڑی رزرو کرانے کے لئے۔ ڈی۔ ٹی۔ ایس کے آفس مین چٹھی بھیجی گئی۔ طرح طرح کی چیزین خریدی جانے لگین۔ سفری سامان درست ہونے لگے۔ کپڑے پوشاک اور برتن بکسون مین بند کئے گئے۔ نوکر چاکر۔ داس داسیان ساتھ چلنے کی لالچ سے ہر کام مین پھرتی دکھلانے لگین۔
نریندر ناتھ ہاتھ کا کام ختم کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ لین دین کے بیوپاریون کا مناسب انتظام کر دیا گیا۔ ریاست کا کام ایک منیجر کے سپرد ہوا۔ بھجہر۔ اس کے داماد اور جوگن بابو نوٹس کے چنگل سے نجات پاگئے۔ اُنھین آفت سے بچانا نریندر ناتھ ہی کا کام تھا۔ نریندر نے چندر شیکھر کے معاملہ کی بات اُٹھائی۔ بھجہر نے چار پانچ دنکی مہلت مانگی۔ چندر شیکھر کا فیصلہ کچھ نہوا۔ بھجہر حیلہ وحوالہ ہی کرتا رہا۔ نریندر ناتھ فیصلہ کراتے کراتے عاجز ہو گئے۔ ایک دن انھون نے کہدیا۔ اگر چندر شیکھر کی جائداد دینا ہو دو ورنہ صاف صاف انکار کر دو بھجہر بھلا کب صاف صاف جواب دینے لگا۔ لیت ولعل مین ٹالنے لگا۔ اس سے ظاہر ہو گیا وہ بھتیجے کو ایک کوڑی بھی دینے والا نہین ہے۔ آخر کار نریندر ناتھ نے چندر شیکھر کو عدالت دیوانی مین نالش دائر کرنے کی ترغیب دی۔ اور جن جن شہادتون اور کاغذات کی ضرورت تھی مہیا کر دین۔ روپیہ پیسہ کا بھی انتظام بہت معقول ہو گیا۔ گانوُن کے اکثر باشندے بھجہر کے خبث باطنی اور کور نفسی کے قائل تھے چندر شیکھر کی جائداد ہضم کر لینے سے انھین صدمہ تھا اس لئے وہ اُسے گالیان دیتے تھے۔ نریندر ناتھ کو بھی اُسکی بے ایمانی پر غصہ آگیا۔
نریندر ناتھ مقدمہ کا انتظام کر دینے کے بعد سب کامون سے فرصت پاگئے۔ اب اسکا سفر اطمینان سے ہو گا۔ اس مین کوئی شک نہین۔

باب پندرھوان

رمبھا کی گرم بازاری شروع ہو گئی - گوبند وادا - نریندر ناتھ - گوبند دادا کی بیوی ٹھکرائن جی - اور رمبھا کی ماں - نوکر چاکر - خواصین - پیش خدمتین - ٹہلوبان جتنی ہین رمبھا کی حرکات و سکنات کی دیکھ بھال کر رہے ہین - جب رمبھا نریندر ناتھ کے پاس آتی کبھی ہنستی کبھی مسکراتی اور کبھی اٹھلا اٹھلا کے باتین کرتی - اُسکی شرم و لحاظ کا پردہ اُٹھ گیا - وہ اس بات کی متمنی تھی کہ ذرا بھی نریندر ناتھ کہین اور مین اُن کے پہلو مین بیٹھ جاؤن لیکن نریندر ناتھ دھرم کرم کے پابند تھے - اُن کے دل پر رمبھا کے ناز معشوقانہ کا کچھ بھی اثر نہوا - یہانتک کہ جب کبھی رمبھا اُن کے تخلیے مین آگئی وہ فوراً کھسک کر باہر ہو رہے - اور کسی کام کا بہانہ کر کے چلتے ہوئے -

رمبھا کی بات چیت کا بھی طرز بدل گیا - اب وہ نریندر ناتھ کو تم کہکر پکارتی ہے جسطرح پہلے نریندر ناتھ کے سامنے شرم سے گڑی جاتی تھی - اور رو در رو بات کرنے کا حوصلہ نہ پڑتا تھا - اب وہ باتین جاتی رہی ہین - اوسے کلام کرنے مین ذرا بھی رکاوٹ نہین -

ایکدن کا ذکر ہے - جب نریندر ناتھ تیرتھ جاترا کرنے پراگ راج مین پہونچے اتو کسی دن ایک بات سے اُن کے دل مین بڑی چوٹ لگی نریندر ناتھ کی عادت تھی روزانہ شام کے وقت ٹہلنے جایا کرتے تھے - اُسدن بھی وہ حسب معمول گشت لگا کے جب ڈیرے پر آئے - ڈیرا تربینی گھاٹ کے پاس تھا جسطرف گنگا جمنا کا سنگم تھا - جس مقام پر سرستی کی دودہ ایسی دھارا کبھی کبھی نظر آجایا کرتی تھی - جس مقام پر ریلوے کا پل موہن مالا کیطرح جمنا جی کے گلے مین بہار دے رہا تھا - جس جگہ پر کسی زمانے مین رام لچھمن اور سیتا کا گذر ہوا تھا - جن کے پاؤن کے نشان اب تک نمودار تھے - جس مقام پر اچھے بڑ کا درخت تھا اور جسکے نیچے رام و سیتا رات کو بسر کرتے تھے - اسی مقام پر اب انگریزون نے اپنا قلعہ بنالیا ہے یہین پر نریندر ناتھ نے اپنا ڈیرا ڈال دیا تھا -

نریندر ناتھ نے پلٹ کر آہستہ آہستہ ڈیرے مین قدم رکھا اوپر گئے - لیکن جو شوہر پرست

شیام سندری اپنے شوہر کے پاؤنکی چاپ سُنکر فوراً ہی پاس آجاتی تھی آج وہ نہ دکھائی دی۔
نریندر ناتھ اپنے خلوت خانے مین گئے جا پلنگ پر لیٹ رہین لیٹ رہے۔
اسوقت سورج غروب ہو گیا تھا۔ دو چار تارے بھی آسمان پر نظر آنے لگے تھے۔ کُل کھڑکیون کے پٹ بند نہ تھے۔ جن کھڑکیون سے عام راستہ دکھائی دیتا تھا بند تھین۔
کھلی ہوئی کھڑکیون سے نریندر ناتھ نے دیکھا کہ مسہری پر کوئی سو رہا ہے۔
نریندر ناتھ کے بچھونون پر سوائے شیام سندری کے اور کون قدم رکھ سکتا ہے۔ اس خیال سے وہ بے غل وغش مسہری کے پاس چلے گئے۔ لیکن دلمین اُلجھن تھی۔ آج کیا ہی کیون بے وقت شیام سندری یہان آکے لیٹ گئی۔ ایسا تو نہین طبیعت کچھ خراب ہو گئی ہو
نریندر ناتھ بھی چپکے سے مسہری پر لیٹ رہے اور آہستہ آہستہ اُسکی پشت پر ہاتھ پھیر کر بولے۔
"سنتی ہو۔ آج طبیعت کیسی ہے؟"
سوئی ہوئی عورت نے کچھ جواب ندیا۔ لیکن بدن کو کچھ حرکت ضرور ہوئی۔ اب نریندر ناتھ اُٹھکر کھڑے ہو گئے۔ اُنکی بُری حالت ہوئی۔ جسطرح کوئی سانپ کو دیکھکر گھبرا اُٹھتا ہے۔ سہمی ہوئی آواز مین پوچھا۔
یہ کون ہے۔؟ شیام سندری تو ہین نہین۔ یہ میرے بچھونون پر کون سو رہا ہے۔
یہ سُنکر سوئی ہوئی عورت اُٹھ بیٹھی۔ یہ عورت کوئی غیر نہ تھی رمبھا تھی۔ جواب دیا۔
"قصور ہوا معاف کیجئے۔ اتنی بے خبر ہو جاؤنگی۔ یہ مجھے خواب مین بھی خیال نہ تھا بھابھی کے ساتھ باتین کرتے کرتے الکسا گئی۔ نیند آگئی۔ آپ ناراض نہون مین ابھی جاتی ہون۔
نریندر۔ نادانستگی مین میری زبان سے ایسے کلمے نکل گئے۔ اس لئے مین بھی معافی کا خواستگار ہون۔ میری اس بیخبری سے شاید تم ناراض ہو جاؤ۔ اسی سے پوچھا تھا کہ تم کون ہو۔؟ کچھ اور نہ سمجھنا۔ اگر نیند سوار ہے۔ تو شوق سے آرام کرو۔ مین جاتا ہون۔
رمبھا۔ آپ معافی کیون مانگتے ہین۔ مین نہین سمجھی آپ نے میرا ایسا کون قصور کیا ہے اب سونے کی ضرورت نہین۔ آپ ٹھہرین جاتے کہان ہین۔ کیا مین تمھاری کوئی ہون نہین۔ بیکار روٹھ جانا کسنے کہا ہے۔

نریندرناتھ سمجھے کہ اصلی قصوروار مین ہی ہون - دیدہ و دانستہ یا نادانستگی مین کسی عورت کے بدن پر ہاتھ لگانا بیشک ادھرم ہے - اسی سے شاید رمبھا مجھے اپنا دلدادہ سمجھ رہی ہے - مین اس پاپ کا پراشچت شیام سُندری سے پوچھکر کرونگا - رمبھا کہتی ہے بھابھی کے نہونے سے آپ جاتے ہین - اور درحقیقت اسکا کہنا صحیح بھی ہے اونھون نے کہا - ہان رمبھا مین اسوقت نہین ٹھہر سکتا - جسطرح آجکل کا زمانہ خراب ہے لوگ خواہ مخواہ عیب لگادیا کرتے ہین - مگر مین خیال کرتا ہون جسطرح میرا دل پاک وصاف ہے - اُسیطرح تم بھی پاک طینت اور پاکیزہ نفس رکھتی ہو - عیب جو ظاہری باتون پر جاتے ہین - اپنے قلب کو گناہون سے زنگ آلود کر لیتے ہین - ہمین چاہئے طبیعت کو شانت رکھین صرف طبیعت کو شانت رکھنے سے بھی کام نہین چلتا - اُن باتون پر بھی لحاظ رکھین جو باعث ہماری رسوائی کی ہین - بیشک مجھ سے بڑی بھاری غلطی ہوئی - تم سو رہی تھین مین بھی آگے پلنگ پر لیٹ رہا کتنا بھاری جرم ہے - کتنی بڑی خطا ہے - اس کا پراشچت یہی ہے کہ آئندہ سے ہم تم اس زشت راہ سے ہمیشہ گریز رکھین -

رمبھا - ہائن لیٹ رہنے مین کیا خطا ہے - اس سے ہوتا ہی کیا ہے - جب ہماری تمھاری محبت ہے - اور پھر تمھاری ہی پرورش یافتہ - میرے بدنسے تمھارا بدن چھو جانا کوئی عیب کی بات نہین ہے - اگر دانستہ بھی ایسا ہو یعنی تم مجھے اپنے گلے لگالو - محبت بھری رسیلی آنکھون سے دیکھکر پہلو مین بٹھالیا کرو تو یہ میری بڑی خوش قسمتی کی بات ہے - جب ہم تم طالب و مطلوب رہین گے - پھر مجال نہین کوئی بدکلامی کرسکے - اور یہان تو تمھارے دیدار کا حوصلہ تھا ہی اسی وجہ سے ساتھ چلی آئی - مگر مین دیکھتی ہون اپنی صورت دکھانے مین وہ وہ قباحتین نکالتے ہو کہ میرا دل ہی جانتا ہے

نریندر کے خیالات پلٹ گئے - اسوقت اُنکی آرزومند نگاہین رمبھا کے سراپا دید کی مشتاق ابن گیئن تھین - پاکیزہ نفسی پر حیوانی جذبہ کا اثر ہوا - رمبھا کا حسن خداداد اور پیر شباب کا جوش ایسا تھا کہ نریندرناتھ دل و جان سے لٹو ہو گئے - بولے -

" رمبھا! تم نے جو کچھ کہا ہے اس کے سُننے سے میرے دل مین ہل چل مچ گئی ہے - تم سے بہت کچھ کہنا ہے - اسوقت جاتا ہون - پھر کسی دن اگر اپنے دل کی کیفیت کہونگا -

یہ کہکر نریندرناتھ زیادہ دیر نہ ٹھہرے فوراً چلدئے -

رمبھا مسہری سے اُٹھکر کھڑی ہوگئی کھڑے کھڑے دیر تک غور کرتی رہی - ایک بات پر قایم ہوئی - سوچی آج کی واردات بہت کچھ اُمید دلانے والی ہے. نرندرناتھ نے دانستہ میرے بدن پر ہاتھ رکھا تھا لیکن اس خیال سے کہین شیام سندری آنہ جائے جلدی سے اُٹھکر کھڑے ہوئے اور اُنھون نے جو اسطرح کی باتین کین اور معافی مانگی یہ ایک طرح کا امتحان تھا میری آزمایش کر رہے تھے - اور یہ بھی تو کہہ گئے ہین پھر کسی دن باتین ہونگی - دلی کیفیت کہونگا اس سے ظاہر ہے وہ بھی میری محبت کے گردیدہ ہین -

جسکے دل مین پاپ کا درخت نشو و نما پا رہا ہے وہ دنیا کو اپنی ہی کیفیت مین دیکھنے لگتا ہے - ان باتون سے رمبھا کو بڑی بھاری تقویت ہوگئی - وہ صبح ہی صبح ڈیرے سے نکلی اور جودھرائن کے فراق مین چلدی -

شیام سندری کہان ہے اُسکا ذکر اس جاترا مین نہین آیا ہے - ناظرین مطمئن رہین - اسی باب مین کہین نہ کہین اُسکا ذکر بھی آجائیگا - بات یہ تھی کہ شیام سندری کی ایک ٹہلوئی جو اُس کے ساتھ آئی تھی کسی مرض مین مبتلا ہوگئی - آجکل شیام سندری اُسی کے علاج معالجہ مین لگی رہتی ہے وہ اپنے شوہر نرندر کی خدمت کرنے سے بھی قاصر ہے - یہی سبب ہے شیام سندری اپنے خاوند کے آنے کی جاپ سنکر بھی اُس مریضہ کو چھوڑکر نہین آئی -

نرندرناتھ بھی وہین پہونچے اور مریضہ کی حالت ردی دیکھکر فوراً ہی ڈاکٹر بلانے کو آدمی بھیجا - دوا دارو سے ابھی تک مریضہ کی حالت سنبھلی نہین اُسے سخت تکلیف تھی - وہ رات دن کراہا کرتی تھی - شیام سندری اسکی حالت دیکھکر بیچین رہتی تھی - اسی سے راتدن اُسے مریضہ کے پاس رہنا پڑتا تھا - یہانتک خود اُس کے خورد و نوش مین فرق آگیا - مریضہ کو دیکھکر وہ پیلی پڑی جاتی تھی - بدن دُبلا ہوگیا تھا - گھڑی گھڑی مریضہ کو دوائی دینا پانی پلانا اور دیکھ بھال کرنا اُس کا کام تھا - اسی سے نرندرناتھ نے اُسے اس پاک فرض سے ہٹا لینا مناسب نہ سمجھا -

روزمرہ اور پھر کئی دفعہ گھر مین آنکی وجہ سے رمبھا کا سامنا ہونے لگا - شیام سندری کی بجائے رمبھا ہی کو نرندرناتھ کے کھانے پینے کا انتظام کرنا پڑتا تھا یہان تک کہ بعض بعض موقعون پر تو ہنسی مذاق اور چھیڑ چھاڑ بھی ہو جایا کرتی تھی -

آج کیا ہے؟ کیا نہین ہے -؟ کیا کرنا چاہئے کیا نہ کرنا چاہئے - ہر ایک بات مین رمبھا

اُنسے صلاح ومشورہ کرنے لگی۔ ہر وقت سامنے رہنے کی وجہ سے بے حجابی بھی آجاتی ہے اور اس بے حجابی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جوانی سے بھری ہوئی دلستان کو دیکھکر اچھے اچھے محتاط عابد ونکی رال ٹپک پڑتی ہے فرشتون کے وضو شکست ہو جاتے ہین۔ بیچارے نربندر ناتھ ہا کس کھیت کی مولی ہین۔ سمجھے رمبھا معشوقہ زیست کا لُطف ہے۔ اور زندگی کا حظ۔ محبت فعل اختیاری نہین مجبوری ہے۔ رمبھا کی صورت شکل۔ رمبھا کی بدھ بھری آنکھین۔ رمبھا کے سیاہ فام گیسوی پرخم۔ رمبھا کی رفتار وگفتار۔ رمبھا کے مسی آلودہ لب۔ رمبھا کی خندہ دہنی رمبھا کے طور طریق غرضکہ رمبھا کی ہر ایک بات مین رعنائی وزیبائی۔ ناز وعشوہ لچک رہا ہے اُسکی ہر ایک ادا نربندر ناتھ کی آنکھون مین کھبی جاتی ہے۔

ادھر مریضہ قریب المرگ ہے۔ دوا دارو کام نہین کرتی۔ شیام سندری اُسکے پاس سے اُٹھنے کی مطلق فرصت نہین پاتی۔ رمبھا کو اپنے حسن کے کرشمہ دکھانے کا اچھا خاصہ موقع تھا آج نربندر ناتھ کو دیکھتے ہی اُسکی نرگسی آنکھون سے ابر نوبہار کی طرح جھر جھر آنسو گرنے لگے ہم نہین کہہ سکتے اس رونے دھونے کا مطلب کیا تھا۔ نربندر ناتھ اس شیرین ادا گلفام سے باعث گریہ دریافت کرنا چاہتے تھے کہ اتنے مین باہر سے آواز آئی۔ گوبند دادا آئے ہین نربندر ناتھ باہر نکل آئے۔ گوبند دادا نے ہنستے ہنستے کہا۔ جب تقدیر زورون پر ہوتی ہے خود بخود قدردان لوگ مل جاتے ہین۔

نربندر۔ کیون دادا ایسی بات کیون کہی؟

گوبند۔ تمھین قدردان ہو۔ اس لئے تمھاری تعریف کی گئی۔

نربندر۔ درحقیقت دادا مین بڑا خوش قسمت ہون۔ آپ کے اقبال سے ایشور کا دیا ہوا میرے پاس سب کچھ موجود ہے۔ ہر طرح کا اطمینان ہے۔ نصیب سے آپ ایسے ہمدرد مل گئے ہین۔ آپہی کی بدولت دھرم استھانون کی جاترا نصیب ہوتی ہے اور سب سے زیادہ سرگ مین بھی نہ ملنے والی اپسرا شیام سندری جیسی دیوبالا ساتھ رہتی ہے۔ پھر مجھ سے بڑھکر کون خوش قسمت ہے۔

گوبند دادا۔ لیکن بھائی ادھر قسمت چمکی ادھر پھوٹتے بھی دیر نہین لگتی۔ ہم تو بدنصیب ٹھہرے۔ ہمارا مقدر ہی نہین۔ پھوٹنے گا گیا۔ تم البتہ صاحب قسمت ہو۔ دن بدن ترقی ہے۔ کیا اپنا وقت بھول گئے۔ جب شکستہ حالی سے پریشان تھے اب تو تمھارا مقدر بلندی

طالع سکندر ہے۔ مٹی چھوتے ہو سونا ہاتھ لگتا ہے۔

نریندر۔ اسمین کیا شک ہے۔ یہ سب ایشور کی مہربانی ہے۔ مین اسکا ممنون ہون۔

گوبند۔ بھیا ابھی کیا ہے۔ اس سے زیادہ حوصلے نکلین گے وہ بڑا دیالو ہے۔ اُسکی کرپا سے تمھاری ایک ٹھلوی بیمار پڑ گئی ہے۔ اور شیام سندری کو اسکی خدمت سے فرصت نہین۔ شیام سندری کے اُدھر متوجہ ہو جانیسے سب کام بنگئے۔ شیام سندری کی بجاے ایک اور پریچہم معشوقہ مل گئی۔ آج کل رمبھا ہی تو تمھارے گھر کی مالک ہے۔ دیکھو کیتنی بڑی کرپا ایشور نے کی۔ اُسکا شکریہ ادا کرو۔

نریندر۔ دادا! ابھی تو اتنا ہی دیکھا ہے۔ اسی سے اتنی لعن طعن پھینک رہے ہو لیکن مجھے خوف ہے آپ کہین کوئی خطرناک افواہ نہ سن لین۔ خدا جانے اوسوقت آپکی زبان سے کیا کیا نہ نکل جائے۔

گوبند دادا۔ افواہ نہین۔ جو آنکھ سے دیکھ لیتا ہون کہتا ہون۔ بھگوان میرے چاند کو کلنک سے بچالے۔ ابھی اور کیا کیا ہوتا ہے۔ یہ کچھ معلوم نہین۔

نریندر۔ کیا آپ ان سنائی سُنی باتون کو یقین کر لیتے ہین۔

گوبند۔ رام رام کرو۔ بھلا مجھے ایسی افواہون کا اعتبار ہو سکتا ہے۔ مین چاہتا ہون۔ بدراہ ہونے سے بچاؤن۔ بُرے کامون سے تمھین بچاؤن۔ بھیا سوچ سمجھ کر کام کیا کرو

نریندر بات کی تہ کو پہنچ گئے۔ سمجھ لیا یہ رمبھا کی حرکتون سے واقف ہو گئے ہین اور مجھے سمجھتے ہین یہ رمبھا کے پُرشکن گیسوؤن کے جال مین پھنس گیا ہے۔ نریندر ناتھ نے بات کا پہلو بدلدیا بولے۔

"سنا ہے بھیج سر نے مقدمہ مین خشک جواب دیدیا۔ اُسنے صاف کہدیا کہ میرے پاس چندر شیکھر کی ایک پائی بھی نہین ہے"

گوبند۔ یہ بات کچھ نئی نہین ہے۔ مین پہلے ہی جانتا تھا کہ بھیج سر صاف انکار کر جائیگا۔ خیر۔ اب کیا کیا جائے؟

نریندر۔ کیا کیا جائے۔ ہمنے چندر شیکھر کی جانب سے وکیلون سے خط کتابت کی ہے اب مقدمہ اُلٹا چلانا پڑیگا۔ اسدفعہ ذرا بھی کوتاہی نہونے پائیگی۔ اب طرح دینے کا وقت نہین ہے۔ اطمینان رکھیے۔

جہان بدنفس ہوتے ہین وہان اچھے بھی ہوتے ہین۔ بہتون کا دل شیام سندری کے اِس برتاؤ سے خوش ہوگیا اُسکی رحمدلی اور فیاضی کی تعریف کرنے لگے درحقیقت شیام سندری سُرگ کی دیوی ہی اس نے اپنے تمام عیش و آرام ادنی کنیز پر قربان کر دئے داسی کے غم مین گھل کر کانٹا ہو گئی۔ آجکل کیسی نحیف و زار ہو گئی ہے کہ پہچانی نہین جاتی وہ انسانی جسم مین دیوتا ہی۔ اپنی بیوی کی رحمدلی اور فیاضی سے نریندر ناتھ خوب واقف تھے۔ وہ بھی جانتے تھے شیام سندری انسان نہین بلکہ دیوی ہی۔ آجکل شیام سندری کو اپنی شوہر سے بات کرنیکا موقع نہ تھا۔ جسکے بغیر صلاح و مشورہ کے کام پورا ہو سکتا تھا اُسکی صورت دیکھنا محال ہو گیا ہی۔ نریندر ناتھ روزمرہ بیمار کے مکان پر جاتے ہین کس لئے مریضہ کو دیکھنے کے لئے یہ بات نہین ہے۔ ہم صاف صاف کہین گے اُن کے جانیکی خاص غرض شیام سندری سے ملنے کی تھی مگر شیام سندری اُنسے ملتفت نہوئی تھی۔ وہ بیمار کی دواداروی مین متوجہ تھی کبھی دوا پلاتی پنکھا جھلتی۔ کبھی بچھونا صاف کرتی۔ کبھی پانون دابتی۔ کبھی سینے دل اور دماغ پر ڈاکٹر کے دئے ہوئے مرہم کا پھاہا رکھتی۔ ان کامون سے اُسے بات کرنے کی فرصت نہ تھی۔ نریندر ناتھ شیام سندری کی خو بو سے واقف تھے۔ کرسی ڈال کر وہین بیٹھ گئے اور پست ہمت عورت کے انتظام کی تعریف مین یہ اشعار پڑھنے لگے۔

استری جج کے روپ مین

کسی کام مین یہ کرین ہین عدالت
کسی کام مین یہ کرین ہین وکالت
جو بچون مین ہوتی ہے باہم لڑائی
کرے فیصلہ اُن کے گھر بیٹھ مائی
کرا دیتی ہے ایک پل مین صفائی
نہین رہتی من مین کسی کے برائی
کسی کو دے دھمکی کسی کو دے گالی
مٹا دیتی ہے ساری ہی فوجداری

منصف کے روپ مین

بات کرتے کرتے وقت زیادہ آگیا تھا۔ گو بہد داوا تمبا کو پی کر اشنان کرنے چلدیئے۔

باب سولھوان ۱۶

بوتر گنگا جمنا کے سنگم پر جان سے بیزار بیمار داسی کی قسمت مین شریر تیاگ کرنا نہین بدا تھا۔ چند دن بستر علالت پر لیٹے رہنے کے بعد ڈاکٹرون کے علاج معالجہ سے اُٹھ بیٹھی شیام سندری نے اُسکی بہت کچھ داشت کی جسطرح اولاد کے لیئے اُسکی ماں سر مغزن کرتی ہے۔ اُسکی جان کی حفاظت کرتی ہے جسطرح باعصمت بیوی اپنے شوہر کی خدمت بجالاتی ہی شیام سندری بھی اُسی طرح اپنی ٹہلونی کی کفیل ہوئی۔

بہت سے آدمیونکو شیام سندری کی اس حرکت پر نفرت ہوئی کیونکہ اچھے کام لوگونکو بہت کم پسند آتے ہین۔ اس دنیا مین جس شخص نے ثواب یا عذاب کرنیسے ہاتھ اُٹھا لیا دنیا دار ایسے تیاگی کو بھی گالیان ہی سناتے ہین۔ جو آدمی تمام دن دس چلم سلفہ پھونکتا ہی وہ دوسرونکو پچیس چلم سلفہ پھونکتے دیکھکر دلمین رشک سے جل جاتا ہی۔ اُسکی زبان سے نکلتا ہی۔ ہائے ہائے اسقدر تمباکو پی کر کیونکر زندہ رہیگا۔ جو روزمرہ ایک پیسہ کی افیون کھاتا ہی۔ وہ دوسرونکو ایک آنے کی کہاتے دیکھکر کہنے لگتا ہے۔ بھائی اسقدر افیم کھا کر کیا پاگل بنوگے۔ یہ دنیا کا دستور ہی۔

یہی حالت شیام سندری کی ہوئی۔ اپنی ملازمہ ٹہلونی کی خدمت کرتے دیکھکر اکثر آدمی طعنے دینے لگے۔ کوئی کہتا ہی نریندر بابو کی قسمت پھوٹ گئی جو ایسی جاہل بیوقوف بیوی ملی کئی آدمیون نے اُسے اس کام سے روکا اور کہا ایک معمولی داسی کے لیئے اپنے سندر جسم کو گھلا دینا کس نے کہا ہی۔ بڑی بھاری حماقت کرتی ہو۔ کیون اسکی فکر مین گھلی جاتی ہو۔

جتنی خادمہ اور ٹہلوئیان تھین کام کاج سے فرصت پاکر جب یکجگہ بیٹھتین تو اسی قسم کی کھسر پھسر باتین ہونے لگتین۔ بہتونکی آنکھون مین اپنی مالکہ کا کام کھٹکا۔ شیام سندری ان باتونپر کان نہین دیتی۔ وہ اُس غریب داسی کی خدمت پر لگی ہوئی ہے۔

دیوانی کے کرتی ہے ایسے یہ کارج
کہ جسطرح لیتا کوئی جج ہے چارج
کوئی چیز باہر سے جب گھر مین آئے
تو حصے مطابق سبھو نکو دلاوے
نہ حصہ گھٹاوے نہ حصہ بڑھاوے
کہ دونون کا حصہ وہ پورا بٹاوے
ترازوے انصاف کی دھر کے تولے
نہ دونون فریقون سے کوئی بھی بولے

وکیل کے روپ مین

پتا پتر مین جبکہ ہوتی ہے ان بن
منانے مین اُن کے لگاتی ہے تن من
مٹا دیتی ہے ان کے دل کی ملالت
پتا پتر کے بیچ کرکے وکالت
وہ کرتی محبت سدا مادرانہ
نہین مانگتی کچھ بھی وہ محنتانہ

افسر مال کے روپ مین

ہے گھر کی سبھی چیز اُس کے حوالے
وہ لیکھے کو دیکھے وہ جانچے پرتالے
وہ کم خرچ کرنے کی سوچے ہے چالے
بڑھے جنس سے دولت وہ ڈھنگ نکالے
نہین گھٹنے دیتی خزانے سے تل بھر
یہ بانو ہے گھر مین فناشل کمشنر

کمسریٹ افسر کے روپ مین

وہ غلہ کے رکھتی ہے انبار بھر کر
کہ گویا گوداموں کی جنرل ہے افسر

وہ سوداسنگا کرکے کرتی کمیٹی "
بلاتو کردن کو بٹھا بیٹا بیٹی "
یہ سودا ہے اچھا یہ ہے مال کھوٹا
بتادیوے سارا نفع گھاٹا ٹوٹا
گداموں مین دیکھو رسد سب بھرا ہے
کہین دال چانول اور آٹا کھرا ہے
وہ کپڑدن کی ایسی بناتی ہے وردی
سنا دیتی ہے جس گرمی و سردی

کاریگر کے روپ مین

عمارت کا گھر بیٹھے نقشہ بناسے
وہ خاوند کو لیکے موقعہ پہ جاوے
یہان ہووے چولھا یہان ہووے چوکا
عسل خانے کا بھی بتا اچھا موقعا
یہان پر ہوادار کمرہ بنائے
یہان پھولون کے بیل بوٹے لگائے
ہو پکی عمارت اور آنگن کشادہ
ہو آرام پانے کا گھر یہ ارادہ

وید کے روپ مین

جب آکر کے پڑتی ہے گھر مین بیماری
حکیمون کے مانند کرتی ہے کاری
وہ کہتی ہے بچے سے دو نگی مٹھائی
اگر تو نے پی لی یہ اچھی دوائی "
کرے خوب مالش نہلائے دھلائے
دوائی کئی طور کی بھر پلائے
وہ کرتی نہین ایک تل بھر گرانی

کرے جس طرح کام سب مہترانی
کرے پھنسی پھوڑو نکی ایسی دوائی
بنا پٹی مرہم کی جھٹ ہو صفائی

استاد کے روپ مین

یہ ماتا ہی دیتی ہے بچونکو شکشا
یہ ماتا ہی لیتی ہے ان کی پرکشا
جو ماتا ہو مورکھ تو بیٹی ہو جاہل
جو ماتا ہو قابل تو بیٹی ہو قابل
جو ماتا سوشیلا تو بیٹی سوشیلا
جو ماتا کشیلا تو بیٹی کشیلا -

باورچی کے روپ مین

وہ بھوجن بنائے کرے ساؤدھانی
یہ ہے ساکشات ان پورن بھوانی
جو سب کی یہ کرتی ہے گھر بیٹھ سیوا
تو پھر رہنے پاتا نہین کوئی بھوکھا
یہ ہے جگت جننی یہ ہے یوگ مایا
کرو اس کی پوجا منون نے بتایا
اگر استری سارے نیم کو پالے
تو وے سارے گھر کے وہ کارج سنبھالے
نہین اسکا جیسا کوئی کرم چاری
نہین اسکا جیسا کوئی اُگیا کاری
ذرا دیکھو اتہاس کیسی تھی سیتا
کہ کتنی سبھاؤن کو گارگی نے جیتا
جو منڈل کی استری وہ ودیا دھری تھی
کہ شنکر کی جو مدہ ہستی نہی تھی -

وسنتی کے دیکھو ذرا اودیامل کو
کہ ڈھونڈھا تھا کس بل سے جو راجہ نل کو
تھی کیسی سوشیلا کبھی بان کا ناری
پیاری پتی کی پتا کی دلاری
جو سنتان اپنی سدھارا جو چاہو
تو سارے ہی تم اپنی پتری پڑھاؤ
بنا دیجے کالج بنے پاٹھ شالا
کہ جسمین پڑھین ساری بھارت کی بالا
جو کنیان کو اپنی پڑھائین گے ودیا
چلی جائیگی تب یہان سے اودیا

نریندر ناتھ بیٹھے گنگنا رہے تھے شیام سندری نے پوچھا۔ آپ کیا گنگنا رہے؟

نریندر۔ گنگنا کیا رہا تھا تمھاری تعریف کر رہا تھا۔ مین دیکھتا ہون آجکل کچھ ایسی مصروف ہو گئی ہو کہ میری طرف نظر اُٹھا کر بھی نہین دیکھتین۔

شیام سندری۔ یہ بات ٹھیک ہی اُس داسی کی تیماری سے آپکی سیوا نہین ہو سکتی اسکا مجھے دکھ ہے۔ لیکن کرون کیا آپ ہی سے تو مین نے دوسرون کے ساتھ بھلائی کرنا سیکھی ہی پھر کیا اتنی سی بات کے لئے آپ اتنی زحمت اُٹھانا گوارا نہین کرتے

نریندر ناتھ نے کہا۔

ایک نہین سو تکلیفین برداشت کر سکتا ہون ہان اگر فکر ہی تو تمھاری فکر۔

شیام سندری۔ میری فکر آپ نہ کرین۔ آپکی خدمت کے لئے اور داسیان موجود ہین۔ باہر خدمتگار ہین۔ گو یہ ٹھیک ہی کہ اُنکی خدمت دل سے نہین ہوتی بلکہ ملازمت کے خوف سے ہوتی ہے لیکن خیال کیجئے اس بیچاری کا یہان کون ہی۔؟ اُس نے دیس کو چھوڑا ہمارے ساتھ آئی۔ ایسی حالت مین اگر ہم نے اسکی خدمت کا بار اپنے اوپر لے لیا تو اس مین ہرج ہی کیا ہی!۔

جن رحیمانہ برتاؤ کا خیال نریندر ناتھ کے دل مین سمایا ہوا تھا آج اپنی بادفا بیوی کے اُپدیش سے چوگنا ہو گیا۔ شیام سندری کی باتون کا جواب نہ دیکر وہان سے چلدئے

نرسیند رناتھ کے جاتے وقت دوسری طرف سے رمبھا وہان آپہونچی نرسیند رناتھ رک گئی
شیام سندری بولی۔
نندجی اس جاترا مین تمھارے ساتھ آنیسے میرا بڑا اپکار ہوا ہی۔ تمھارے بھائی کی مین خبر نہین لینی مگر وہ مجھسے خوش ہین۔ یہ سب تمھاری ہی مہربانی ہی۔ تم ہر وقت اور ہر طرح اُنکی خدمت کرتی رہتی ہو۔ کیا یہ قرض مجھسے چکایا جاسکتا ہی۔
رمبھا۔ (دل مین) کیا تمھارے کہنے سے۔ جس دن تمھین کانٹے کی طرح نکال کر باہر کرسکونگی۔ اور تمھاری جگہ پر بیٹھکر مین اُنکی تابعداری مین مصروف ہونگی اُسی دن میری زندگی سپھل ہوسکیگی۔ (ظاہر مین) بہن تم رحم کی مجسم دیوی ہو۔ دوسرونکا درد دیکھکر تمھارا دل بھر آتا ہی اُس کے مصائب اور تکلیفین گھٹانے کی کوشش کرتی ہو۔ اُنکی امداد مین کوئی بات اُٹھا نہین رکھتین۔ دنیا کے کام دھندے چلے ہی جاتے ہین۔ لیکن مجھ دکھیا کی عمر رفتہ پھر واپس نہین آئیگی۔ اِس لئے تم کسی قسم کی فکر نکرو۔
رمبھا کی زبان سے اِس انکساری کے کلام نرسیند رناتھ کے کانپن پڑے۔ رمبھا کی باتین بہت میٹھی معلوم ہوئین۔ کیون میٹھی معلوم ہوئین اس کی وجہ ہم نہین جانتے۔
اُسی دن دوپہر کے وقت نرسیند رناتھ اور رمبھا کی پھر ملاقات ہوئی۔
رمبھا نے کہا۔
جل پان تیار ہی کہو تو لے آؤن۔
نرسیندر۔ آج طبیعت کچھ خراب معلوم ہوتی ہی۔ جی نہین چاہتا۔
رمبھا۔ طبیعت خراب ہی۔ یہ بری سُنائی۔ آج کہین نہ جانا۔ پلنگ بچھا ہوا ہی چلکر آرام کرو۔ مین پنکھا جھلونگی آنکھ لگ جائے تو اچھا ہی۔
نرسیندر۔ پنکھا کرنے کی کوئی ضرورت نہین۔ مین باہر نہین جاؤنگا۔ شام ہو جاتی تو باہر جاکر ہوا کھا آتا۔ اسوقت ذرا دردِ سر ہوگیا ہی۔ گنگا جی کے کنارے جاؤنگا صاف ستھری ہوا کھاؤنگا۔ درد مٹ جائیگا طبیعت بحال ہو جائیگی۔
رمبھا۔ ابھی دھوپ ہی۔ باہر جانے کا کچھ کام نہین۔ مین کہین جانے ندونگی۔ بھابھی نے کہہ دیا ہی۔ اُنھین کسی طرح کی تکلیف نہ ملے۔ جب آپکی آرام و آسائش کا بار میرے اوپر ہی۔ تب کیا میری درخواست پر توجہ نہ کی جائیگی۔

نریندر۔ کون کہتا ہی تمھاری درخواست ٹوکری مین ڈال دیجائیگی۔ وہ پاک ہو یا نہ ہو تم میرے لئے مقرر ہوئی ہو تو پھر کیون تمھاری بات نہ سنونگا۔ اس دھوپ مین کہین نہین جاؤنگا۔ باہر گوبند دادا میری راہ دیکھ رہے ہین۔ اُن سے کچھ باتین کرنا ہین اسلئے باہر دیوانخانے مین جاتا ہون دو چار باتین کرکے واپس آجاؤنگا۔

گوبند دادا کے نام سے رمبھا کے بدن مین آگ لگ جاتی تھی۔ وہ اُنپر بہت ناراض تھی کیون ناراض تھی اسکا اصلی سبب خود رمبھا کو بھی معلوم نہین تھا۔ لیکن وہ یہ اچھی طرح جانتی تھی کہ بڈھا میرے عیش و آرام مین جنگلی کانٹا ہی جواب دیا۔

"بڈھے کے پاس تو دن بھر رہتے ہو۔ کیا مین ایسی بُری ہون کہ دم بھر ٹھہرنا بھی شاق ہو جاتا ہی کیا مین تمھاری بھلائی کی خواستگار نہین۔ تم مجھ پر مہربانی کرتے ہو۔ اسی سے مین نذر دیکر کھڑی ہون آپ اسدم باہر نہین جاسکتے۔

نریندر۔ میرا جانا تمھین شاق گذر رہا ہی۔ تو مین نہ جاؤنگا۔ اس کے سوا بتاؤ اور کیا چاہتی ہو؟

یہ سنکر رمبھا کا دل کھل اُٹھا۔ بولی آپ نے کہا تھا مجھسے بہت سی باتین کرنی ہین فرمایئے صاحب کیا ارادے ہین۔

نریندر ناتھ نے دیکھا آج تو رمبھا پر غضب کا جوبن ہی۔ جسم سے شباب کی ہلکی رنگت جھلک رہی ہے۔ شوخ و دلربا آنکھین سیاہ رنگ مین خوشنمائی کیلئے سُرخی مارتی ہوئی جھلک غضب کر رہی ہی۔ واہ وا۔ ناک کسقدر گول خوبصورتی کا نمونہ ہی۔ اور ابرؤون کو دیکھئے کیسے کشادہ اور کس بانکپن سے ایک دوسرے سے بغلگیر ہونے کے شائق ہو رہی ہین شگفتہ رخسارونکی آب و تاب گلاب کے پھولون پر طعنہ مار رہی ہی۔ نازک نازک ہاتھ کنول کے پھول کی ہمسری کر رہے ہین۔ گلا کیا صراحی دار ہی اور سینے کے ابھار پر تو اور بھی قیامت برستی ہی۔ معلوم ہوتا ہے معجون مبہی کے دو ڈبے رکھے ہوئے ہین۔

نریندر ناتھ رمبھا کے حسن حیرت افزا کا تماشہ دیکھ رہے تھے کچھ جواب ندیسکے۔ اسوقت رمبھا نے ذرا آگے بڑھ کر نریندر ناتھ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ نریندر ناتھ کانپ اُٹھے رویٔین رویٔین مین جھرجھری ہوئی بے ساختگی کے عالم مین زبان سے نکل گیا۔

رمبھا واقعی تم ابہت خوبصورت ہو۔ تمھاری مثال فی زمانہ ملنا مشکل ہی۔

رمبھا۔ بدنصیب رمبھا تو تمھاری خاک پا کے برابر بھی نہین ہر۔
نریندر۔ میرا جذبۂ دل تم کو اپنے ساتھ کھینچ لایا۔ تمھارے آنیسے جاترا سپھل ہو گئی کچھ تم آپسے تھوڑی ہی آئی ہو۔
رمبھا۔ بجا ہے۔
نریندر۔ کیا مین خلاف کہتا ہون۔ ہمکو تو تمھارے ساتھ رہنے کا حوصلہ تھا اور تم صورت دکھانیمین وہ وہ قباحتین نکالتی ہو کہ جسے کچھ میرا ہی دل جانتا ہے۔
رمبھا۔ دیدار کا حوصلہ بھی جب نکلتا ہے جب آنکھین بھی اُسی حوصلے کی ہون۔
نریندر۔ میری یہی تمنا ہی تم ہماری اور ہم تمھارے ہو جائین۔
رمبھا۔ آپ رئیس ہین۔ زمیندار ہین۔ کہین ایسا نہ کیجیے گا کہ آج تو اسطرح چاہ ہی پیار ہی زمانہ بھر کے وعدہ ہین کل جب جی بھر جائے طبیعت بھر جائے۔ تو پھر مین کسی طرف کی نہ ٹھہرون سے

چار دن کی دوستی کا ہے زمانے مین رواج
کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجیے

نریندر۔ ہائین کیا تم مجکو ایسا بے مروت سمجھتی ہو۔
رمبھا۔ اور نہین تو کیا۔
نریندر۔ نہین یہ خیال محال ہے جسم و جان جو کچھ ہے تمھارے لئے ہے۔ میرا اپنے کچھ قابو نہین۔
رمبھا۔ جب تم یہ کہتے ہو۔ تو مجھے بھی صحیح صحیح کہدینا واجب ہی۔
نریندر۔ بلاشک ضرور کہو۔
رمبھا۔ یہ تو مین جانتی ہون۔ مگر اتنا اور خیال رہی۔ کہ جب اپنی بری بیاہی بیوی کی موجودگی مین میرا تعلق گوارا کر رہی ہو تو اُنھین بھلا کب معلوم ہو گا۔ وہ مجھے نکال باہر کر دینگی داشتہ تو داشتہ داشتہ کی حقیقت ہی کیا ہے۔؟
نریندر ناتھ کچھ دیر تک چپ رہے۔ جواب نہ دیسکے۔
اب ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ اس صحیح و معقول بات کا جواب سوچ رہے ہین۔ یا اپنی تلون طبعی کے باعث خاموش ہین۔

رمبھا۔ کیون کیون۔؟ خاموشی کیون اختیار کر لی کیا میرا عرض کرنا ناگوار خاطر ہوا۔
نرندر۔ نہین ناگوار تو نہین ہوا۔ مگر یہ خیال پیش آگیا ہی کہ تمھارا کہنا ضرور صحیح ہے بیشک تمکو ایسا خیال ہونا چاہئے۔ مگر جان من! اگر مین نے تمھاری چاہ نہ کی ہوتی تو آج ایسی بات تمھاری زبان سے نہ نکلتی ؎

کیون محبت تمھاری کی ہین سنے
ہم گنہگار بے گناہ ہو تم

پیاری دلربا! مین وہ نہین ہون تم سے جی چراؤن یا دل پھر جائے۔ خیر ہم سے تو یہ سب عہد وپیمان اور قول وقرار لئے لیتی ہو مگر ہم تمسے کیا لین۔
رمبھا۔ (مسکرا کر نیچی گردن کرکے) جو مزاج چاہے۔
نرندر۔ ہم تو دل کے خواہان ہین بس ہمین دل عنایت کرو۔
رمبھا۔ ؎ دل مانگتے ہین آپ حقیقت ہی اسکی کیا
یان ہم ہین جان دینے کو حاضر ابھی ابھی
نرندر۔ ایشور تمھاری جان سلامت رکھے۔ ہم جان کے خواہان نہین۔ دل کے خواہان ہین ؎ تم نہ مانوگی مرے احسان کو
مین نے بے مانگے دل دیا تمکو
نرندر۔ (رمبھا کا ہاتھ تھام کر) ؎
متغیر ہے بہت دیر سے حالت دل کی
بوسۂ رخ یہ مری جان ہے قیمت دل کی
رمبھا۔ ؎ در یہ بوسہ نہین اس کے عوض ملنے کا
ہم تو سنتے ہین بہت ارزان ہی قیمت دلکی
نرندر۔ ؎ جنس دل آپ گران سمجھے ہین اک بوسہ پر
دھیان اتنا نہین کیا لیتے ہین کیا دیتے ہین
رمبھا۔ مین تو آپ کی ہو چکی ہون۔ پھر یہ بیقراری اور عجلت کاہے کی۔ ؎
شب وصال مین رکھئے خیال معصیت
کرین نہ آپ خدارا گناہ نے لذت

نریندر۔ سے ۔ یہ سب تو جانتا ہون بھی ہون لیکن کیا کرون صاحب
بہت مجبور رہون کچھ بس نہین بیتائی دل سے

غرضکہ عرصہ تک ادھر سے اصرار ادر ادھر سے عذر خواہی وانکار رہا مگر نریندر ناتھ پر شیطان سوار تھا۔ دھرم کرم کا پاس نہ کیا۔ رمبھا کو لیے جھپر کھٹ پر آئے اور جام و مال غٹ غٹ اڑانے لگے۔ اب آگے قدم نہین چلتا۔ اُسے کلنکت بتاتے شرم آتی ہی۔

باب سترھوان

کچھ دن بعد بیمار خادمہ چنگی ہوگئی۔ اب اُسے بالکل شکایت نہین ہی۔ وہ کام کاج بھی دیکھنے لگی۔ شیام سندری بھی فرصت پاگئی۔ آج کئی دن بعد اپنے آرام کمرہ مین ہی کمرہ آراستہ ہے۔ ولایتی کنولون سے نور کی بارش ہورہی ہے۔ پھولون کی سیج کسی ہوئی ہی۔ لیکن نریندر ناتھ کا پتہ نہین۔ خادمہ کو بھیجکر باہر تلاش کرایا۔ خادمہ پلٹ آئی ہی۔ وہان بھی نریندر ناتھ کا پتہ نہین۔ شیام سندری کی طبیعت مین اُلجھن پیدا ہوئی۔ بیٹھا نہ گیا کمرے سے نکل آئی دوسرے کمرے مین جاتی وقت رمبھا نظر پڑی۔ اُسے دیکھکر حیرت سی پوچھا۔

"نندجی! کچھ معلوم ہے۔ تمھارے بھائی جان کہان ہین شام کے بعد تو وہ آجتک کبھی باہر ٹکنے والے نہ تھے۔ نوبجا چاہتے ہین ابھی تک گھر مین قدم نہین رکھا۔

رمبھا کچھ جواب نہ دیسکی۔ لیکن طرز بدلا ہوا تھا۔ اگر شیام سندری عورت کے بشرے سے معلوم کرسکتی تو جان لیتی رمبھا اب اُسکی نند نہین ہی۔ رمبھا کی کل باتون مین فرق آگیا ہی۔ شیام سندری نے پھر پوچھا۔

یہ ٹھیک ہی۔ مین نے کئی دن سے اُن کے درشن نہین کئے ہین۔ اور یہ بھی معلوم ہی وہ کئی روز سے رات دن باہر ہی رہتے ہین۔ اکثر بارہ بجے کے بعد گھر مین قدم رکھنے کی نوبت ہوتی تھی۔ لیکن آج اُن کا کہین پتہ نہین۔ کیا تم جانتی ہو۔ کہان ہین۔

رمبھا۔ کچھ کہہ نہیں سکتی۔ انسان ہمیشہ ایک ڈھرے پر نہیں رہتا۔ بدلتے ہی رہتے ہیں
شیام سندری کو یہ بات اچھی نہیں لگی۔ کیونکہ اُسکا دل کبھی نریندر ناتھ سے بدگمان نہیں ہوا تھا۔ وہ اُنھیں دیوتا سروپ ہی جانتی تھی گو اُسکے دل کو رمبھا کا جواب خلاف لگا۔ لیکن جواب کچھ نہ دیا۔ وہاں سے چلی آئی۔ برآمدے مین آنے پر ایک داسی نے کہا۔

گوبند دادا نے بابو کے سرھانے سے ایک خط پایا ہے۔ وہ خط آپ ہی کے لئے لکھا گیا ہے۔

شیام سندری۔ وہ خط کہان ہے۔

داسی نے دوپٹہ کے کونے سے ایک خط کھولکر شیام سندری کے ہاتھ مین دیا۔

شیام سندری لڑکھڑاتی ہوئی اپنے آرام کمرے مین آئی خط کھولکر پڑھنے لگی۔ لکھا تھا۔

شیام سندری!

مین خاطی ہون معصیت کی بھول بھلیون مین پھنس گیا۔ گناہ کی کیچڑ مین لت پت ہو گیا۔ تمھین اپنا منہ دکھانا امکان سے باہر ہو گیا ہے۔ اگر گناہ کے خط نقش لوح دلسے مٹ جائینگے۔ تو ممکن ہے تمسے ملنے کی نوبت آجائے مین نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ اس عذاب کا ثمرہ بہت بھیانک ہے۔ جب دل صاف ہو جائیگا۔ اُسوقت اپنی تمام روئداد کھولکر کہہ سکونگا۔ معافی مانگنے کی ہمت نہیں پڑتی کس منہ سے اپنی باوفا بیوی سے معافی کا خواستگار ہون

فقط۔ تمھارا

نریندر ناتھ

خط لئے ہوئے شیام سندری پلنگ پر بیٹھ گئی۔ حالت قابل افسوس تھی۔ معلوم ہوتا تھا ایک پتھر کی مورت بیٹھی ہوئی ہے۔ نہ بدن مین جنبش ہے۔ نہ ہاتھ پاؤن ہی حرکت کرتے ہین۔ وہ صُمٌ بُکمٌ کی حالت میں بیٹھی ہوئی خط دیکھ رہی ہے۔ کئی منٹ اسی حالت مین گذر گئے۔ اتنے مین اُسی کنیز نے پھر آکر ٹوکا۔

بہو جی! گوبند جی نے ایک اور خط دیا ہے۔

شیام سندری نے ٹوٹے لفظون مین کہا۔

لا - کہان ہین -؟

خادمہ خط دیکر چلتی ہوئی - شیام سندری اُس خط کو بھی کھولکر پڑھنے لگی -

اُس مین لکھا تھا -

میرے بزرگ میرے محسن شریان گوبند جی!

نمسکار کے بعد عرض ہی - مین آپ سی مل نسکونگا - کچھ دن کے لئے جنگل مین بیٹھکر دھونی رماؤنگا - اس دھونی رمانے سے فائدہ کیا ہی - یہ مین ابھی عرض نہین کرسکتا لیکن امید ہی آپ سمجھ لینگے - مین مغرور تھا - سمجھتا تھا دہرم کرم کا پورا سالک ہون - نیک و بد سمجھتا ہون - افعال قبیحہ سی گریز رکھتا ہون - خیر کیا کہون اب تو جو ہونی تھی ہوئی - ان باتون سی کچھ مطلب نہین مین کتنے روز تک اس حالت مین رہونگا - یہ نہین جانتا تاہم اپنی دلسے آپ کو اپنا غمگسار اور ہمدرد سمجھتا ہون میری اہلیہ دانتی بزرگ کی دیوی ہی آپ کے سپرد اُسکی دیکھ بھال ہی جسطرح ہو آپ اور ٹھکرائین جی اُسکو کسی بات کی تکلیف نہونے دینگے - اور ہرطرحکی خبرگیران رہکر اُسکے دل کو شانتی دین گے -

میری تمام جائداد منقولہ و غیرمنقولہ کی مالک شیام سندری ہی - جہان کہین لینا دینا ہی وہ واقف ہی - اور آپ بھی بہت کچھ جانتے ہین - میری بیوی پردہ نشین عورت ہی - وہ زمانے کی مکر و فریب سی واقف نہین لہذا اُسے کوئی ٹھگنے نہ پائے گھر کے تمام کاروبار ہین آپکی نگرانی ہوگی بلکہ بعض بعض کام آپکو خود کرنا پڑین گے - اب آپ فوراً اسیکے لئے مکان واپس جائین - فقط

آپ کا سیوک

نریندرناتھ

یہ خط بھی شیام سندری نے حرف بحرف پڑھ لیا - اس دفعہ اُسکی آنکھون مین پانی بھر آیا نریندرناتھ کے لکھے ہوئے دونون خطون کو سینے سے لگاکے شیام سندری پلنگ پر گر پڑی اور بہت دیر تک سرنیچا کئے روتی رہی - وہ سوچنے لگی -

"وہ لکھتے ہین مین خاطی ہون - اس سے تو ظاہر ہوتا ہی کہ ثواب کا نام عذاب ہوگیا ہی اگر ایسا ہے تو عذاب کرنا ہی دیوتاؤن کا عین فرض ہی - کیونکہ نریندرناتھ نے آجتک بجز ثواب کے کبھی کوئی عذاب نہین کیا - اور اس ثواب کو وہ عذاب سمجھنے لگے ہین - بس

صورت ہی عذاب ہے۔ جو جھوٹ بولنا نہین جانتے جو رحم کی مجسم تصویر ہین۔ جنھین حواس خمسہ پر قابو ہے۔ جو بد نظر سے کسی کو دیکھتے ہی نہین۔ عورتین جنکی نگاہ مین مان بہنین ہین۔ ایسے دھار مِش اپنے کو پاپی سمجھین۔ ممکن ہے انھین اپنی ذات پر کچھ شک ہوگیا ہے ممکن ہے کہ کوئی اچھا کام کرتے کرتے انھین بُرا معلوم ہوا ہے اور وہ اسے عذاب سمجھنے لگے ہون۔ مگر میرے خیال مین قطعی غیر ممکن ہے اگر اندر۔ چندر۔ بایو۔ برن بھی اس بات کی گواہی دین کہ نرنیدر کا چال چلن خراب ہوگیا ہے۔ نرنیدر ناتھ خود پرست مغرور اور بدچلن ہوگیا ہے۔ تو مجھے یقین نہین آئیگا۔ مین ایسے گواہون کو بالکل لغو اور جھوٹ سمجھونگی۔ اگر سو برہ بھگوان بھی شہادت دینے اُتر آئین اور کہین نرنیدر ناتھ ادھرمی اور کلنکت ہے تو مین کہونگی تمہارا دماغ خراب ہوگیا ہے تمہاری عقل دیمک چاٹ گئی ہے۔ تم بوڑھے ہو جھوٹ بکنا چھوڑدو۔ اپنی ڈیوٹی بجانے کے مستحق نہین۔

دیوانیون کی طرح شیام سندری اٹھکر کھڑی ہوگئی اور کمرے میں ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر گشت لگانے لگی۔

ٹہلتے ٹہلتے طبیعت کی سنسناہٹ دماغ کا ضعف ترقی کرنے لگا دل بیٹھنے لگا۔ لشکر رنج و غم کی چڑھائی اس بیچاری کے دل پر ہونے لگی۔ صبر و قرار مین بھگدڑ مچ گئی تمناؤن کا لٹا ہوا قافلہ سامنے کھڑا ہے یاس و ناامیدی کی نئی نئی شکلیں سوگوار صورت مین ایستادہ ہین۔

گھومتے پھرتے کچھ دیر یون بھی گذر گئی۔ دفعتہً اسکی نظر ایک چھوٹے سے فوٹو پر پڑی دیوار مین سنہرے چوکھٹے مین جڑا ہوا ایک فوٹو لٹک رہا تھا۔ اوس فوٹو مین نرنیدر ناتھ کی تصویر تھی۔

شیام سندری اس تصویر کے قریب گئی اور دیر تک دیکھتی رہی پھر بولی۔

یہ تصویر تو میرے پیارے کی ہے۔ دیکھو کیسا میانہ قد تیر کے مانند سیدھا ہے۔ اعضا کیسے سڈول ہین۔ چہرے کی شباہت اور بالون کی صفائی بھی خوب دکھائی گئی ہے آنکھین کیسی بڑی اور چمکدار ہین۔ ہا! کیا یہ بھولی بھالی شکل پاپی بن گئی۔ نہین نہین نرنیدر ناتھ تمھین شک ہوگیا ہے۔ دیوتاؤن کے بھی خیالات بدل جایا کرتے ہین۔

شیام سندری نے تصویر ہاتھ مین لیلی اور سینے سے لگاکر کہا اچھا تم گناہ گار ہی صحیح اس سے نقصان ہی کیا ہے - مین تو آپ کو پاک و صاف ہی سمجھتی ہون آپ چاہے لاکھ کہین مین معصیت کی بھول بھلیون مین پھنس گیا ہون مین خطاوار ہون مگر مین آپ کو دیوتاؤن کی طرح پاکیزہ نفس جانتی ہون اور ہمیشہ جانتی رہونگی میرا فرض ہے آپ کے قدمون کی پرستش کرون آپ کی خاک پا لیکر آنکھون سے چڑھاؤن اور چرنامرت سے اپنا حلق ترکرون - اگر آپ اپنے کو پاپی سمجھتے ہین تو مین اپنے دھرم کے خلاف کیون قدم رکھون - پیارے! آپ کو بغیر دیکھے بہت دن ہوگئے - جی بھر کے آپ کی سیوا بھی نہین کی - پھر تمہین بتاؤ یہ دکھیا بغیر آپ کے کس طرح زندگی کے دن کاٹ سکتی ہے - فوٹو ہاتھ مین لئے شیام سندری پھر پلنگ پر آکے بیٹھ گئی - اسوقت اسے اپنے تن بدن کا بھی خیال نہ تھا - بالکل بے خبر تھی - اتنے مین ایک عورت نے آہستہ آہستہ اسکے کمرہ مین قدم رکھا - لیکن شیام سندری اپنے خیال مین کچھ ایسی مستغرق تھی کہ عورت کا آنا اسے بالکل محسوس نہوا -

شیام سندری محویت کیحالت مین بک رہی تھی شائد پران ناتھ تم مجھ سے ناراض ہوگئے ہو کیونکر کئی دنون سے اس داسی نے تمھاری خدمت نہین کی تھی - کیا اس لئے مجھے دوکھی ٹھکرا کر کشیدہ ہوگئے اور پھر پشیمان ہوکر خط لکھ مارا - مین پاپی ہون اس لئے منھ دکھانا نہین چاہتا - لیکن مہاراج! آپ نے خود مجھے اس بات کی تعلیم دی تھی کہ دوسرے کے ساتھ بھلائی کرنا انسانی ہستی کا فرض ہے پھر مین آپ کے اسکھلائے منتر پر اگر عمل پیرا ہوئی تو اسمین میرا کیا قصور ہے - ناتھ! معاف کرو - اب مین ایسی بات کبھی نہ کرونگی جس سے آپ کے دل کو صدمہ پہونچے -

شیام سندری کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے - جس عورت نے اس کمرے میں قدم رکھا تھا - وہ کوئی غیر نہ تھی رمبھا تھی - رمبھا نے شیام سندری کی کل باتین سن لین - اوسکی بیتابیان اور اشکباریان دیکھکر رمبھا کا دل کھل اُٹھا - وہ دل ہی دل مین سوچنے لگی -

"ابھی تھوڑی سی کمی ہے - بھگوان! انھین اسی طرح تمام عمر رلاتے رہین" یہ کیا ہوا؟ بابو بغیر کسی کے کہے سنے کہان چلدیے - مجھ سے تو انھون نے کچھ بھی

نہین کہا۔ معلوم ہوتا ہے یہ واقعہ اسی لئے پیش آیا ہے شاید آج ہی رات کو وہ سب مجھے یہاں سے لیجائیں۔ غرض آج مجھے بھی تیار ہو جانا چاہئے۔

شیام سندری۔ پھر اودھر کھڑی ہوئی دیکھا رمبھا سامنے استادہ ہے حیرت سے پوچھا! کتنی دیر سے یہان آئی ہو۔

رمبھا نے جواب دیا۔

ابھی آئی ہون۔ کیا ہوا بجابھی تم کیون رو رہی ہو کیا ابھی تک بھیا نہین آئے

شیام سندری نے ہاتھ کے خطوط اور فوٹو کو صندوق مین بند کر دیا اور کہنے لگی۔ کیا بتاؤن۔ ابھی تک کچھ بھی خبر نہین۔ البتہ تم کئی روز سے انکی خیر صلاح رکھتی ہو۔ کچھ بتا سکتی ہو۔ بھلا تم نے کبھی انکو افسردہ دیکھا تھا۔

یہ کہکر شیام سندری نے نہایت عاجزی اور انکساری سے رمبھا کا ہاتھ پکڑ لیا۔ رمبھا سمجھی۔ بھگوان سیدھا ہے۔ آج جنکی خبر پانے کے لئے ہاتھ پکڑے جاتے ہین الیشور چاہیگا کچھ دنون بعد پاؤن چومنے کی نوبت آئیگی۔ ظاہر مین رمبھا نے جواب دیا۔ ایکدفعہ نہین۔ کئی دفعہ دیکھا ان کے چہرے پر وہ آب و تاب نہین رہی۔ مرجھایا ہوا ہے لیکن اس کی فکر مین ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔

پھر دل مین سوچی۔ بات درست ہے جو عورت سمجھتی ہے شوہر مجھے بہت پیار کرتے ہین ا یہ میرے ہین اسکی یہی حالت غیر ہوتی ہے آخر مین اوسکو ایسی ہی سزا ملتی ہے۔

یہ کیا۔ رمبھا کا یہ جواب کیسا۔ کیا اس سے کچھ مشورہ ہوا ہے۔ کیا نریندر ناتھ اسکی صلاح سے نکل کھڑے ہوئے ہین۔

شیام سندری نے پھر پوچھا۔

معلوم ہوتا ہے تم اس بارے مین بہت کچھ جانتی ہو اچھا مجھے اور کسی بات سے سروکار نہین۔ لیکن تمہارے پانون چھوتی ہون میری نندجی! اگر تم جانتی ہو تو صرف اتنا بتا دو وہ آجکل ہین کہان۔

یہ کہکے شیام سندری نے لپک کے رمبھا کے پانوں پکڑ لئے رمبھا نے کہا۔

مجھے معلوم تو نہین ہے۔ لیکن جاننے کی کوشش کرونگی کوشش کرنے سے یقیناً خبر مل جائیگی۔ تم اطمینان رکھو۔

شیام سندری اوٹھ کھڑی ہوئی۔ رمبھا تلاش کرگئی اور مجھے خبر دیگی لیکن کس طریقے سے
تلاش کریگی اُسے یہ نہین معلوم ہوسکا رمبھا نے کچھ کہا ہی نہیں بلکہ ناک بھون سکوڑ
کے باہر چلی گئی۔

باب ۱۸ اٹھارہوان

راگھو پور مین نبج ہر کے مکان پر آج ایک چھوٹی سی سبھا منعقد ہوئی ہے۔
اس سبھا کا منشا کسی ملکی کاروبار یا انتظامی حالت مین سرگرمی دکھانیکا نہین ہے کسی مذہبی
قومی کام کی درستی کے لئے بھی نہین قائم ہوئی ہے محض اس لئے بیٹھک ہوئی ہے۔ کہ
نریندر ناتھ اور اس کے حامیون کو اندرونی تکلیفین پہونچائی جائین جن کے اثر سے
وہ اس سرزمین کو تلانجلی دیکر بھاگ کھڑے ہون۔

سبھا مین اور سبھاؤن کی طرح پان سگرٹ یا حقہ پینے کی ممانعت نہین ہے۔
یہان کا ہر ایک لکچرار اور ہر ایک ممبر بغیر چلم پر دم لگائے کچھ کر ہی نہین سکتا۔ لکچرار بڑے
گویا مین برٹولستان ہین۔ ایک آدمی کی بات روک کر دوسرا آدمی اپنا گلا پھاڑنے کو طیار ہے
ایک ساتھ دو تین آدمیون کی گفتگو سے وہ غل شور ہے کہ بات سمجھنا محال ہے اُدھر کوئی
شخص اپنی ہانک رہا ہے ادھر دوسرے نے دھمکا کر اوسکی زبان پکڑ لی اور اپنا راگ
الاپنا شروع کردیا۔ اس طرح اس سبھا مین گلمنجب ہورہی ہے۔ گویا الولے کا میلہ لگا ہوا
ہے۔ حاضرین پیال پر بیٹھے ہوئے ہین۔ صدر اعلیٰ نبج ہر ایک چٹائی پر رونق افروز
ہین۔ سر پر گاڑھے کا چھوٹا سا انگوچھا پڑا ہوا ہے سامنے چٹائی پر ایک اور برہمن بیٹھا ہوا ہے
پیال کے پاس ہی آگ سلگ رہی ہے تارا چند کیسرا چلم جما رہا ہے۔ اُسی کے قریب
چندر ناتھ بسو زمین ہی پر زانو توڑے براجمان ہے۔ کچھ فاصلے پر ایک ملاح زمین پر ہاتھ
ٹیکے بیٹھا ہے۔

چندر ناتھ بسو نے کہا۔

ابتک تو بات پر پردہ پڑا ہوا تھا لوگ جانتے نہ تھے۔

راچند کیسرا (بیچ ہی مین بول اُٹھا)۔ پردہ پڑا ہوا تھا لیکن ہم تو پہلے ہی سے جانتے
تھے کہ معاملہ گڑبڑ ہے۔ مگر ڈر کے مارے زبان سے نہین نکالتے تھے۔ آجکل

وہ جاترا کے بہانے سے پردیس چلا گیا ہے اسی سے تو اتنا طومار کھڑا ہو گیا ہے جو برہمن شریان صدر جلسہ کے روبرو بیٹھا ہوا تھا اس نے ہاتھ پٹک کر کہا۔

ڈر کسکا تھا یہ تو بتایا ہی نہیں۔ صاف صاف تو یوں ہے۔ نریندر ناتھ نے چمار بھنگیوں کو ڈرا دھمکا کے دس روپیے پیدا کیے ہیں ہم تو ایسا نہیں کر سکتے ڈر۔ ڈر۔ ارے ڈر کسکا۔ ڈر دھرماتما کا ہوتا ہے پاپیوں سے بھی کبھی کوئی ڈرتا ہے۔ ڈریں وہ جو اس سے کچھ امید رکھتے ہوں یا اسکی مدد سے انکا پیٹ پلتا ہو۔

ناظرین یہ یاد رکھیں۔ یہ برہمن ہمیشہ کسی نہ کسی ضرورت سے نریندر ناتھ کے پاس جایا کرتا تھا۔ اور لسانی دکھا دکھا کے کچھ نہ کچھ ان سے لے مرتا تھا۔ یہاں تک ان کے طفیل سے اوس حرام خور کے کچھ دن کٹ جاتے تھے۔

جب سے نریندر ناتھ تیرتھ جاترا کو گئے ہیں اس کور نمک کو کچھ ملا نہیں اسی سے اس کے غصہ کا دروازہ کھل گیا۔ ساری بھڑاس نریندر ناتھ پر نکالی جو شخص جس سے اس کے حواشیونکو فائدہ پہونچتا ہو کہیں باہر چلا جائے اور اپنے دست نگر لوگوں کا کچھ انتظام نہ کر جائے وہ خواہ مخواہ گالیوں کا نشانہ بن جاتا ہے۔

برہمن کی اسپیچ ختم ہونے کے پہلے جج ہر کے بدن میں آگ لگ گئی وہ سنبھل کے بیٹھ گیا اور بولا۔

سوائے گوبند کے اور اسکا اس گانوں میں دست نگر کون ہے وہ لالچی ہے اسی لالچ سے وہ نریندر ناتھ کی خوشامد کرتا ہے اور انہیں دیوتا بناتا ہے نریندر ناتھ بھی کبھی کبھی دو چار آنے دے نکلتے ہیں لیکن ہم بے غرضی تو اس کے سامنے ہاتھ پھیلانے کے نہیں۔ اور کسی سے کچھ چاہنا یا ہاتھ پھیلانا تو ہم لوگ بڑا عیب سمجھتے ہیں۔ آجتک نریندر ناتھ نے کہاں کبھی سخاوت دکھائی۔ کوئی بھی ثواب کا کام کیا۔ بلکہ پرائی بہو بیٹیوں کو تاکنا اور انکی عصمت دری کرنا ہی انکے خیال میں بڑا ثواب کا کام ہے۔ جب انہوں نے رمبھا پر ڈورے ڈالنا شروع کیے اور دیکھا راگھوپور میں دال گلنے کی نہیں بس تیرتھ جاترا کی ٹھان لی اور اپنے گھربار کے ساتھ ہی رمبھا کو بھی ساتھ لیتے گئے۔

یہ سنکر دور بیٹھا ہوا ملاح بول اوٹھا۔

چاچاجی! یہ بات تو آپ ہی کے منہ سے آج سُننے مین آئی نریندر ناتھ بابو دیوتا ہین ۔ ہم تو زیادہ جانتے نہین ۔

لوگ کہتے ہین عورت اور خاندان کو چھوڑ کر نریندر ناتھ بابو رمبھا کو لئے ہوئے پریاگ سے بھی بھاگ گئے لیکن مین یقین نہین کرتا لوگون کے من کی بات پر ماتما جانے

چندر بسو نے کہا۔

تم تو بیٹا! معاف ہی کرو ۔ جب تم سب کیفیت جانتے ہی ہو تو اورون کے کہنے کی کیا ضرورت ۔

چندر بسو کی بات ابھی ختم ہونے نہ پائی تھی کہ برہمن دیوتا چلا کر بول اُٹھے ۔

حرام زادہ پورا گنوار ہے شاید تجھے وہ بدکار ابھی تک منی آرڈر بھیجتا ہے ۔ بجھ ہر ۔ ابے ۔ تیری لگائی ابھی جوان ہے ۔ دیکھنا کہین نریندر ناتھ کی نظر نہ پڑ جائے ورنہ لگائی سے بھی ہاتھ دھونا پڑیگا ۔

ملاح نے منہ نیچا کر لیا ۔

تاراچند بولا ۔

ان بیچارے گنوار کے مُنہ کیون لگتے ہو ۔ ؟ وہ گنوار ہے ہمین یہ سنکر اطمینان ہو گیا کہ مقدمہ تمہارے ہی موافق ہے ۔

برہمن ۔ ہان ۔ ہم یہ زور دیکر کہتے ہین کہ بجھ ہر دیاشہ کے مقدمے پر ذرا بھی آنچ نہین آ سکتی کیونکہ چندر شیکھر نے جھوٹا دعوی کیا ہے یہ بات کون نہین جانتا ۔

چندر ناتھ بسو نے کہا

درست ہے ۔ یہ ہم مانتے ہین کہ چندر شیکھر کے باپ نے پردیس مین خوب روپیہ پیدا کیا ۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ کبھی کبھی وہ یہان بھی روپیہ بھیجدیا کرتا تھا لیکن یہ جائداد کس نے خریدی ؟ اس گاڑی بھر خاندان کی پرورش پرداخت کس نے کی ۔ ہر بجھ رائے ہی نے تو ۔ ایسی حالت مین ایک بیوقوف کے کہنے سے اپنے چچا پر دعوی دائر کرنا کیا چندر شیکھر کو مناسب تھا ۔

تاراچند بولا ۔

" توبہ توبہ ۔ ان لوگون کو مطلق دھرم کا پاس نہین ۔ کلجگ اسی کو

کہتے ہین - بھائی صاحب یہ کلکائی ہے - ہان تو رویداد مقدمہ کسطرح اپنے موافق ہوئی -

برہمن بولا - موافق ہونے کی وجہ ابھی ٹھیک طور سے نہین کہی جا سکتی - ہان یہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ اِس مقدمہ کی رویداد اچھی ہے حالانکہ حاکم کی باتون سے معلوم ہوتا ہے وہ رویداد کے خلاف مقدمہ فیصلہ کرنے والے ہین -

بجھ ہر کی زبان سے نکلا - اسوقت معاملہ حساب دکھلانے پر رُک گیا ہے - کاغذ پترون ہی سے کام لیا جائیگا - اس مرتبہ گواہون کی زیادہ ضرورت نہین -

چندر دیو بولا - کاغذ پترون کی تو کوئی چندان فکر نہین ہے - ہر کچھ رائے دھرما تما پُرش ہین - جوگن بابو نے محنت و جانفشانی سے کاغذ بنانا شروع کر دیا ہے - کاغذ بنانے کا کام کوئی زیادہ مشکل نہین ہے - ہم سے کہو تو ایسے ایسے سیکڑون ہوائی کاغذ طیار کردین - حاکم سالا سر پٹک پٹک کر مر جائے - ممکن نہین کسی جگہ گرفت ہو سکے یا کوئی غلطی نکل آئے - مین نے بیسیون ترکیبین جوگن بابو کو بتا دی ہین - وہ میری بتائی ہوئی ترکیبون سے کام کر رہے ہین - کچھ خوف کی بات نہین ہے -

اس اثنا مین جوگن بابو بھی آدھمکا - اُسے دیکھتے ہی بجھ ہر کی زبان سے نکلا - آؤ بیٹا آؤ - تم بڑے خوش قسمت ہو - ابھی تمھاری یاد ہی ہو رہی تھی - بڑی عمر ہے تمھاری -

جوگن بابو نے پیال پر بیٹھکر لب کشائی کی - یہ چاچا جی ! نئی خبر سُننے مین آئی ہے - بابو جی رمبھا کو لیکر چمپت ہوگئے - آج گوبند جی بھورانی اور سب پر دار کو لیکر پلٹ آئے ہین -

جیتے بیٹھے ہم آدھا ہوکر بول اُٹھے کب آئے اور رہین کہان -

جوگن - ابھی ابھی آئے ہین - گاڑیون سے اسباب اُتر رہا ہے -
نِجھہر - پلٹ نہ آتے تو کرتے کیا؟ انھون نے سمجھ لیا کہ نریندر ناتھ رمبھا کو لیکر بھاگ ہی گیا اُسکی واپسی کی امید نہین - اچھا اس خرانٹ سے بھی کچھ گفتگو ہوئی -
جوگن - کچھ نہین - وہ بڈھا بقول تمھارے پورا خرانٹ ہے - کچھ بتاتا ہی نہین برھمن دیوتا اونٹھ کھڑے ہوئے اس کے ساتھ ہی وہ ملاح بھی سلام کرکے رخصت ہوا -
چندر بسو بولا -
نریندر ناتھ کے ایک چوکیدار سے اور مجھ سے بڑی دوستی ہے - جاتا ہون اس سے صاف صاف حال معلوم ہو جائیگا -
یہ کہکے وہ بھی کھسک گیا - جوگن بابو ایک لمبی سانس لیکر بولا -
میری تو امید ٹوٹ گئی ساری محنت اور جانکاہی پر اوس پڑ گئی -
نِجھہر - کیسی اُمید ٹوٹ گئی کس کے لیے محنت اور جانکاہی اُٹھائی -
جوگن - کیا کیون - مجھے تو اپنی زندگی وبال ہو رہی ہے -
نِجھہر - معلوم ہوتا ہے رمبھا کے گم ہو جانیکا افسوس ہے - اسکی فکر کیون کرتے ہو - تمھاری اُمید پوری ہو گی تم بڑے اچھے لڑکے ہو -
جوگن - یہ للو پتو کی باتین ہین - جب گھر چھوڑ کر وہ پاجی اُسے لیکر بھاگ گیا تب یہ اُمید کب ہو سکتی ہے کہ رمبھا اپنے ہاتھ لگ جائیگی -
نِجھہر - دن دوپہر کا پاپ کہین چھپ سکتا ہے - اسطرح کی حرکتین کیا گاٹون والے سہہ سکتے ہین - یہ ٹھیک ہے کہ جوانی دیوانی ہوتی ہے - لیکن نریندر ناتھ کی طرح کسی گئے گذرے سے بھی یہ حرکت نہین ہو سکتی - ہمین کیا جوانی نہین آئی کیا ہم پاک صاف ہین - تاراچند تو ہماری حالت سے واقف ہین -
تاراچند - رانی دھوبن کے بارے مین کہتے ہو نا - ہر ایک شخص اپنی معشوقہ کو جان سے زیادہ پیار کرتا ہے - دنگا فساد بھی ہوتا ہے - مگر بھائی تمھاری معشوقہ تو قیامت کر دیتی تھی - خیر - تم نے اُسکے ساتھ خوب گلچھرے اُڑائے

اسے کون نہین جانتا۔
نجھ ہر۔ یہی تو مین بھی کہتا ہون۔ ہر ایک آدمی اپنی چہیتی سے محبت کرتا ہی کرتا اور جھگڑتا بھی ہے۔ لیکن اتنی زیادتی بھی نہین دیکھی۔
تاراچند۔ رام رام کہو بھائی اتنی زیادتی کون کرسکتا ہے تم اپنے آپکو نہین دیکھتے۔ جب زیادہ گلخپ ہونے لگی تم نے بھی آمد و رفت کم کر دی اکثر تو تم رات رات بھر وہین رہتے تھے۔ وہین کھاتے تھے وہین سوتے تھے۔ گھر کی فکر کچھ بھی نہ تھی۔ ان کل باتون کی حقیقت کوئی ہم سے پوچھے۔
نجھ ہر۔ بھائی۔ عزت حرمت کا خیال سب کو دامنگیر رہتا ہے۔ زیادہ بڑھانے سے بھی کام بگڑ جاتا ہے۔ ہر ایک کام خوب اطمینان سے کرنا چاہیے
جوگن۔ چچا! آجتک آپ مجھ دم دلاسے مین رکھتے آئے ہین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ جب آپ کے کاغذات طیار ہو جائین گے۔ اور مقدمہ مین کامیابی ہو جائیگی اسوقت مجھے دھتا بتائین گے۔ کاغذ کی درستی اور مقدمہ کے فیصلے تک آپ میرا دل ہاتھ مین لئے رہین گے۔ لیکن یہ انسانیت کے خلاف ہے آپ بھروسا دیکر مجھ سے اپنا کام نکلوانا چاہتے ہین۔
تاراچند۔ ڈرو مت بیٹا! آجکل مچھلی ایک بڑے جال مین پھنس گئی ہے کچھ دن بعد یہ شکار اپنا ہی سمجھنا مین نے اتنی عمر مین نہ جانے کتنی وار داتین اسی قسم کی دیکھ ڈالی ہین۔ رمبھا بیشبہ تمھاری ہوگی۔ ذرا صبر کرو۔ اچھا ہی نتیجہ نکلیگا۔

صبر تلخ است و لیکن بر شیرین دارد

نجھ ہر۔ سیٹھ جی کا فرمانا درست ہے۔ ذرا قلب کو تسکین دو۔ اور اطمینان کے ساتھ بیٹھے رہو۔ ضرور تم اپنے مقصد مین کامیاب ہو گے۔ اسمین شک نہین۔ خیر چلو گوبند جی کے پاس چلکر اس معاملہ کی ٹوہ تو لین۔ دیکھین کیا کہتے ہین۔
جوگن۔ تم جانا چاہتے ہو تو جاؤ۔ مگر مجھے معاف ہی رکھو۔ میری اب ادھر ادھر قدم رکھنا نہین چاہتی اور میرے ساتھ چلنے سے بڑھے کے اور کان کھڑے ہو جائین گے۔ جو کہتا بھی ہو گا نہ کہیگا۔

تاراچند۔ اچھا۔ ایکدفعہ دیکھنا ضرور چاہئے۔ یہ کہکے تینون شخص وہان سے چلدئے۔

باب ۱۹ اونیسوان

چندر شیکھر بڑی قباحت مین پھنس گیا۔ بہت دنون سے نریندر ناتھ نے کوئی خط ہی نہین بھیجا۔ حالانکہ چندر شیکھر نے خطون کی ڈاک ٹھال دی مگر ایک کا جواب نہ ملا۔ نریندر ناتھ ہی نے مقدمہ کے بارے مین کل انتظام کئے تھے پھر بھی اُن کے نہونے سے چندر شیکھر کو مقدمہ مین پیروی کرنے کی جرأت نہین پڑتی تھی۔ اسکا سینہ شگاف ہوا جاتا ہے۔ گانْون والے بدخبرین اُڑاتے ہین۔ سنتے سنتے کلیجہ پھٹ گیا۔ ہر شخص کی زبانی نریندر ناتھ کی برائیان ہی سننے مین آئی ہین۔ دن رات ٹھٹھکے اڑا کرتے ہین۔ جہان دیکھو اسی قسم کی چمیگوئیان ہو رہی ہین۔ کوئی چندر شیکھر کو لعنت ملامت کرتا ہے اسے کیا سوجھی جو نریندر ناتھ کے کہنے پر مقدمہ دایر کر دیا۔ غرضکہ چارون طرف برائیون کا بازار گرم ہے

چندر شیکھر خوب جانتا تھا نریندر ناتھ دھرم کرم کے پابند سچے آدمی ہین۔ کبھی کسی برے ڈھرے پر قدم نہیں رکھ سکتے انکے عمدہ خصائل اور پاکیزہ نفسی پر کبھی بانی نہین پڑ سکتا۔ اس دیوتا سروپ نریندر ناتھ کی غیبت سنتے سنتے چندر شیکھر کے دل مین گہری چوٹ پڑتی تھی وہ سوچتا تھا مقدمہ مین وہی ہوگا جو شدنی ہے۔ شدنی کبھی ٹل نہین سکتی۔ لیکن اسوقت نریندر ناتھ کو تلاش کرلینا اور انہین زمین کے پردے سے نکال لا[نے] ہی مین اپنی شانتی ہو سکتی ہے۔ وہ اسطرح کے خلفشار مین الجھا ہوا رات دن ہاتھ پاؤن پٹکتا رہتا تھا۔ اتنے مین گوبندداس نریندر ناتھ اور رمبھا کو چھوڑ انکی عورت اور خاندان والون کو ساتھ لے گھر واپس آگئے اس خبر کے پاتے ہی چندر شیکھر گوبندجی سے ملا۔ ملاقات ہونے [پر] بہت سی خفیہ باتین ظاہر ہوئین۔ لیکن رمبھا اور نریندر ناتھ کدھر چل دئے

یہ معلوم نہو سکا۔ گو اس نے گو بند بابو کے زبانی نریندر ناتھ کی شکائیتین سنیین۔ تاہم اُسے یقین نہوا۔ وہ سمجھتا ہے جسطرح گانون والے افواہین اُڑا رہے ہین۔ یہ بھی افواہ ہے۔ کیونکہ گو بند جی بھی خود اچھی طرح اس تہ کو نہین پہونچے تھے کہ واقعی نریندر ناتھ رمبھا کو لیکر بھاگ کھڑے ہوئے

چندر شیکھر کا دل بول رہا ہے ہو نہو نریندر کسی آفت مین پھنس گئے ہین۔ ایسی حالت مین اُنکی مدد کرنا چندر شیکھر اپنا فرض سمجھنے لگا جسطرح ہو اس سخی عادل اور منکسر المزاج شخص کا پتہ لگانا چاہیے۔

دوسرے روز چندر شیکھر کی مصیبت نے اور خوفناک صورت اختیار کرلی صبح سے اُسکا چھوٹا بھائی بخار مین مبتلا ہو گیا۔ دوپہر کے وقت حرارت اور تیز ہو گئی۔ چندر شیکھر کے پاس دولت نہین کوئی مدد کرنیوالا نہین۔ بیکسی اور بیزری کے عالم میں کچھ سوچ کر اسے اپنے چچا بھج ہر کے پناہ لینا پڑی بھج ہر چچا کو اس کے نام سے نفرت تھی صورت دیکھتے ہی اور بدن مین آگ لگ گئی۔ اسوقت بھج ہر اور جوگن ساتھ بیٹھے ہوئے کاغذون کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ پاس ہی چندر ناتھ لسو بیٹھا ہوا سلفہ اڑا رہا تھا۔ بھج ہر کہہ رہے تھے ٹھیک ہے بیٹا ٹھیک ہے۔ اور دس پانچ تاریخوں کا حساب بنالو۔ پھر تو کچھ کہنا ہی نہین سمجھ لو ہمارے ہی پو بارہ ہین تو

جوگن بابو بولا۔

کوئی اندیشے کی بات نہین چچا۔! آپ خاطر جمع رکھین مین اُنکو بھی ختم کر دونگا۔ اُس کے بعد میری خواہش ہے اس دیش کو چھوڑ دون کسی دوسرے دیش مین جا کر رہون۔ کیونکہ اب یہان میری طبیعت نہین لگتی۔

بھج ہر۔ رمبھا کے لئے کچھ فکر نہین بیٹا۔ ایکدن اُسے اپنے گھر مین دیکھنا کچھ ہم پاپی گنہگار تو ہین نہین ضرور دیوتا ہماری مدد کرینگے۔

چندر ناتھ - لیکن دوست مجھے تو شک ہے کہ نریندر ناتھ یہاں پلٹ کر بھ
اڑے -

جوگن بابو چونک اٹھا - جواب دیا -

پھر کیا ہوگا - چچا کیسا دھوکا دیا - اب مین جاتا ہون سمجھا تھا آپ
پیچھے مقدمہ لگ گیا ہے آپ پر آفت آئی - لاؤ آپ کا کام کر دون - لیکن
معلوم ہوا آپ مجھے صرف سبز باغ دکھلا کر ابتک بہلاتے رہے ہین - خیر
اب تو نجات دو -

چندر ناتھ - یہ نہین ہو سکتا - مقدمہ کی پیشیان ختم ہونے تک ایک دن کیلئے
بھی تمھین چھوڑا نہین جا سکتا - کاغذون کی تصدیق تمھین کرنی پڑے گی بغیر
تمھارے کچھ بھی نہو سکیگا -

نبج ہر - کیسے شخص ہو - تمھین میری بات کا یقین نہیں - صریحاً کہہ چکا
ہون کہ رمبھا کسی غیر کی نہیں تمھاری ہی ہے وہ تمھیں جسطرح ہوگا دلا
جائیگی - اسکے لئے بہت سے ترکیبین سوچ لیگئی ہین - تاہم غور کرنیکی بات
ہے جب تم میرے لئے اتنی زحمت اٹھا رہے ہو تو مین کیا تمھارا یہ ادنیٰ سا
کام بھی نہین کر سکونگا -

اتنے مین عجیب تماشا نظر آیا - سبھون نے دیکھا ایک کنگالا دانت
نکالے - سڑن سودائین کی طرح بک بک کرتی - ہاتھ مٹکاتی - کولے جھاڑ
نبج ہر کی بیٹھک کے سامنے آ کے کھڑی ہوگئی - پہچانا - کون ہے
یہی رمو دھوبن ہے کئی روز سے رمو دھوبن کا دماغ خراب ہوگیا ہے
اس بات سے تمام گاؤن واقف ہے اسے کوئی مرض نہین نہ وہ لاغر
نحیف ہے - وہ چلتی پھرتی ہے - لیکن اسے تن بدن کا ہوش نہین رہتا - وہ
سر بازار برہنہ ہو جاتی ہے - گالیان بکتی ہے - لوگ سمجھے ہین پاگل
ہے - کوئی اس سے مخاطب نہین ہوتا - آج نبج ہر کی بیٹھک پر آئی ہے کھڑی
ہوئی ہر ایک کا منہ تک رہی ہے - اسکے پیچھے دس پندرہ آدمی اور
آ کر کھڑے ہوگئے -

رمو بولی -

بجّا میان! اب تم ہمارے گھر نہین آتے - ایکدن وہ تھا بغیر دیکھے

سیرے چین نہ پڑتا تھا - اور آج اتنی لاپروائی -

رمو ہاہا کر کے ہنسنے لگی - جو لوگ کھڑے تھے کہنے لگے - سڑن ہوگئی

ہے تو کیا ہوا بات پکی کہتی ہے -

بجھ ہر نے سوچا یہ بلا کہان سے آئی - دھمکیان دیکر بھگا دینا چاہیے تیز

آواز مین کہا -

کیون ری سڑن یہان کیون آئی - جا بھاگ جا رانڈ کہین کی فساد

مچانے آئی ہے -

رمو نے پھر ایک قہقہہ لگایا اسکے بعد اپنے جسم کو بغور دیکھا مانگ

چوٹی سنبھال کر بولی -

رانڈ! اب مین رانڈ ہون سڑن ہون - لیکن بجہ! رمو ہمیشہ سے رانڈ نہین تھی

کچھ یاد ہے - کسطرح میری خوشامد کرتے تھے پانون چھوتے تھے - کیون

اُس دن کی بات یاد نہین آتی - جب میری تھالی مین ایک ساتھ کھانا

کھایا کرتے تھے - مین اُسوقت سڑن نہین تھی - مین جب کسی دوسرے

سے بولتی تھی - تم کہتے تھے کنوئین مین پھاند پڑونگا - اب مین رانڈ ہون

اب مجھے دھمکیان دیتے ہو - کہتے ہو بھاگ جا - ایسی نفرت ہوگئی - ایسی

بدشکل ہوگئی -

اپنے کرتوت سنکر بجھ ہر کی گردن نیچی ہوگئی - لاکھون گھڑے پانی سر

سے پڑگیا - لوگ ہنس ہنس کر بجھ ہر کی دلگی اڑانے لگے - وہ کچھ ایسا

کٹ گیا کہ آنکھ اُٹھانا دشوار ہوا - طیش سے مثل ماربل کھانے لگا -

پھونکار چھوڑتا ہوا بولا -

کیون ری حرامزادی - چھوٹا منھ بڑی بات جوتون سے تیرا منھ

لال کردونگا - دور ہو یہان سے -

یہ سنکر رمو نے قلانچ ماری اور دن سے بیٹھک کے اندر آتے ہی

ببھ ہر کا گلا پکڑ لیا۔ بولی۔ کیوں بے گدھے۔ محبت کا یہی نتیجہ ہے۔ مجھے حرامزادی کہتا ہے حرامزادہ تو تیرا باپ۔ موئے اب نہیں چھوڑونگی اور نہ جیتے جی یہان سے جاؤنگی۔ مرونگی بھی تو تیری چھاتی پر سوار ہونگی تجھے میرے ساتھ چلنا پڑیگا۔ کیون بیٹا میری بات پسند ہے۔ اب تو نہ بگڑ و گے۔ ہم تم بہشت مین رہینگے وہان کی ہوا کھائینگے۔ دن رات مزے اڑائینگے۔ مرینگے بھی تو ایک ساتھ مرینگے۔

ببھ ہر کے پاس ہی ببھ ہر کی عورت۔ لڑکی۔ نواسی اور پاس پڑوسی کھڑے تھے۔ سامنے اور تماشائیوں کا ہجوم لگ گیا تھا۔ رمو نے اس بڑھاپے مین ببھ ہر کی ساری عزت پر پانی پھیر دیا۔ آبرو خاک میں ملادی ببھ ہر چاہتا تھا اس پگلی کو کوئی پکڑ کر نکال دے اس نے دو ایک آدمیوں سے بھی کہا۔ لیکن کسی نے شنوائی نہ کی۔ رمو ببھ ہر کی چھاتی سے لپٹ گئی۔ اور خوب کسکر پکڑ لیا ببھ ہر ہاتھ سے چھڑاتا ہے زور دکھاتا ہے۔ رمو سے پیش نہیں جاتی۔ اور پیش کیا جائے خاک۔ وہ جوان جہان طاقتور۔ یہ کمزور سن رسیدہ ہاتھ پاؤن مین سکت نہین۔ ببھ ہر پریشان ہے۔ اب کسطرح اس کم بخت سے نجات ملے۔ ادھر ببھ ہر کی عورت خاوند کی طرف منھ پھیر کر سوچنے لگی۔

بھگوان! اس سہاگ سے تو رنڈاپا اچھا۔ لڑکی نے بھی مان کا ساتھ دیا۔ اور غور مین پڑ گئی۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس زندگی میں اب پتا جی کے شاید ہی درشن ہون۔ نواسی نے سوچا۔ نانا صاحب کو چھڑائے جاؤنگی تو یہ آفت میرے سر پڑ جائیگی۔

ہمسائے والون کو یہ دلگی تھی وہ خوش ہوتے تھے اور کہتے تھے اچھا ہوا کمبخت بڑا بدمعاش ہے۔ دھوبن سے دوستی کرنکا مزا تو چکھ لیا اسطرح ہر طرف سے ببھ ہر میان پر گالیوں کی بوچھار ہونے لگی۔ یہان یہ مذاق اڑ رہا تھا ادھر چندر شیکھر بادل غمگین تماشائیون کی بھیڑ کو چیر کر ببھ ہر کی بیٹھک مین آیا۔ چچا کی حالت دیکھکر اُسے بہت شرم

معلوم ہوئی - وہ دھوبن کے پاس جاکر بولا -
رمو! چھوڑ دو - چچا کو چھوڑ کر ہٹ جاؤ - ورنہ بُری بات ہوگی - رمو نے سر اٹھایا دیکھا سامنے چندر شیکھر کھڑا ہے رمو نے نج ہر کا گلا چھوڑ دیا اور بولی -
ببوا آگئے - تم میرے سونے کے چاند ہو - تمھارے حکم سے مین سبھی کر سکتی ہون - تم ہمارے سپوت ہو - یہ بڈھا بڑا بے ایمان ہے اِس نے جیسا میرے ساتھ کیا ویسا تمھارے ساتھ بھی - مین سب جانتی ہون - ایک دن وہ تھا جب بڈھا میرے پاؤنکو دھوکر آنکھون سے لگاتا اور پیتا تھا - آج ساہوکار بنتا ہے - دوسرونکا مال ہضم کرکے امیر بننا چاہتا ہے - مین تمھارے مقدمہ مین گواہی دونگی کچھ فکر مت کرو -
یہ کہکے رمو دھوبن زار و قطار رونے لگی اور پھر روتے روتے ایسی ہنسی کہ دیکھنے والون کے پیٹ مین بل پڑ گئے - چندر شیکھر نے کہا اب جاؤ - دیر ہو گئی - تمھارے گھر والے خفا ہونگے - رمو کھیسین نکالے وہان سے چلدی - ساتھ ہی تماشائی بھی ایک ایک کرکے کھسک گئے -
دنگا فساد دور ہوتے ہی چندر شیکھر نے کہا -
بڑی آفت آئی ہے - چچا معلوم ہوتا ہے ششو چھوٹا بھائی اب نہین بچیگا آج صبح سے بخار آیا ہے - اسوقت ۱۰۵ ڈگری پر نوبت پہونچ گئی ہے معلوم ہوتا ہے سرسام ہوگیا - ہیجان پڑا ہوا ہے ہذیان بکتا ہے - پاس ایک پیسہ بھی نہیں کہان سے علاج ہو - آپ ہی میرے بزرگ ہیں سوا آپ کے اور کس سے اپنا رونا روؤن -
نج ہر - ۱۰۵ ڈگری بخار ہوگیا ہے - مین اسکا کیا کر سکتا ہون اور تمھیں کس بات کی کمی ہے - معلوم ہوا اس بہانہ سے بھید لینے آئے ہو - رمو دھوبن کو تمھین نے بھیجکر میری بے عزتی کرائی -
چندر شیکھر بیچارہ خاموش بیٹھا سنتا رہا - چچا کی بات ختم ہوتے ہی اُس نے قدمون پر سر رکھدیا - اور کہا - چچا آپ ہی میرے حامی ہین

آپ ہی کی عنایت سے ابتک میری - میرے بھائی اور ماں کی پرورش ہوتی رہی - لڑائی ہو جھگڑا ہو مگر مین آپکو ہمیشہ ہر حالت مین اپنا مربی اور سرپرست سمجھتا ہون - میری چاہے آبرو پر حرف آجائے مجھے جسطرح چاہے لوگ بدنام کرین - سہ لونگا مگر آپکی بے عزتی اور غیبت دیکھنے سننے کی تاب نہین ہے ایسی حالت مین کیا مین آپکو رسوا کر سکتا ہون - میری مجال ہے - ایسی بات سننے سے پاپ لگتا ہے -

بجے ہر نے جھٹکا دیکر پائون الگ کرلیا اور ایک لات ایسی جمائی کہ چندر شیکھر قلا کھا کر زمین پر گر پڑا -

بجے ہر کی زبان کھل گئی تھی لگا بے نقط سنانے -

چل دور ہو - بدمعاش - مین تیری ایک بات بھی سننا نہیں چاہتا اور نہ تیری صورت دیکھنا چاہتا ہون کل کا لونڈا اور لگا مقدمہ بازی کرنے چچا کا مال ہضم کرنیکی نیت باندھی ہے - کیا تیرے باپ کی دھر دہر ہے - چل ہٹ - جا یہان سے خبردار اب یہان نہ آنا -

چندر شیکھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا سسکیان بھرتا ہوا بولا -

چندر شیکھر - تاؤجی بہت بڑی آفت ہے بجز آپکی ذات کے میری کوئی مدد نہین کر سکتا - آپ میری خطاؤن کو درگذر کردین اور میرے بھائی کی جان بچائین -

بجے ہر - لونڈے! مین تیری چالاکیان سمجھتا ہون جب دیکھا اس جھوٹے مقدمہ مین سراسر ہار رہی ہے تو میرے پاس آیا اور لگا معافی مانگنے - جا یہان سے مین ایسے بھرے مین نہیں آنیکا اور نہ تیری اس بناوٹی خوشامد پر رتبجھنے والا ہون -

چندر شیکھر - کیا مقدمہ میری ذات سے ہوا ہے شروعات تو آپ نے کی - اب چاہے شکست ہو یا فتح آپ چچا سے دوسرے نہین ہو جائینگے - اور جناب! اسوقت ان باتون سے مطلب ہی کیا؟ اب تو جسطرح ہو اپنی اولاد دشمنو کو بچانے کی فکر کیجئے -

زبج ہر۔ ہان جی اب ان باتون سے کیا مطلب؟ نالش ٹھونکتے وقت اس بات کا خیال نہ تھا۔ ابے لونڈے تجھ ایسے مکار خاندان کو ڈبونے والے سے تو جم راج بھی کانپتا ہے۔

اندر سے بجھ ہر کی بی بی نے آواز دی۔ یہان آؤ بیٹا! چندر شیکھر چچی کے پاس اندر گیا۔

بجھ ہر بولا۔ دیکھو بیٹا جوگن بابو یہ کیسا چالاک لونڈا ہے اسی حرام جادے نے بگلی کو بھیجا۔ ہلوگ کا غذ پتر طیار کر رہے ہین اسکا پتہ لگانے یہان آیا تھا چندر ناتھ۔ آپ خوب سمجھے ضرور اسی مطلب سے آیا تھا۔

جوگن بابو۔ ہان صاحب! آجکل کلجگ کا دور ہے۔ جبھی ایسے ایسے چالاک لونڈے سیدھے نبکر چچا کو الو بناتے ہین۔ اچھا اسوقت کاغذ کی دیکھ بھال بند کر دو۔ جو باتی ہین کل درست کر دئے جا ئینگے۔ بجھ ہر نے کاغذون کا مٹھا بناکر ایک صندوق مین بند کر دیا۔ پھر قفل لگاکر خود اندر گیا کہ چندر شیکھر کو مار پیٹ کر گھر سے نکال دے۔ ادھر بجھ ہر کی عورت اسے پانچ روپیہ دیکر کب کی رخصت کر چکی تھی اسی سے بجھ ہر کو چندر شیکھر کی صورت دکھائی نہ دی۔

باب بیسوان

ہائے! سرزمین ہند

ڈھانچے مین قوم تیرے کچھ ہڈیان ہین باقی
اجڑے ہوئے چمن مین کچھ آشیان ہین باقی
اسلاف کے جہان مین کچھ کچھ نشان ہین باقی
وہ جوہر شرافت تجھ مین کہان ہین باقی
تف تف ہے قوم تیری حسرت نصیبون پر
ذلت نصیبیان ہین ذلت نصیبون پر
دل سرد ہین رگون مین گویا لہو نہین ہے
حب وطن کی سم مین وہ آہ۔ بو نہین ہے

وہ ولولے نہین ہین وہ آرزو نہین ہے
گم ہین رہ طلب مین وہ جستجو نہین ہے
گم کردہ کاروان ہین جو میر کاروان تھے
بے نام و بے نشان ہین جو صاحب نشان تھے

ہم فوق لیگئے تھے رفعت مین اک جہان سے
اونچی زمین ہماری تھی بام آسمان سے
موتی کبھی برستے تھے تلج درفشان سے
آنسو ٹپک رہے ہین یا چشم خونچکان سے

ٹکڑے جو لعل کے تھے بخت دل حزین ہین
جو شب چراغ تھے وہ فریاد آستین ہین
محفل مین جھلملاتے ہین کچھ چراغ اپنے
سب اٹھ گئے جہان سے روشن دماغ اپنے

ہین یادگار حسرت کچھ دل مین داغ اپنے
جھلکائے آسمان نے پھر کر ایاغ اپنے
اب آہ وہ کہان ہے بزم کہن کا نقشہ
بگڑا ہوا ہے یعنی اپنے وطن کا نقشہ

زاغ و زغن کا مسکن ہے آہ اب چمن مین
دھندلی سی شمع ہے اک یارونکی انجمن مین
پتلا ہے بیکسی کا لپٹا ہوا کفن مین
اڑتی ہے خاک حسرت اب کوبکو وطن مین

کیسا وطن وطن کا اک نام رہ گیا ہے
اس میکدے مین باقی اک جام رہ گیا ہے
داد کمان گری دی ارجن نے جس زمین پہ
بھیشم سا سورما تھا جس جا پہ کوہ پیکر

مٹی سے جسکی اٹھا پرتاب سا دلاور
میدان مین رہا جو برسون حریف اکبر
گھر تھا دلاورون کا کیا یہ وطن وہی ہے
سینچا گیا تھا خون سے کیا یہ چمن وہی ہے

جوہر دئے ہین تجھ مین کیا او وطن کی مٹی
رنگین ہے اب بھی تجھ مین کیا تو چمن کی مٹی
برباد ہو رہی ہے بزم کہن کی مٹی
یارون کی خاک اُگل دے او انجن کی مٹی

نقشہ وہی نظر مین کھنچ جائے پھر وطن کا
پھر رنگ رد پہ نکھرے اجڑے ہوئے چمن کا
بام فلک سے اونچا ہو پھر نشان ہمارا
سارے جہان کے ہم ہون سارا جہان ہمارا

عرش برین کا زینہ ہو آستان ہمارا
جنت نشان بنے پھر ہندوستان ہمارا
پھوٹین نئے شگوفے پھر نخل آرزو مین
گرمی بڑھے دلون مین سفر عتہ بڑھے لہو مین

تنہائی مین بیٹھا ہوا اور زمانہ کے تغیر و تبدل کا مشاہدہ کرتا ہوا ذی فہم شخص دیکھتا ہے سنتا ہے اور محسوس کرتا ہے کس چیز کو۔ ایک عالم کو۔ جو ایک بحر عظیم کی طرح موجزن ہے جس کے ساحل پر ایک مہیب منظر نظر آتا ہے اور ایک عجیب طرح کی آواز گونجتی ہوئی سنائی دیتی ہے اس گونج مین خوشی کے نعرے اور حسرت زدہ لرزتی ہوئی آوازین فاتحونکی پرجوش للکار اور مفتوحون مغلوبون کی نزع کیحالت کی پر درد چیخین نہایت بے چین کرنے والے طریق سے خلط ملط ہین اور جسطرح کہ ایک قطرۂ آب کو خردبین کے نیچے رکھ کر دیکھنے سے عجیب عجیب کریہ منظر اور غیر معمولی ہیئت کے کیڑے دوڑتے بھاگتے کودتے پھاندتے اور ایک دوسرے کا تعاقب کرتے اور شکار کرتے نظر آتے ہین

اسی طرح اس بحر عالم میں مختلف اشخاص مختلف قومیں اور مختلف فرقے
اپنی اپنی دھن میں لگے ہوئے دکھائی دیتے ہین ۔ کئی دفعہ سر چکرا دینے والی
اور دم بھلا دینے والی دوڑین غوطہ کھاتے ایک دوسرے سے ٹکر کھاتے
اور بدحال ہوتے ہوئے دیکھنے والے کے دل میں اضطراب پیدا کر دیتے
ہین مگر بعض کسی نشہ میں مخمور ایسے ادھا دھند لڑکھڑاتے جاتے ہین کہ
تیرتے ڈوبتے ہوئے بھی ذرا تامل یا تجسس سے کام نہین لیتے
تاوقتیکہ تھک کر چور نہو جاین اور دوسرونکی پاؤن کی ٹھوکرین کھا کر
اور ان کے نیچے روندے جا کر تہ پر جا نہ بیٹھین ۔ جسطرح سمندرون مین
اکثر اوقات چند لمحون کے بعد ایک غیر معمولی طاقت کی لہر اٹھتی ہے اور
کچھ عرصہ کے لئے اپنی مہیب لمبائی چوڑائی سے سب کو فریفتہ کر کے پھر
پسپا ہو جاتی ہے ۔ اسیطرح عالم مین بڑی بڑی خونریز جنگ اور حادثات
اور بڑی بڑی دبائین اور ایجادین سب کو متحیر کر کے پھر فنا ہو جاتی ہین
مگر یہ سلسلہ ختم نہین ہوتا ۔ اور لہر پر لہر آتی ہے اور اپنے زبردست پنجے
مین بیکس تیراکون کو بری طرح پکڑ کر اٹھاتی ہے ۔ ٹکراتی ہے اور گرا
دیتی ہے ۔ موجین اپنی ہیبت ناک شکل کو چھوڑ کر دل خوش کن منظر
پیدا کرتی ہین ۔ حتی کہ ساحل کا ذی فہم نظارہ کرنیوالا بھی تماشہ بین کا
پارٹ چھوڑ کر ایکٹر کا حصہ لینے پر آمادہ ہو جاتا ہے ۔ ایسے وقتون مین
ساحل پر کے ناتجربہ کار امیدوارونکے دل بلیون اچھلتے ہین اور ان پر بیطرح
جی چاہتا ہے کہ نڈر ہو کر پھاند پڑین اور اس غضب کی کشش رکھنے والی
کشمکش مین شامل ہون ۔ ان کے حوصلے بڑھے ہوئے ہین اور ناآزمودہ
طاقتین جوش کھاتی ہین وہ صرف فاتحون کے نعرے سنتے اور تیراکون کے
مسرور چہرے دیکھتے ہین مگر حسرت زدون کی اندوہگین آہین ان کے کانون
تک نہین پہونچتین اور پانی کی نقری سطح سے گذر کر انکی نظر تہ کے سیاہ
گندے پانی تک نہین پہونچتی جہان منزل مقصود پر پہونچے ہوئے بے حس
وحرکت پانی کی رو کے ساتھ لڑھکتے پڑھکتے دکھائی دے سکتے ہین

نہ وہ اس عالم غیب کے ساحر کی طاقت کو خیال مین لاتے ہین جو ایک
چشم زدن مین اس روشن۔ پر امن۔ پر امید اور زندہ منظر کو کبھی
کبھی سیاہی تلاطم اور یاس کا جامہ پہنا کر زندہ در گور کا تماشہ دکھاتا ہی موجون کی
دلچسپ راگنی آہستہ آہستہ تیز ہوتی ہے اور آخر کار سائین سائین
کرکے سننے والے کے جسم مین کرخت تندی سے لرزہ اور اس کے دماغ
مین دیوانگی طاری کر دیتی ہے۔ وہ کشمکش جو پہلے دل بہلاؤ کے لئے جاری
کی ہوئی معلوم دیتی تھی یکایک خون آلودہ رنگ پکڑتی ہی گو یا کر کھیل مین خون کی
پیاسی سنجیدگی آگئی ہے۔ روشنی اپنے ساتھ سارے منظر کی خوبصورتی لیجاتی ہی
اور جو کچھ رہ جاتا ہے وہ ڈراؤنا کریہ منظر اور مکردہ دکھائی سنائی پڑتا ہے
مگر نہ ایسی خوشگوار دھوپ اور نہ ایسی سیاہ تاریک ہولناک وحشت
عموماً ظہور پزیر ہوتی ہی۔ اکثر اوقات دھوپ اور چھانوئن کا تماشہ ساحر غیب
دکھاتا ہے۔ جہان ایک طرف عالم بقعہ نور ہو رہا ہے۔ وہان دوسری
طرف گہری تاریکی مین سے کپکپی دلانے والی آوازین سنائی دیتی ہین اور
طوفان بے تمیزی برپا ہو رہا ہے۔ مبارک ہے تیز روشنی اور مبارک ہے
گہری تاریکی صرف دونون کے خلط ملط ہونے پر دوزخ کا نظارہ پیش
آتا ہے۔ اس بحر عالم کا سب سے خوفناک نظارہ وہ ہے جسمین ایک طرف
ہوا مین ہوا اور کامیابی ہو اور دوسری طرف ان سب کی متضاد کیفیت
نمایان ہو۔ تکان سے مغلوب تیراک کی حالت جبکہ وہ اپنے پاس
تھوڑی دور کے فاصلہ پر اور ارد گرد کامیابی سے منور چہرے دیکھتا ہی
یہی بحر عالم یا خواب ہستی۔ کیا اسمین کشمکش کرتی اور متواتر شکست کھاکر
مقابلہ کرینگی پالیسی درست ہے یا کہ اس سے کنارہ کش ہی رہنا چاہیئے

اہل مغرب اس جد و جہد کی پالیسی کو اختیار کیئے ہوئے ہین۔
جس حالت میں کہ اہل مغرب کا دستور العمل کنارہ کشی ہی رہا ہے ہر دو
دستور العمل قابل تعریف ہین۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس بیسوین
صدی مین کہانتک کنارہ کشی مفید بلکہ ممکن بھی ہے ۱۹۱۲ء کو سنہ ۱۹۱۱ء کیا

نصیحت کرتا ہے اور کیا پیغام دیتا ہے ۔ بلا شک شکست کسی کو پسند نہیں ۔
اور اس کے ڈر کا سایہ کشمکش پر ملک الموت کیطرح چھایا رہتا ہے ۔ مگر کیا
بغیر شکست اور کشمکش کے زندگی بے معنی نہیں ہوجاتی ۔ اور کیا خاص
شکست میں بھی بشرطیکہ وہ عظیم الشان کشمکش کے بعد عظیم الشان طریق
سے اٹرے ایک کشش نہیں کیا ڈوبتے ہوئے دیب دد نیا کا شہرہ آفاق
تیراک جس نے برٹش چینل کو عبور کیا اور جو آبشار نیاگرا میں کود کر اس کے
مخالف تیرنے کی کوشش میں فنا ہو گیا کو باوجود مہلک شکست کے بالکل
حسرت کے سوائے اور کوئی جذبہ متحرک نہیں کرتا تھا ۔ کیا شکست یافتہ
و گرفتار نپولین بالکل دل شکستہ ہو کر اپنی گذشتہ کامیابیاں بھول گیا تھا
اپنے خنجر سے ہلاک شدہ انٹونی اپنے آخری لمحوں میں اپنی زندگی کو سراسر
لا حاصل اور رائیگاں تصور کرتا تھا ۔ ؟ کیا بادی النظر سے تو یہی معلوم
ہوتا ہے ۔ مگر صاحب تمیز اگر غور سے کام لے تو بلاشبہ اس کو شکست اور
اس موت کے پردے میں ایک غیر مغلوب اور پر رعب جلوہ نظر آئیگا ۔ جو
شکست اور حسرت کے اندھیرے کو پھاڑ کر بھی اپنی روشنی غروب ہوتی ہوئی
روح سے عیاں کر دیگا ۔

لکھنؤ ریلوے اسٹیشن سے کچھ دور شمالی جانب ایک موضع ہے
موضع میں بہت آدمی نہیں رہتے ۔ صرف پچیس۲۵ چھبیس۲۶ جھونپڑیاں ہیں جنمیں
بہت ہی متوسط درجہ کے لوگ رہتے ہیں ۔ انکے باہر سنسان جگہ میں ایک
معمولی سا پختہ مکان ہے اس میں آج کئی روز سے ایک نوجوان بنگالی
رہتا ہے ۔ جن لوگوں نے لکھنؤ شہر کو اچھی طرح دیکھا ہے وہ جانتے ہونگے
کہ وہاں کے مکانوں کی چھتوں اور شہر کے مکانوں کی چھتوں میں بہت بڑا فرق ہے معمولی
چھتیں کڑی اور تختوں کی بنائی جاتی ہیں لیکن یہاں کی چھتیں صرف تختوں
ہی کی ہیں اس لئے چلنے پھرنے سے انمیں حرکت ہوتی ہے نوجوان بنگالی
کی بود و باش جس مکان میں تھی اسکی چھت بھی اسیطرح کی تھی مکان بھی کچھ
ٹوٹا پھوٹا ہی تھا ۔ بنگالی نوجوان ہر وقت دروازہ بند کئے اندر پڑا رہتا تھا

نہ ساتھ کوئی آدمی تھا - باہر نکلتے بھی کسی نے نہین دیکھا - یہ بھی نہین معلوم
وہ کس لئے یہان آیا ہے اور کیون اسطرح رہتا ہے - لیکن کسی کو اسکی
خبر ہو یا نہو ہم اسکی تفتیش کر لینا مناسب سمجھتے ہین ہم اسے اچھی طرح جانتے
ہین ناظرین بھی پہچان گئے ہون گے یہ نوجوان ہمارا آشنا سا نریندر ناتھ ہے
دوپہر کا وقت ہے نریندر ناتھ مکان کے اندر ایک بوسیدہ چٹائی
پر بیٹھا کسی فکر مین اُلجھا ہوا ہے اسکی رو ہیت بدل گئی ہے - وہ شکل شمائل
نہین - چہرے پر وہ متانت نہیں - وہ تحمل نہین وہ استقلال کی جھلک نمایان
نہین - چہرے کی صفائی اور جسم کی خوبصورتی بھی جاتی رہی ہے سر کے بال بڑھ گئے
ہین کپڑے نہایت بوسیدہ اور میلے ہو گئے ہین - دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
یہ ہمارا دوست نریندر ناتھ نہین ہے - بالون مین مدت سے کنگھی نہین
کیگئی - حجامت بڑھی ہوئی ہے - جسم بالکل لاغر و نحیف ہو گیا ہے غذا بھی
اچھی نہین - صرف مٹھی بھر چبینے پر گذران ہے نہ چارپائی ہی ہے نہ صاف
ستھرا بچھونا ہی میسر ہے - فقیرون کنگالون کی حیثیت سے بسر ہوتی ہے
نریندر ناتھ سوچ رہے ہے - کیا میرا پرائشچت ہو گیا - کیا پاپ ڈھل
گئے - کیا دل کی صفائی ہو گئی - نہین - غیر ممکن - امکان سے باہر - اگر پاک
ندی گنگا کا صاف پانی میرے دل کی کثافت کو مٹانا چاہے - میرے زنگ
آلود سینہ کی شست و شوائی کرے تو بھی میرے سینہ کی سیاہی صاف
نہین ہو سکتی - میرے گناہ ایسے نہین جنکو بحر بیکران کی لہرین بہالیجائین
نہ حشر تک یہ دھبا مٹ سکتا ہے اور نہ یہ منھ اس دیوی (شیام سندری)
کو دکھا سکتا ہے کون منھ لیکر اسکے سامنے جاؤنگا - اور کیا جواب دونگا
کیون بھگوان تمنے میرے تمام عیش و راحت کو کیون برباد کر دیا مجھے اپنی پیاری ری
(شیام سندری) سے کیون چھڑا دیا کس خطا سے مجھے سُرگ سے گرا دیا گیا ہے - آپ نہین گے رسبھا
رسبھا کو اب مین نہین چاہتا اس کے پاپی نام کو ایکبار لینے مین بھی پاتک ہے اسکو یاد
کرنے سے لبس جی مین آتا ہے اسی دم دریا مین ڈوب جائے یا کنوئین مین
گر کر جان دیدیجیے یا پھانسی لگا کر اپنی روح کو جسم سے ہلکا کر دیجیے

اہاہا میں کیسا احمق ہون مجھے اُسی وقت جان دیدینا چاہئے تھا۔ لیکن ناقابل ہون مجھے اس جسم پر اپنا حق ماشہ برابر بھی نہیں ہے۔ یہ جسم جس کے قدمون کے تلے پڑا رہنے کے لئے بنایا گیا ہے بغیر اسکے مرضی کے کیونکر علحدہ کیا جاسکتا ہے سوچتے سوچتے نریندر ناتھ اسی چٹائی پر لیٹ گئے۔ لیٹے لیٹے اُنکی زبان سے نکلا۔ ہارے! اب کیونکر دن بسر کرون زندگی تلخ ہو رہی ہے جس کے بغیر صورت دیکھے ناقابل برداشت درد پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کے بغیر روح کو صدمہ ہو رہا ہے۔ روحانی وجسمانی دونون تکلیفین اٹھانا دشوار ہے بھگوان ہمت دو۔ حوصلہ دو۔ ایک دفعہ کسیطرح دور ہی سے اسکے دیدار حاصل ہو جائین۔ پربھو۔ اب جدائی کے صدمہ اٹھائے نہیں جاتے۔

نریندر ناتھ کی چشم پرنم ہوگئین۔ آنسوؤن کے قطرے ٹپ ٹپ زمین پر گرپڑے۔ روتے روتے اُنکی زبان سے نکلا۔

شیام سندری دیوی ہے۔ وہ مجھے یقیناً معاف کر دیگی۔ گو میری خطائین قابل معافی نہیں ہین۔ تاہم امید ہے اسکا دل نازک ہے۔ ضرور ترس آجائیگا۔ معاف کر دینا تعجب بھی نہیں۔ لیکن اس سے کیا ہوگا اپنی خطاؤن سے تو میری گردن نیچی ہوگی۔ بات کرنا زبان سے مشکل ہوگا اب کیا ہوگا۔ کیا اسیطرح پڑا رہون۔ کیا ایکبار بھی اپنی پیاری کے دیدار میسر نہین ہو سکتے۔ کیا اسی مکان مین دم توڑدون۔ کیا مرنے سے پہلے ایکبار بھی شیام سندری کی صورت دیکھنے کو نہیں ملیگی۔

نریندر ناتھ کے منھ سے ایک آہ سرد نکلی۔ اُف کے ساتھ کلیجہ تھام لیا اور بولے۔

افسوس۔ دولت نہین۔ طاقت نہین ہمت نہین اور پہونچنے کی کوئی صورت بھی نہین۔ جس مکان مین شیام سندری سکونت ہے کیا اس تیرتھ پر ایکبار جاؤن۔ نہین۔ شرم وغیرت مکان پر قدم نہ رکھنے دیگی۔ راستے ہی مین مرجاؤنگا۔ توبہ۔ ایسی فکر کرنا بیکار ہے۔ ایکدفعہ ہمت کرکے جاؤنگا دیدار نصیب ہونگا آخر سبب کیا ہے۔ کیا وہ مجھ خطاکار کو اپنا

منہہ دکھانا کسر شان سمجھے گی ۔ نہین وہ میرا نام سنتے ہی دوڑ پڑیگی اور مجھے گلے لگائیگی ۔

اتفاقاً دروازہ پر کسی نے دھکا دیا ۔ نریندر ناتھ چونک اٹھے ۔ اس پردیس مین کون ایسا محب دوست آگیا ۔ جو ان سے ملنا چاہتا ہے ۔ نریندر ناتھ نے پھر دروازہ پر کان لگا دئے ۔ اور آہٹ لینے لگے دفعتاً پھر کھڑکھڑاہٹ ہوئی ۔ نریندر ناتھ اٹھ کھڑے ہوئے ۔ سوچے دروازہ کھولکر دیکھ لینے مین کیا برائی ہے ۔ ؟

اتنے مین پھر کنڈی کی آواز محسوس ہوئی نریندر ناتھ نے کانپتے ہوئے ہاتھون سے دروازہ کھولدیا ۔ دیکھا دیوار کی بغل مین موٹے کھدر کپڑے سے ملبوس ایک عورت کھڑی ہوئی ہے ۔ عورت کے پاس ایک اور عورت استادہ ہے ۔ جسکی جوانی کی دوپہر ڈھل چکی ہے دونون کی وضع قطع بنگالنون کی سی ہے ۔ نریندر ناتھ کو معلوم ہوا کہ پہلی گھونگٹ والی عورت کا جسم کانپ رہا ہے ۔ پچھلی عورت اسے پکڑے ہوئے ہے سمجھا ۔ یہ دونون کسی مصیبت کی ستائی ہوئی ہین شاید یہیں کہین انکا کوئی رشتہ دار رہتا ہے اسکی تلاش ہو رہی ہے ۔ شاید اس سے کچھ طالب ہین ۔

نریندر ناتھ دروازہ سے کچھ ہٹ کر کھڑے ہو رہے دونون عورتین بے دھڑک مکان مین گھس آئین ۔ نریندر ناتھ بھی پھر دروازہ بند کر کے انکے پیچھے پیچھے آئے ۔

صحن مین پہونچکر گھونگھٹ والی عورت نے کانپتے ہوئے ہاتھون سے ڈوپٹہ کھسکا دیا ۔ اسکا تمام جسم ہوا کی حرکت سے بیل کیطرح لغزش کر رہا تھا ۔ آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے تھے ۔

نریندر ناتھ ایکدم چیخ اٹھے ۔ دل و جگر پر ہزارون نشترون کے چرکے گویا کسی نے ڈال دیے ۔ جسمانی رگون کا خون بالکل ساکت ۔ نہ قدم آگے بڑھتا ہے نہ پیچھے ۔ بت کیطرح کھڑے اسکا منہہ دیکھ رہے ہین زبان سے کوئی لفظ نہین نکلتا ۔ آخر بمشکل تمام بولے ۔ رمبھا یہان کیسے آئی ہو

باب ۲۱ اکیسوان

دس دن گذر گئے - دنیا کی رفتار مین کبھی کمی نہین ہوتی - اسیطرح برسین گذر جاتی ہین - لیکن اسکا حساب کوئی بھی نہین یاد رکھتا کبھی سُکھ کبھی دُکھ انکا مقابلہ ہوتا ہی رہتا ہے - مگر مہاپرشون کی زندگی کا ایک راز یہ ہے کہ وہ نوع انسان سے پاپ تاپ رنج اور دُکھ کو جسقدر محسوس کرتے ہین تمام آدمی ایسا نہین کر سکتے - وہ انسانی روح کی لامحدود ترقی کرنیکی قابلیت ہر فرد بشر کے آئندہ سدھار پر جتنا بھروسا اور یقین کرتے ہین تمام لوگ ایسا نہین سمجھتے - یہی آشا اور وِشواس اُن کی گی کا خاص لکشن ہے - اور انکی زبردست طاقت کا پردھان سرچشمہ ہے وہ جو یہ کہتے رہتے ہین نوع انسان ایک دن پن کی پدوی حاصل کریگا - اسکا باعث یہ نہین کہ وہ انسانی کمزوریون کے اندر ایک اور شئے نہان دیکھتے تھے انھون نے دیکھ لیا تھا کہ انسان جس (زبردست قانون) کے ادھین ہے وہ دھرم کا شاسن ہے اور آخر کار یہی دھرم کا راج ضرور غالب آئیگا - اسی لئے ہم سادھو جنون کے چرترین دو بھاؤ ایک ساتھ ملے ہوئے ایک ہی وقت کام کرتے دیکھتے ہین -

اول نوع انسانی کے موجودہ پاپ آلودہ حالت کو دیکھکر شوک -

دوم - آئندہ انکے سدھر جانے اور پاک جیون لابھ کر سکنے کی آشا گویا ایک طرف رونا - دوسری طرف آنند - ہم لوگون کی حالت بھی آج اسی پرکار کی ہے آج ہمارے دلون مین بکھاد اور ہرش ایک ساتھ ملا ہوا ہے - پربھو دوستو! تم جو علی الصباح نور کے تڑکے اتساہ اور جوش سے بھرے ہوئے ہنسی خوشی اس جگہ آئے ہو - تم آج کیا کرنے آئے ہو - کیا آج تم روؤ گے یا ہنسو گے - دیش چھوڑکر پردیس مین آئے ہوئے بھائیو! آپ جو اتنی تکلیف اٹھاکر یہان آئے کیا آپ رونے آئے ہین یا ہنسنے - بہنو! تم جو پربھات ہوتے ہی گھر کے کام کاج سے منھ

موڑ کر اور ضروری کاروبار چھوڑ چھاڑ کر اس سندر پوتر استھان مین آئی ہو
تم یہان ہنسو گی خوش ہو گی یا رو ؤ گی - اگر مجھ سے پوچھو آج ہم کیا کرینگے
تو مین کہونگا آج رو ؤ نگا بھی اور ہنسو نگا بھی - جسطرح موسم برسات مین
کبھی کبھی ایک طرف دھوپ اور دوسری طرف بارش دیکھنے مین آتی ہے
اسی طرح آج ہم ایک آنکھ سے روئین گے اور دوسری آنکھ سے ہنسین گے
بچہ جسطرح کبھی روتے روتے ہنس پڑتا ہے یا ہنستے ہنستے رو اٹھتا ہے
ہم بھی آج اسیطرح ہنسی اور رونے کو بلائین گے اگر آپ دریافت کرین یہ
کس طرح ممکن ہے وجہ کیا ہے - اگر ہنسو گے تو پھر رو ؤ گے کیون -؟ یا
رو ؤ گے تو ہنسو گے کیون -؟ اسمین ایک راز ہے اسکی ایک خاص وجہ
اور مطلب ہے - ایک دفعہ ذرا ایک غریب کسان کی حالت پر غور کرو
وہ جہاں اپنے جھوپڑے مین رہتا ہے - چلو وہان چلین اس بھارت ورش
کسان کی طرح غریب کون ہے؟ اس کے گھر جا کر کیا دیکھتے ہین کہ وہان بھی
غریبی اور افلاس کی بھیانک شکل دکھائی دیتی ہے کھانے کے لئے کافی
اناج نہین پہننے کے لئے اچھا کپڑا نہین - سونے کے لئے ٹھیک بستر اور
چارپائی نہین - جھوپڑے کے اوپر پھوس نہین بچے بھوک کے مارے بلک
رہے ہین اور شدت سردی سے ٹھٹھرے جاتے ہین کسان بیچارہ مجبور
و لاچار دکھ اور تکلیف سے دبا ہوا ہے - امیر دولتمندون کے ظلم
دانیا چار سے اسکا دردمند دل دکھی رہتا ہے - کہو تو اس نظارہ کے
اندر کیا دیکھتے ہو -؟ وہان کیا ہنسی کی تصویر دکھائی دیتی ہے؟ یا رونے
کا سین دیکھ رہے ہو -؟ سبھی کہین گے وہان آہ وزاری ہے - آنسوؤن
کی دھار بہ رہی ہے - اور آہ و فغان ہو رہی ہے - لیکن صبح کے وقت
ہی جب کسان اپنے کھیت کیطرف جاتا ہے تب ایک اور نظارہ اسکے پیش نظر
ہو جاتا ہے - جب وہ اپنے کھیت کے پاس کھڑے ہو کر ہوا سے جنبش
کرتے ہوئے ہرے بھرے کھیت سرسبز پودون اور انکی لہلہاوٹ
کو دیکھتا ہے تب اس کے پژمردہ دل اور دکھ سے افسردہ چہرے پر بھی

امید کیوجہ سے خوشی نمایان ہونے لگتی ہے وہ اپنے پیارے کھیتون کو دیکھ کر
نامعلوم طور پر ہنسنے لگتا ہے

یہ ہے دوسرا نظارہ یہان دُکھ کے بیچ مین خوشی مطلح اگر ملگئی ہو کیا ہماری حالت
بھی آج اسیطرح کی نہین۔ جسطرح کسان اپنی موجودہ حالت کو دیکھکر رنج والم
غم و غصہ کا اظہار کرتا ہے۔ بعینہ اسی طرح ہم اس اپنی موجودہ حالت کو دیکھکر
شوک کرتے ہین ہان اپنی کمزوریون اور تقصیرون کو یاد کرنے سے آنسو
بہانے پڑتے ہین آج اس تپ کے دن مین ان خطا کاریون اور تقصیرون کو
یاد کرنے سے آنسو بہانے پڑتے ہین۔ رنج غم کئے بغیر نہین رہ سکتے تو اس سے
ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے درد و غم کا کوئی سبب ہے لیکن دوسری طرف خوشی کا کارن
بھی ہے کیونکہ یہ جو ایک طرف سب بھائی بہن ملکر مندر کی بنیاد رکھکر آئے ہین اور
اسکے ذریعہ آئندہ نسلون کے پرتیران پانے کی آشا ہوتی ہے۔ تب گویا دکھ کے
بیچ مین سکھ کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ بھروسا اور امید کسان کے کھیت کی لہلہاوٹ
کیطرح ہمارے غمگین اور اداس دل کو راحت بخشتی ہے موجودہ حالت کو دیکھ
تو دل تفکرات کے سمندر مین ڈوب جاتا ہے لیکن آئندہ کے کام کا جو انجام دیکھتے
ہین تو ارادہ ہوتا ہے کہ اگر ہماری چار آنکھین ہون تو ہم اس خوش آئندہ حالت کو تکتے
رہین مستقبل کا راج رام کی کرپا کا راج ہے اسکی طرف دیکھنے سے رام کی کرپا
دھیان ہو جاتا ہے اس رام کرپا کے راج تک ہمارے ارادے کی طاقت
پہونچتی ہے۔ لیکن ہماری پریشانیان اور قلب کی اضطرابیان
اور طرز عمل وہان تک نہین پہونچتا۔ البتہ امید کے لئے راستہ
کھلا ہوا ہے۔ وہ پہونچ سکتی ہے۔ لیکن ہماری طاقت جواب دیدیتی ہے
وہ نہین پہونچ سکتی۔ اس لئے ایشور کی کرپا کے سوائے ہمارا سہارا
اور کیا ہے۔ صرف یہی نہین بلکہ آج ہمارے ہر ایک کے پران سے
وہی آواز آرہی ہے۔ اے دنیادار بھائیو؟ آج بھگوان کی سمرن
کیون نہین کرتے ہو۔ کیا آج اس کسان کے مانند آئندہ فصل
بہتات کو دیکھ کر شادمان نہین ہوتے۔ آج ہمارے دلون

ہرش بکھاور خوشی اور غمی کیا دونون مل نہین رہی ہین۔ ایشور آشیرباد کرین۔ کہ ہم لوگونکا یہ آنند اور آنخا پُھل ہو۔

غزل

سارے ترنگ بحر فنا پر سوار ہین
اور مانتے ہین خود کو کہ وہ شہسوار ہین

آب بقا کو ڈھونڈھتے بے آب سب ہوئے
اور کرتے ہین یہ فخر کہ وہ آبدار ہین

سب جستجوے مال مین چرخے کی مال ہین
پر کہتے ہین ضرور کہ وہ مالدار ہین

بنیاد سب مکانون کی ہے ریت پے بنی
بہتر سمجھ مین ہین نہین زیر دیوار ہین

طیار ہل ہے پڑنے کو ان سب زمینون پر
کہتے ہو جس کو آپ کہ وہ سبزہ زار ہین

نام و نشان مٹیگا رہیگا نہ کچھ نشان
سمجھے جنھین ہو یار کہ وہ نامدار ہین

خودسر جو آج سر ہین وہ بے سر بنینگے کل
ان پر پڑیگی خاک جو اب تاجدار ہین

زیندرناتھ نے رمبھا سے کچھ بھی نہین کہا تھا وہ آئندہ اپنی خرابیون کو دیکھکر اس سے دور بھاگے تھے لیکن رمبھا نے اپنی ہمت اور حوصلے سے اس رہتے جی کا پتہ لگا ہی لیا اور وہان آکر موجود بھی ہو گئی۔ اور یہی ہرش بکھاد کا ایک نظارہ ہے۔

جس افلاس کی زحمت سے عاجز ہوکر زیندرناتھ اپنی زندگی کو فقیر اور کنگال کیطرح گذارتے تھے وہ حالت اب نہین ہے۔ افلاس اور تنگدستی کے ہاتھ سے نجات حاصل ہو گئی۔ اب میلے کپڑے نہین ہین اسکا جسم سفید براق کپڑون سے ڈھنکا ہے اسکے لوٹی چٹائی کے بجاے آجکل دری اور چاندنی کا فرش ہے۔ مسہری لگی ہوئی ہے جسپر صاف ستھرے گدگدے بچھونے پڑے ہوئے ہین مکان کے اندر پیتل کانسے اور پھول کے ظروف بھی چمک رہے ہین پہلے انہین پیٹ بھر اناج کھانے کو نہین ملتا تھا۔ اسوجہ سے بدن خشک ہو گیا تھا چہرے کی ملاحت جاتی رہی تھی۔ آج یہ بات نہین۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارے ناظرین نے زیندرناتھ کی جو حالت پہلے دیکھی تھی

اب اس مین زمین و آسمان کا فرق ہو گیا - لیکن یہ صفائی اوپری صفائی ہے - دل مین ابھی تک پاپ کے شعلے بھڑک رہے ہین اور شری بھگوان کا سمرن رات دن کیا کرتے ہین نارائن !! اب میری آتما مین کسی نوع کی تبدیلی نہو - میرا دامن اس پاپ کے کیچڑ سے آلودہ نہونے پائے - نفسانی جذبات سے محترز رہون - مفلس اور کنگال نریندر ناتھ کے لئے رمبھا نے عیش و راحت کے سامان مہیا کر دئے - بد چلن رمبھا پریاگ سے بھاگتے وقت شیام سندری کے بکس سے بہت روپیہ اور نوٹ چرالائی تھی یہ ٹھاٹھ باٹ انہین روپیون سے ہوا ہے - شام ہو چکی تھی - نریندر کے کمرے مین کافوری شمع روشن ہو گئی - نریندر ناتھ مسہری پر بیٹھے ہوئے کچھ سوچ رہے ہین - خیالی گھوڑے شیام سندری کے فراق مین زمین کی پیمائش کرتے ہوئے خدا جانے کہان سے کہان نکل گئے - انہون نے سوچا -

معلوم ہوتا ہے اس زندگی مین شیام سندری کے دیدار نصیب نہو سکین گے - بات بھی درست ہے - نریندر ناتھ اپنی خطاؤن سے شرمسار ہین اس ناپاک جسم کو کیونکر اسکے سامنے رکھ سکین گے - یہ مانا وہ مجھے دیکھتے ہی معاف کر دیگی - لیکن مین کسطرح اس سے پہلے کیطرح محبت کا بیوہار کر سکونگا - اس قسم کے تفکرات سے آج ہی نریندر کا دل چھلنی نہین ہوا - انہین نشترون کی تیز نوکین آج تین مہینے سے اسکے قلب و جگر پر برابر چرکے دیا کرتی ہین - ابھی تک کوئی بات قایم نہین ہوئی - آخر کرنا کیا ہے یہ بھی معلوم نہین -

لیکن درد اٹھانے اور آہ و فغان کرنے کی تاب نہین دُکھ برداشت نہین ہوتا - اس انتشار اور فکر کے دریا مین غوطے لگاتے لگاتے زمانہ ہو چکا ہے - اب امکان سے باہر بات ہوئی جاتی ہے جس نے مدت تک دیوی کے حیات بخش پریم کا لطف اٹھایا تھا - وہ پشیمانی کے زہریلے دانت سے کسطرح مطمئن ہو گا -

جس وقت نریندر ناتھ مسہری پر لیٹے ہوئے فکر مین اُلجھے ہوئے تھے۔
اُسوقت ان کے کمرے مین سفید نہایت خوشنما ململ کی ساری پہنے ہوئے
ایک عورت نے قدم رکھا عورت کوئی اور نہین ہے۔ ہماری پہچانی ہوئی
رمبھا ہے۔ رمبھا کچھ کھڑے کھڑے نریندر ناتھ کے چہرے کا تاڑ
بھاؤ لیتی رہی۔ پھر قریب جاکر پوچھا

نریندر جی کیا سو رہے ہو۔؟

نریندر ناتھ چونک اٹھے۔ جواب دیا۔

نہین۔ بھلا یہ وقت سونے کا ہے۔ کیا تم کام کاج سے فارغ ہوگئین

رمبھا۔ ہان کچھ کھاؤگے۔

نریندر۔ نہین۔ کچھ اشتہا نہین ہے

رمبھا۔ تمھین کسی وقت بھی اشتہا ہوتی ہے زبردستی چاہے کوئی کھلادے
لیکن تم اپنی خوشی سے کبھی نہین کھاتے بات کیا ہے۔ بتاؤ تو۔

نریندر۔ سچ کہتی ہو۔ آجکل کسی وقت بھوک نہین لگتی۔ تم کیون
میرے لئے زحمت اٹھاتی ہو۔ میرا دل اب کسی شے کا راغب ہی نہین اگر تم
مجھ سے کسی طرح کی امید رکھتی ہو۔ یاد رکھو میری ذات سے اب تمھاری
کوئی مراد نہین نکل سکتی

رمبھا۔ ایسے خلاف عادت اور خلاف شان کیون کلام کرتے ہو۔ مین
نے تو تمھارے لئے دھرم اور سماج سبھی کا تیاگ کر دیا۔ اور صرف
یہی نہین دنیا آخرت دونون غارت کردین۔ اب ایسی بات کیون
کرتے۔ اب تو تم ہی میرے لئے سُرگ ہو۔ دین و دنیا مین سوا
تمھارے میرا اور کون ہے۔؟

نریندر۔ رمبھا۔ مین خلاف عادت خلاف شان بات نہین کہتا
ہان کچھ دنون سے میرا دل پتھر ضرور ہوگیا ہے۔ تم نے کہا کہ میرے لئے
تم نے اپنا دھرم اور سماج چھوڑ دیا۔ دنیا و آخرت خراب کردی
یہ صحیح ہے لیکن کیا یہ بات تم اپنے سچی عقیدت سے کہہ رہی ہو۔ اگر سچی

عقیدت ہے تو اب بھی اپنے کو ہوا و ہوس کے جال سے الگ کیون نہین کرتین۔ شیطانی حرکتون سے دور کیون نہین بھاگتین دھرم اور سماج غارت ہو گیا۔ باشد۔ عقل اور سمجھ تو ہے ایشور کیطرف دھیان رکھتے ہوے ذرا بتاؤ تو کیا مین نے کسیطرح یا کبھی تم سے ایسا کرنے کیلئے کہا تھا تم ہوشیار فرزانہ ہو پھر اصلی بات پر پردہ کیون ڈالتی ہو۔

رمبھا کے لبون پر مہر خاموشی لگی ہوئی تھی نریندر ناتھ کی باتین دل مین نشتر کیطرح چبھ رہی تھین۔ کیسی خشک باتین کرتے ہین۔ بڑے بے مروت ہین کیسے جمع خرچ دکھا رہے ہین۔ رمبھا صاف سمجھ گئی۔ ان باتون سے تو مین ہی خطاکار ثابت ہوتی ہون گویا یہ پاک طینت ہین۔ انکا دھرم مین نے ہی خراب کیا۔

رمبھا نے پھر اصلی بات چھپاکر جواب دیا۔

نریندر ناتھ کیا کہہ رہے ہین سنئے گی۔ کیا تم نے محبت نہین جتائی۔ وہ دن بھول گئے۔ جب تم میرے گھر آئے تھے۔ میرے مکان کی دریان کھنچوا دین۔ میرے آرام و آسائش کا سامان کر دیا۔ کیا یہ محبت کا پھندا نہین تھا۔ کیا جانتی تھی یہ جال ہے۔ یہ مکر ہے۔ مکر و جال مین پھانس کر مجھے کسی طرف کا نہ رکھا۔ میری آبرو مٹی کر دی۔ اب بھولے بھالے بنتے ہین مجھی کو عیبون سے بھری ہوئی سمجھتے ہو۔

نریندر۔ توبہ۔ توبہ جھوٹی باتین کسی طرح اچھی نہین لگتین۔ یہ درست ہے کہ مین نے ہر طرح تمھاری مدد کی تمھارے کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے کا انتظام کیا۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ ان باتون کا مقصد کچھ اور تھا۔ آوارہ مزاج اور بدچلن لوگ ایسا کرتے ہین اور جنھین دھرم کا پاس ہے۔ وہ کبھی بدنظر نہین ہو سکتے۔ مین نے اپنا فرض سمجھا۔ تمھارے ساتھ بھلائی کی۔ کیا کسی مصیبت زدہ کی مدد کرنا گناہ ہے۔ تم بیوہ اور پھر برہمن کنیا ہو۔ تیرتھ درشن۔ دیوسیوا۔ تمھارا فرض ہے۔ اسی لحاظ اور غرض سے مین نے

تمھین تیرتھ درشن کرایا - لیکن اب ان باتون کا مطلب کیا ہو کیا یہ سب کام کسی بُری نیت سے کئے گئے ہین - بغیر سبب عیب مت لگاؤ -

رمبھا پھر چپ ہو گئی اوسنے پھر سوچا نریندر ناتھ کا کہنا صحیح ہے لیکن اُسنے پھر استقلال سے جواب دیا۔

اچھا تو اُسدن ایسا کیون ہوا ؟

نریندر - کیا اس بات کا جواب مجھی کو دینا ہو گا - تم خود اپنے دل سے پوچھ لو صحیح صحیح جواب مل جائیگا - غور کرکے دیکھ لو - تمھین نے مجھے پاپ کے پھندے مین پھانسنے کی کیسی کیسی کوششین کین - لیکن مین بدنصیب اُن پھندون کو نہین سمجھا - اور نہ سمجھنے کا ایک سبب بھی تھا - میرے گھر مین دیوی تھی اسکے پاس رہنے والا شخص کبھی بدچلن ہو نہین سکتا - یہی مجھے یقین تھا - لیکن اب مین بخوبی سمجھ گیا جس شخص کے مزاج مین آوارگی ہے جسپر ہر وقت شیطان سوار رہتا ہو - اُسکا چال چلن کبھی درست نہین ہو سکتا اُس وقت مین بھی اندھا ہو گیا تھا - پورب جنم کے پاپ اودے ہو گئے تھے اس سے تمھاری بحر حسن مین غوطہ لگا بیٹھا - خیر اب خدا خدا کرکے جان بچی ہے - الٹی عقل سیدھی ہو گئی ہے - اچھے بُرے کام کی تمیز ہونے لگی - اتنے پر بھی اپنے پاپون کا پراشچت نہ کر سکا تو سمجھونگا زہریلے کیڑے مین اور مجھ مین کچھ بھی فرق نہین ہے - لیکن میری وجہ سے تم پر قصور نہین - پُر قصور مین ہون میری ہی وجہ سے تمھارا دھرم کرم خراب ہوا - اسکے لئے مین ایشور کے سامنے سماج کے سامنے اور کہنے ہوئے زبان لکنت کرتی ہے اوس دیوی کے روبرو بھی شرمسار اور پاپی ہون -

ان سب باتون سے رمبھا کا دل پھٹ گیا اُسنے سمجھا اب بھی نریندر ناتھ شیام سندری کے عشق مین ڈوبے ہوئے ہین اسی سے انکی آنکھون کا پانی مر گیا - بے مروتی اختیار کرلی - بولی -

خیر جو شدنی تھی ہوئی اور جو شدنی ہے ہوگی - اس وقت تمھین میرے مددگار ہو - تمھین میرے جسم و جان کے مالک ہو - بتاؤ مین کسطرح تمھاری محبت کا

برتن بن سکتی ہوں۔ کسطرح اور کیا کیا کرنے سے تم شیام سُندری کی محبت سے
دست بردار ہو کر میرے ہو سکتے ہو۔

نریندر ناتھ چونک اُٹھے۔ گویا کسی خونخوار اژدر نے ڈس لیا۔ پلنگ سے
اُٹھکر بولے۔

رمبھا! عزت اور زندگی میں شیام سُندری ہی میرے لئے قابل پرستش ہے
جب دل کے چوکھٹے میں اُس کی تصویر منقش ہے تو بھلا کیونکر بھول سکتی ہے
آٹھوں پہر اُسکی یاد بنی رہتی ہے۔ کس میں طاقت ہے جو اُسے میرے خانہ
دل سے نکال دے۔ اُس گھر پر میں کسی اور کو نہیں بٹھا سکتا۔ حالانکہ
میں پاپی ہوں۔ گناہ سے دامن آلودہ ہے۔ نالایق ہوں۔ دیش چھوڑکر
پردیس میں پڑا ہوا بھیک مانگ رہا ہوں۔ لیکن ابھی تک اُسی دیوی کا
سیوک ہوں۔ جب تک زندگی ہے اُس دیوی کے نام کا مالا کبھی ہاتھ سے
چھوٹ نہیں سکتا۔ لیکن تو اداس کیوں۔ ہے؟
کیا اس لئے کہ دُکھ مصیبت اور تکلیف کے گھٹا ٹوپ اندھیرے نے ترے
اردگرد ڈیرا ڈال رکھا ہے۔ اوہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ گھٹا ٹوپ اندھیری
کے بعد چاند نکلا کرتا ہے۔ کیا تو نہیں جانتی کہ جب تک گھنگھور گھٹا آسمان
پر چھاکر سورج کو نظروں سے اوجھل نہیں کرتی۔ نباتات اور حیوانات کو زندگی
بخشنے والا مینہ نہیں برستا کیا تجھے پتہ نہیں کہ جب تک کسان اساڑھ کی سخت
گرمی کو برداشت نہیں کر سکتا وہ کبھی اس بات کی اُمید نہیں کر سکتا کہ ساون
کے کالے کالے بادل اُٹھیں گے اور اُسکے مُرجھائے ہوئے کھیتوں میں زندگی
ڈالیں گے۔ پیاری رمبھا! کیا تو قدرت کے کرشموں کا مطالعہ نہیں کرتی۔
دیکھ مُرجھائی ہوئی چیز کے لئے قدرت میں کوئی جگہ نہیں۔ دوپہر کی تیز دھوپ
سے مُرجھائی ہوئی ٹہنیاں اگر شام کو اپنی اصلی جوبن پر نہیں آجاتیں۔ تو
اُنھیں ایندھن بن کر آگ کی نذر ہونا پڑیگا۔ وہ سبز سبز پتے جو اپنی سبزی
چھوڑ دیتے ہیں بہت جگہ ہوا کے تیز جھونکے درختوں کی دھانی پوشاک
اُتار کر خس و خاشاک بنا دیتے ہیں دیکھو رمبھا! دنیا کی ہر چیز بننی ہے

اور جب تک اپنی اندر زندگی رکھتی ہے اسکی یہ ہنسی یہ مسکراہٹ دور نہین ہو سکتی
جسدن جس گھڑی جس لمحہ یہ مسکراہٹ قدرت کی اشیاء پر سے دور ہو جاتی ہی
اسی گھڑی اسی لمحہ سے اس کیلئے موت کا سامان پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ
اس دنیا مین افسردہ دل کے لئے جگہ نہین۔ یہ دنیا زندون کی دنیا
ہی مردون کی نہین اور زندگی زندہ دلی کا نام ہے۔ پس جب تک
تو زندہ ہے تجھے زندہ رہنا ہو گا۔ دُکھ اور تکلیفین آتی ہین اس لئے
نہین کہ تو بھو ہڑون کی طرح ہمت ہار کر بیٹھ جائے۔ رُونی صورت
بناکر ٹسوے بہانے لگے نہین نہین۔ دُکھ اور تکلیف اس لئے نہین آتے
اور نہ اِس طرح رونے سے دور ہو سکتے ہین دُکھ اور تکلیف آتے ہین تاکہ
تیری اصلی قیمت کی پرکھ ہو دنیا کو تیرے جوہر کا پتہ لگے۔ اس لئے کہ تو خود
اپنی قدر و قیمت کو جان سکے۔ سونے کا امتحان جس وقت کیا جاتا ہے تو کوئی
شخص اسکی حالت زار پر آنسو نہین بہاتا اسلیے کہ سب جانتے ہین جبتک آگ کی حرارت نہین پہنچیگی
کھرے کھوٹے سونے کا امتحان نہین ہو سکتا اس لئے جس وقت کوئی تکلیف آئے۔ کوئی مصیبت آئے ہنستے
ہوئے چہرے کے ساتھ اُسکا استقبال کر تیرے اندر ایک مستقل ارادہ ہو ایک
عزم بالجزم ہو لیکن چہرہ پھول کی طرح کھلا ہو اور یقین رکھ کے مصیبتون کے
پہاڑ بھی تیرے سامنے ٹھہر نہین سکتے۔ تو آتما ہے۔ شکتی ہے۔ طاقت ہے
تیرے مقابلے مین آنے کی کسی کو جرأت نہین۔ پرماتما سرد گیہ سرد شکتیمان
ہین تو بھی آتما ہے خدا کی طاقتین ایک خاص حد تک تیرے اندر بھی موجود
ہین تجھ سے بڑھکر اگر کوئی شکتی اس عالم اسباب مین موجود ہے تو وہ صرف
وہ شکتی ہے جسے پرماتما کہتے ہین اس لئے تجھے خوف کسی کا۔ یاد رکھ دنیاری
تکالیف محض تیری غلطیون کا نتیجہ ہی اس لئے کسی کو اپنی غلطی کی درستی کرتے
وقت منھ بسورنا نہین چاہیے۔ اگر تجھ سے غلطی ہوئی ہے کھلے دل کے ساتھ
اوسکی تلافی اور آیندہ کے لئے اُس سے محتاط رہنے کی کوشش کر
یہی ایک طریقہ ہے۔ جس سے تو اس سنسار مین زندہ رہ سکتی ہے
سُن مِّن شاعر کہتا ہے ۔

اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنسکر گذار یا اُسے رو کر گذار دے

جب تجھے اس سنسار مین رہنا ہے تو کیون افسردگی سے دن گذارنی ہے۔ تکلیفین اگر آنی ہین تو تیرا رونا تجھے فائدہ نہین پہونچا سکتا تو خوش رہیگی تو دُکھ اور تکلیف مین بھی زندہ دلی کو نہین چھوڑیگی پھر وہ تکلیف کم دُکھ دایک ثابت ہوگی۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہین کہ تو اس تمام رنج والم کو بھُلانے کی کوشش کرے دُکھ اگر آتا ہے تو آئے ہمیشہ ایک رس رہے۔ اگر خوشی ہوتی ہے تو خوشی مین حد سے نہ گذر جائے کیونکہ ایک حد سے گذرنا غم کا پیش خیمہ ہے۔ یہ دنیا ایک چکر ہے اس مین سب سے اونچے درجہ پر پہونچے گا اسکے لئے ہر وقت گرنے کا امکان ہے اس لیے کبھی خوشی مین حد سے نہ گذر اور نہ غم ہی کو دیکھکر بھوؤن پر بل ڈال اور یقین رکھ کے تیری زندگی ایک ایسی زندگی ہوگی کہ بڑی بڑی بیگمین اور خاتونین اسپر رشک کرینگی۔

بات ختم کرتے ہی نریندر ناتھ باہر چلے آئے۔ رمبھا وہین بیٹھی بیٹھی آنسو بہانے لگی۔

باب ۲۲ بائیسوان

نریندر ناتھ کے سمجھانے پر بھی رمبھا کے دل کی لگی ہوئی آگ فرد نہو سکی۔ اوسے فکر تھی کہ نریندر پر پھندا ڈالے اور محبت کی بانسری بجا کر اوسکی جسمانی اور روحانی طاقتون پر اپنا قبضہ کرلے۔

ادھر نریندر ناتھ نے تہیہ کرلیا کہ آج شام تک اپنے تئین کسی باغ کے کنج مین چھپا رکھنا چاہیے۔ وہ اسی فکر مین تھے کہ پاس ہی ایک دلخوشکن باغ نظر پڑا اوسے دیکھتے ہی نریندر بلا وسواس اندر گھس گئے۔

دل خوشکن باغ درحقیقت دل خوش کرنے والا تھا۔ درختون کی باقاعدہ قطارین اور انپر چڑھی ہوئی بیلون سے عجیب لطف نظر آتا تھا۔ دیکھنے

والا پہر دن کھڑے کھڑے دیکھتا اور نیت آسودہ نہین ہوتی - دور سے معلوم ہوتا تھا گویا کسی نے رنگین غالیچہ بچھا رکھا ہے - زمین پر ہری ہری دوب عجیب بہار دے رہی ہے - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے روح کو تازگی بخش رہے ہین اس باغ سے بھی نریندر کے دل کی کلفت نہین مٹی - کیون نہین مٹی - اسکا سبب ہے - سبب یہی کہ لوگون کی آمد و رفت وہان بھی تھی - لوگ اُنھین بھی دیکھ رہے تھے - افسوس بدقسمتون کو کہین بھی شانتی نہین ہوتی - نریندر ناتھ نے سوچا - شام تک یہین رہنا چاہیے - جب رات کی سیاہی اچھی طرح پھیل گئی - نریندر ناتھ آہستہ آہستہ قدم رکھتے باغ کے ایک گوشے مین پہونچے - جہان انسان کا پتہ نہ تھا - نریندر ناتھ آہ سرد بھر کر زمین پر بیٹھ گئے اور خیالی گھوڑے چھوڑ دیئے اگر اب اُس قابل نفرت مکان مین نہ جا کر کسی دوسری جگہ چلدین تو کیا ہرج ہے - ہرج بہت سے ہین کیونکہ رمبھا نے سیکڑون بار یہی کہا ہے کہ وہ اُنھین کے لئے اپنے مان بھائی کو چھوڑ چکی ہے - وہ اُنکے قدمون مین پناہ لائی ہے اپنی زندگی نریندر ناتھ ہی کے دامن عاطفت مین گذار دینا اُسکا منشا ہے یہ بجا ہے کہ اُسکے پریم سے نریندر ناتھ خوش نہین ہین ذرا بھی دلچسپی نہین - اور نہ وہ اُسے کسی طرح چاہتے ہین - پھر بھی وہ اُنھین کے عشق مین سڑن سودا ہو گئی ہے اُس سے اِسطرح قطع تعلق - کر لینے سے ادھرم کے اُپر پھر ادھرم ہو گا - اس لئے اُسے سمجھا بجھا کے کسی طرح اسکے گھر بھیج دینا چاہیے اور اسی طرح اپنی بچت بھی ہے بغیر اسکے ٹھکانے لگائے کسی طرح گذارہ نہین -

کئی منٹ گذر گئے - شام ہو ہی چکی تھی - ظلمت کی کملی پھیلتی جاتی تھی - نریندر ناتھ وہان بیٹھے بیٹھے اُکتا گئے - یکایک اُٹھے اور سر نیچا کئے اپنے اُسی ڈیرے پر چل دیے جہان یہ پہلے سے فروکش تھے - چلتے چلتے ایکبار سر اونچا ہو گیا - کچھ دور پر ایک بنگالی آتا نظر پڑا اس گانون مین آجتک کسی بنگالی سے بات چیت کی نوبت نہین آئی تھی - سودیشی آدمی دیکھکر نریندر ناتھ کے دل مین حُب وطنی نے جوش مارا - سیکڑون بچھوون کے ایکبار ڈس لینے سے

جیسی اذیت ہوئی ہے۔ نریندر کے قلب و جگر بین بھی اسی طرح کی اذیت ہونے لگی۔

یہ آدمی کون ہے۔؟ اندھیری کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ اسوجہ سے پہچاننا دشوار ہوا۔ نریندرناتھ نے اُس سے ملنا نہ چاہا۔ اس لیئے وہ منھ پھیرکر دوسری راہ چلنے لگے۔ لیکن یہ کیا۔ پیچھے پیچھے کون آرہا ہے نریندرناتھ کو اتنی فرصت کہان کہ پلٹ کر دیکھتے یہ کون اپنا تعاقب کررہا ہے۔ بلکہ پیچھے آتے دیکھکر اُنھون نے خود اپنی رفتار تیز کردی۔

درحقیقت ایک شخص اُنکا پیچھا کررہا تھا اوسکے کپڑے اور اوسکے استعمال کرنے کا ڈھنگ بنگالیون کا ایسا تھا۔ نریندرناتھ کو تیزی سے قدم رکھتے دیکھ وہ بنگالی بھی اونکے پیچھے دوڑنے لگا۔ قریب آکر بولا۔

بھائی نریندرناتھ!

آواز سُنکر نریندرناتھ پہچان گئے کہ یہ بنگالی اور کوئی نہین ہے چندرشیکھر ہے۔ اب کیا تھا نریندرناتھ تو سکتہ سا ہوگیا۔ کچھ جھجک اور کچھ شرم سے سر نیچا ہوگیا۔ دیکھا بنگالی کے پاس شیام سندری بھی کھڑی ہے۔ پرنام کرتی ہوئی وہ کہتی ہے۔ ناتھ! اب داسی کے خطا بین معاف ہون۔

آواز سنکر نریندرناتھ کے منھ سے چیخ نکل گئی۔

پیچھے دوڑنے والا ہمارا دوست چندرشیکھر ہی تھا۔ چندرشیکھر نے اور قریب پہونچکر آواز دی۔

بھائی صاحب! بڑی دقتون سے ملے ہو۔ نہ جانے کون پُن (ثواب) آڑے آئی۔ خدا جانے کہان کہان کی خاک چھانتا رہا۔ کن کن شہرون کی ہوا کھائی۔ جگہ جگہ پتا لگایا۔ لیکن فضول ہوا۔

نریندرناتھ کے منھ پر خاموشی کی مہر لگی ہوئی ہے۔ چندرشیکھر نے پھر ٹوکا کیون اتنی بزدلی اور ڈر سمایا ہوا ہے۔ اسقدر نحیف کیون ہوگئے ہین۔ کیا۔ آپ بیمار تھے۔ کون مرض تھا۔

نریندرناتھ کچھ جواب نہین دیتے۔ خاموش کھڑے رہے چندرشیکھر نے

پانوَن پکڑ لئے - قدمون کی خاک سروجبین پر ملی - اب نریندر ناتھ کی کچھ عقل ٹھکانے ہوئی - چندر شیکھر کو قدمون پر گرتے دیکھکر پیچھے ہٹ گئے - سوچا مجھ گنہگار کے پانوَن چھونے سے اسکا جسم ناپاک ہو جائیگا - چندر شیکھر نے کہا -

بھائی صاحب! آپ بولتے کیون نہین - آج قسمتون سے آپ کے درشن ہوگئے پھر آپ اپنے غلام سے بولنے کے روادار نہین - بولو بھیا بولو - رنج وغم کے سبب سے میرے کلیجے مین شگاف پر شگاف ہورہے ہین -

اب کی دفعہ نریندر ناتھ کی زبان کھُلی - لیکن یہ آواز کیسی ہے -؟ ایسی کمزور آواز جانکنی کے وقت ہوا کرتی ہے - گویا بات کرنے مین نریندر کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا تھا -

اُنھون نے کہا -

"چندر! مین بیمار نہین ہون - تم میرے پاس کیون آئے - مجھے اب کچھ نہین کہنا ہے -

چندر شیکھر بولا -

"اگر میری نگاہ غلطی نہین کرتی تو کہہ سکتا ہون آپ کی شکل عجیب بھیانک ہورہی ہے - آپ کی آواز مین بہت کچھ سوز وگداز ہے - آپ دقت سے بول رہے ہین گویا آپ کی قوت گویائی مین ضعف آگیا ہے - پاس کیون آئے - یہ آپ کیا کہہ رہے ہین - ہم سب تو آپ کو دیکھکر پاگل ہوئے جاتے ہین یہ بھابھی -

نریندر ناتھ چونک اُٹھے - بے ساختہ منھ سے نکل گیا - ہائین چندر شیکھر بھابھی نے کھانا پینا ترک کردیا - دیوانون کی طرح دیوارون سے سر ٹکراتی رہتی ہین - ہوش وحواس نہین - صرف آپ کے درشنون کی اُمید سے اب تک زندہ رہین یہ سنکر نریندر ناتھ بیہوش ہوکر آندھی سے ٹوٹے ہوئے درخت کی طرح زمین پر گر پڑے - چندر شیکھر نے لپک کر دونون ہاتھون سے اونھین سنبھال لیا - نریندر ناتھ کو معلوم ہوا رنج وغم کی بجلی

شیام سندری شکایت کی پوٹلی لئے سامنے کھڑی ہے۔ سامنے ہی نہیں۔ جدھر نگاہ اٹھتی ہے شیام سندری کھڑی ہے۔ چندر منڈل میں۔ درختوں کے پھولوں میں اور درختوں کے پھنگیوں پر بھی شیام سندری کھڑی ہے بہت دیر تک نریندر ناتھ کو یہی دیکھ پڑا۔ آنکھوں سے اشک کا سوتا جاری تھا۔ آنسو ٹپ ٹپ زمین پر گر رہے تھے۔ روتے روتے چندر شیکھر کی گود تر ہو گئی۔ چندر شیکھر چپ ہے۔ بہت دیر کے بعد نریندر ناتھ نے پکارا "چندر شیکھر"

چندر شیکھر۔ بھیا!

نریندر ناتھ۔ تم کیوں آئے ہو۔؟

چندر شیکھر۔ اس سوال کا کوئی جواب نہیں۔ جسے میں دیوتا سمجھتا ہوں اوسکی میں نے کیوں تلاش کی۔ اسکا جواب فضول بالکل فضول ہے۔

نریندر۔ تم کہاں ٹھہرے ہو۔ مجھے لے چلو۔

یہ کہکر نریندر ناتھ اوٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

باب تیئسواں ۲۳

دیوانی عدالت میں چندر شیکھر اور بھیرو کا جو مقدمہ چل رہا تھا اوس میں طرفین کے گواہوں کی شہادت ہو چکی ہے۔ تنقیحیں بھی قایم ہو گئیں۔ بیان بھی ہو گئے صرف حکم دینا باقی ہے۔ لیکن چندر شیکھر کو حکم کی کچھ پروا نہیں۔ اسکی روح تو نریندر ناتھ کی تلاش میں بالا دوی کر رہی ہے۔ وہ ضرور اونکا پتہ لگائیگا۔ ٹھیک ہے کہ اوسکے پاس دولت نہیں۔ آدمی نہیں لیکن روحانی قوت تو ہے۔ گوبندجی۔ شیام سندری اور نوکر چاکر داس داسیاں بھی مکان واپس آگئیں لیکن نریندر ناتھ کا پتہ نہیں۔ وہ کہاں ہیں۔ یہ سوال اوٹھتے ہی چندر شیکھر کے دل و دماغ میں عجیب الجھنیں ہوئیں۔ گھر بیٹھنا شاق ہو گیا فکر و اندیشہ کی پوٹلی باندھکر آخر کار گھر سے نکل پڑا۔ اوسکے جانے کے خبر گاؤں

دالون مین صرف دو آدمیون کو تھی - شیام سندری اور گو بند دادا اس خبر سے واقف تھے - کیونکہ ان دونون کو نریندر ناتھ کے گم ہونے کا از حد قلق تھا - چندر شیکھر کو اس سفر مین کن کن مصائب اور تکالیف کا بار شانون پر رکھنا پڑا تھا اُسکے لکھنے کی یہان ضرورت نہین -

چندر شیکھر کے چلے جانے پر مقدمہ کا حکم سنایا گیا -

حکم یہ تھا - بھیج ہر کی جائداد کا نصف حصہ چندر شیکھر اور اُسکے بھائی کو ملے - علاوہ اُسکے بھیج ہر نے جو اپنے جمع خرچ کا حساب پیش کیا ہے - وہ بالکل غلط ہے قابل اعتبار نہین - اس حساب مین جن رقوم کا خورد برد کیا گیا ہے اور اونکا حساب کچھ ایسا مہمل طریق سے دکھایا گیا ہے عدالت کو اُسپر اعتبار ہی نہین ہوتا بہر حال اس رقم کو نکال دینے سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اب بھی بھیج ہر کے پاس دو ہزار روپیہ نقد ہے اس روپے مین بھی چندر شیکھر کو ایک ہزار کی ڈگری دی جاتی ہے وہ اسکا اجرا کرا سکتا ہے - چونکہ اس مقدمے مین بہت سے آدمیون نے جھوٹی شہادت دی ہے اُن مین زیادہ تر بھیج ہر اور جوگن بابو کی شہادتین بالکل لغو ہین - اس لئے میرے راے مین تمام جھوٹے گواہون اور مخصوص بھیج ہر اور جوگن بابو پر فوجداری مقدمہ دایر کر دینا واجب ہے - چندر شیکھر اپنے فوجداری کیس دائر کرے -

ایسا ہولناک حکم ملنے پر بھیج ہر کی بُری حالت ہوگئی اب کوئی بحث کا طریقہ نہین - وکیل مختارون نے صاف کہہ دیا کہ اپیل دائر کرنے سے بھی کچھ نتیجہ نہ نکلیگا - زمین - باغ - مکان - دوکان - ظروف - کپڑے لتے - روپیہ پیسا جو چیز ہے اُسکا بٹوارہ ہو جائیگا - بھیج ہر کو اس بات کی بھی فکر لاحق ہوگئی کہ جو دو ہزار روپیے مین نے علیحدہ کر رکھے تھے اُن مین بھی داغ لگ گیا - چندر شیکھر کو ایک ہزار دینا ہی پڑیگا - خدا جانے اس نالائق نے کب کی عداوت نکالی - بھگوان ! کیا دھرم کا یہی نتیجہ ہے - کیا سادگی زندگی بسر کرنے کا پھل ہے - بھیج ہر کو اچھی طرح یقین ہوگیا - دھرم بالکل لغو چیز ہے - برہمنون کی کرتوت ہے - اپنے لینے کے لئے دھرم کا ڈھکوسلا

نکال دیا ہے۔ سندھیا۔ گائیتری اور اگنی ہوتر وغیرہ سب جھوٹھی ہین
بجا ہے۔ بھیج ہرجی! بجا فرماتے ہین۔ پاکھنڈی لوگ جب کسی کشمکش مین
پھنس جاتے ہین ایسا ہی بک اُٹھتے ہین۔
درحقیقت بھیج ہر کو خلاف حکم نکلنے سے بہت بڑا صدمہ ہوا اتنا بڑا صدمہ
اولاد کے مرجانے کا بھی نہین ہوتا۔ بھیج ہر زمین پر سرنگون پڑا رہتا ہے
مگر اُس کی جورو نے جسے کچھ دھرم کا خیال ہے صبر و استقلال سے کام لیا۔
شوہر کے پاس آکے بولی۔
"تم کیون اسقدر رنج اُٹھا رہے ہو۔ بیکار دل ہلکان کر رہے ہو
جو نشدنی تھا ہوا۔ اور جو ہونا ہے ہو گا۔
بھیج ہر۔ رانڈ! تو بھی جلے پر نمک چھڑکتی ہے۔ بھاگ جا یہان سے
ورنہ مارے جوتون کے کھوپڑی پلپلی کر دونگا۔
آئی ہے چندر شیکھر کی وکیل بن کر۔
بھیج ہر کی عورت گالیان سنتے ہی سُن ہو گئی سمجھی آگ لگی ہوئی ہے زیادہ
کریدنے سے اور بھڑک اُٹھے گی۔
اس لحاظ سے وہ چلتی ہوئی۔
پانچ دن بعد بھیج ہر کو ہوش آیا۔ عقل ٹھکانے ہوئی پھر دور کی سوجھنے لگی
سوچا! ڈگری ہو یا نہو اب چندر شیکھر کو دھوکا دینا چاہیے۔ دو چار
مہینے پہلے کی تاریخ ڈال کر ساری جائداد رہن کر دی جائے۔ پھر ڈگری
ہوجانے پر بھی دخل نہو سکیگا یہ سوچکر وہ اپنی ضروری کام سے فراغت
پاکر دوپہر کے وقت بھرچہ پال کی خبر لی۔ جن لوگون کی آمد و رفت ہمیشہ
سے جاری تھی۔ بھیج ہر کے آتے ہی جمع ہونے لگے۔ بھیج ہر نے اپنے دلی
راز کو بجز ایک آدمی کے اور کسی سے نہین کہا۔
ڈگری کے اجرا کی ابھی تک نوبت نہین آئی۔ خیر جو کچھ ہو جائداد غیر منقولہ
کا تو بٹوارہ ہی ہوگا رہا نقدی کا سودا اُسے کوئی جانتا نہین۔ کہ پردادا
کے پاس کتنا روپیہ ہے۔ اس نقد روپیہ مین جو کچھ ہاتھ اُٹھا کر دیدینگے چندر شیکھر کو

وہی بہت کچھ ہوگا۔
چندر ناتھ بولا۔
نا بھائی! جھگڑا اصل مین سلٹنے والا نہین۔ غیر منقولہ جائداد کے علاوہ نقدی مایہ ببا ط کے معاملے، ہین پانچ شخص ملکر کام کرین۔ تو شاید کوئی معقول انتظام ہوسکے۔ اور جائداد تقسیم ہونے سے بچ جائے۔ چندر شیکھر لائق آدمی ہے۔ اسے سمجھا بجھا دینے سے کچھ کام چل سکتا ہے۔ جبراً کچھ نہین ہوسکتا۔
ہمارے گنڈون شہدون کے سرغنہ برموہ دیو جی مہاراج نے زبان فیض ترجمان سے فرمایا۔
لیکن آجکل تو چندر شیکھر کی صورت دکھائی نہین دیتی۔ وہ یہان ہوتا تو معاملہ سیدھا ہونے کی راہ نکلتی۔
تاراچندر۔ چندر شیکھر کا ہونا نہونا برابر ہے ہان نربندر ناتھ آج یہان ہوتے تو منت سماجت سے کام نہ نکل سکتا تھا۔
بھیج ہر۔ اُسکا پتہ لگانا سہل نہین ہے۔ اُسنے تو اس گانوں کی ناک کٹوادی۔ رمبھا کو لیکر کسی طرف نکل گیا۔ اسکا پلٹنا مشکل ہے۔
جو ملاح پہلی کمیٹی مین دور بیٹھا باتین سُن رہا تھا۔ وہ بھی آج مجلس مین حاضر ہے۔
بھیج ہر کی بکواس سنکر بول اُٹھا۔
نہ پلٹنے کا کون سبب۔؟ رمبھا کو لیکر بھاگ جانے نے کیا یہان آنے مین روکاوٹ ڈال دی ہے۔ اُنھین کون منع کرنے والا ہے۔ وہ زمیندار ہین پیسے والے ہین۔ تمام دن اُنھین لوگون کے ساتھ بھلائی کرتے گذرتا ہے۔ پھر کسکی ہمت ہے جو اُنسے کچھ کہے
ہر مھ دیو۔ سچ کہتے ہو بھائی! نریندر ناتھ تو ایک عورت کو لیکر بھاگے ہین۔ لوگ تو اس سے بھی بڑھکر جرم کرتے ہین۔ عورت کا بھگالیجانا کوئی بھاری جرم نہین اس لئے وہ چاہین تو آسکتے ہین۔ ہرداد ابغیر ان کی

خوشامد کئے اس مقدمہ مین تمھارا بھلا نفع نہو گا۔
بھج ہر۔ آجکل کیسے نامنصفانہ برتاؤ ہوتے ہین۔ انصاف کے ڈھرے پر تو کوئی چلتا ہی نہین۔ اس کلجگ مین کوئی بھی غریب کی مدد کرتا ہے بھائی جو کچھ نوشتہ تقدیر ہے ہو گا۔ مگر مین اس ضعیفی کے عالم مین چند ٹکو کی خوشامد کرنا نہین چاہتا۔ آجکل اگر ایک آدمی ہوتا تو کام نکل جاتا جوگن بابو کئی روز سے نہین دیکھ پڑتا۔ نہ معلوم کہان ہے۔؟
ملاح۔ وہ تو اُسی دن چلا گیا تھا۔ جسدن گوبند دادا اور بہو رانی گاؤن سے باہر گئی مین چندرناتھ۔ بہو رانی کہان گئین کچھ خبر ہے۔
ملاح۔ نہین۔
بھج ہر۔ جیسی ہانڈی ویسا پیالہ۔ بابو گاؤن کی لڑکی لیکر بھاگ گئے اسی طرح ممکن ہے بہو رانی بھی کسی نوجوان پٹھے کے ساتھ نکل گئی ہون ارے۔ کہین جوگن کی قسمت تو نہین چمک اوٹھی۔ وہ بڑا چالاک ہے۔ ممکن ہے نریندرناتھ بن بیٹھا ہو۔
ملاح۔ رام! رام!! ایسا مت کہو۔ بہو این بھگوتی ہین۔ اونپر کلنک لگانے سے پاپ ہو گا۔
تاراچندر۔ ناممکن کچھ بھی نہین۔ جیسا آجکل کا زمانہ ہے اوسے دیکھتے سب ممکن ہے۔ معلوم ہوتا ہے جوگن بابو ہاتھ صاف کر گیا۔ رہی سانجھ رہنے والے گوبند دادا کی بات اونکا تو حال بالکل چمر گدھ کا سا ہے جسنے دو پیسے دیئے بس اوسی کی ہو رہے۔
باتین ہو رہی تھین تاراچندر کی بات کا جواب ابھی کوئی دے نہ سکا تھا اتنے مین رسودھو بن آگئی۔ آجکل رسو کی حالت بہت خراب ہوگئی ہے وہ اسقدر نحیف و زار ہوگئی ہے کہ چلنا دشوار ہے۔ روہت بدل گئی ہے جسم کالا پڑ گیا ہے کپڑے بالکل شکست ہین لنگے بن سنر پیوند لگے ہوئے ہین۔ تن کا ہوش نہین ہے۔ ہوش ہے صرف بکنے کا۔ جنکی صورت اچھے اچھے دلرباؤن کو بات کرنی تھی۔ آج وہ بھوتنی معلوم پڑتی ہے

جسکی صورت دیکھنے کے لوگ مشتاق تھے آج اُسکی شکل سے خوف معلوم ہوتا ہی رمو چپ چاپ آکر کھڑی ہو گئی۔ کسی سے کچھ نہین کہا۔ نہ روئی نہ دُہوئی نہ چیخی نہ چلائی۔ بت کی طرح ساکن کھڑی رہی۔ اُسے اسطرح کھڑی دیکھکر بھیج ہرنے ٹوکا۔

تو کیون آئی۔؟

رمو۔ مین کیون آئی؟ ہان مین آئی ہون۔ تم ستی سادھوی کو بدنام کر رہے ہو۔ منھ ٹوٹ جائیگا۔

بھیج ہر۔ ٹوٹ جانے دے۔ اسکی فکر مت کر۔ جا یہان سے۔

رمو۔ ہان ہان۔ مین بھی جاؤنگی۔ اور تم بھی جاؤگے۔ یہان کا مزا کچھ تمھارے ہی حصے مین نہین ہے میرا وقت پورا ہو گیا۔ اور تمھارا بھی پورا ہو گیا۔ مین رانڈ ہون۔ نیچ قوم ہون۔ پھر بھی تمھاری طرح پاجی نہین ہون ستی کی عزت سمجھتی ہون۔ تمھارا منھ ٹوٹے گا۔ اوسکی مذمت کرتے ہو شرم نہین آتی۔

بھیج ہر نے کچھ جواب نہین دیا۔ اور نہ کسی نے کچھ ٹوکا۔ لگی پھر بولی۔ جوگن بابو بھی تمھاری ہی طرح بدمعاش لقہ شہدا ہے۔ وہ لکشمی کے منھ کو نہین دیکھ سکتا۔ تم مقدمہ ہار گئے بہت اچھا ہوا۔ دھرم کی مشین ہوا چلاتی ہی۔ لیکن پاپ کا پیچھا ابھی تک نہین چھوڑا اب موت سر پر ہے۔ کیا بھول گیا۔

اب کی دفعہ بھیج ہر جانے سے باہر ہو گیا۔ جھلا کر بولا۔

اچھا۔ اچھا۔ تجھے ان باتون سے کچھ مطلب نہین۔ ہم سب جانتے ہین جا یہان سے۔

رمو۔ نہین جاتی۔ مطلب سے کھڑی ہون۔ مانا مین پاپن ہون لیکن تیری طرح نہین۔ کیا بھول گیا۔ جب تو میرے قدمون سے لگ کر رویا کرتا تھا۔ مین اوسی دن سے تیری بھلائی جانتی ہون۔ بہت دن تیرے ہاتھون کے دونے کھائے ہین آج جان گئی جو مال اڑتا تھا چندر شیکھر کے

باپ کی کمائی کا اڑرنا تھا۔ آج مین اور بھی کیفیت جاننے کے لیئے آئی ہون۔ بھیج ہر نے چوپال سے اُٹھکر رمو دھوبن کے سر کے بال پکڑ لیے۔ اور کہا۔ رانڈ امار ہی ڈالونگا۔ جا بھاگ یہان سے۔

رمو۔ طاقت بھی ہے۔ کچھ یاد ہے۔ ایکدن مین نے مارتے مارتے تیری پیٹھ لال کردی تھی۔ آج تو بال پکڑ کے مارنا چاہتا ہے۔ ہوشیار رہ میرے بھی ہاتھ پانوءن سلامت ہین ٹوٹے نہین۔ تیرے گناہ کا پیالہ بھرنے کو ہے۔ اسی سے کچھ نہین کہتی۔ جب چھلکنے والا ہوگا مین لات مار کر اُسے پھوڑ دونگی۔

یہ سنکے طیش و غضب مین آکر بھیج ہر نے ایک ایسی لات جمائی رمو اوندھے منھ زمین پر آ رہی۔ پھر تو خوب لات گھونسون سے خبر لی۔

رمو چیخنے چلانے لگی۔ چوپال کے لوگون نے اُٹھکر بھیج ہر کو پکڑ لیا ہمسائے کی عورتین نکل آئین۔ دیکھا رمو چپ چاپ پڑی ہے۔ منھ سے خون گر رہا ہے۔ جسم بے حرکت ہو گیا ہے چارون طرف شور مچ گیا بھیج ہر نے رمو کو مار ڈالا۔ عورتون نے ہائے ہائے کا شور مچا دیا۔ بھیج ہر سمجھا بیشک میری لات اور گھونسون سے اسکا دم نکل گیا۔ اب کیا تھا جتنے بھیج ہر کے ہان مین ہان ملانے والے مصاحبین تھے ایک ایک کر کے کھسکنے لگے۔ پڑوس کی عورتین جلدی سے پانی لے آئین اور رمو کے منھ پر چھینٹے دینا شروع کیئے۔ اوسکے منھ سے اب تک خون جاری تھا۔ چھینٹون سے کچھ نہین ہوا۔ پنکھا چلنے لگا۔ اس سے بھی کچھ نہوا۔ رمو نے آنکھ نہ کھولنا تھی نہ کھولی۔ بھیج ہر کے پانوءن تلے کی زمین نکل گئی۔ سمجھا۔ اب دھر لیا جاؤنگا۔ خون کا الزام میرے سر تھوپ دیا جائیگا۔ ادھر گھر والے بھی بے کہے سنے کہین بھاگ گئے۔

ایسی باتین بغیر پر کے اُڑا کرتی ہین رمو کے قتل کی خبر گرد ہوا مین مل کر تمام دیہات مین پھیل گئی۔ پہر بھر رات گذر جانے پر تھانہ کے کچھ سپاہیون کے ساتھ جمعدار نے بھیج ہر کا مکان گھیر لیا۔ تاراچندر اور

چندر ناتھ بھی پکڑ بلائے گئے - دونون کے بیانات لئے گئے رمو مقتول کی
لاش سرکاری ہسپتال مین چالان کردی گئی - اتفاق سے رمو کے
دل کی دھڑکن ابھی باقی تھی - مکان کی عورتین بھی بھیج ہر کی خبر ہونے
کے لئے پریشان کی گئین لیکن بھیج ہر کہان بھاگ گیا اسکا کچھ پتہ نہین
لگا - آج کی تمام شب تفتیش مین گذری - بھیج ہر کی جو دو ہاتھ جوڑ کر
بھگوان سے مستدعی ہوئی - دیوا اس وقت آپ کے سوا میرا کوئی مددگار
نہین ہے - آپ ہی سب سے بلوان ہین - سرگ نرک کی بات تو
دور رہی دنیا ہی مین پاپ کرنے کا پھل مل جاتا ہے - دینا ناتھ
مجبور ہون کیا کرون - ؟ لیکن اگر مین ستی سادتری ہون پت کی سیوا کرنا
پرم دھرم سمجھتی ہون تو مجھے بدھوا ہونے سے بچائیے - یہ دکھ مجھسے
سہا نہین جائیگا -

تین دن کے بعد گوبند پور موضع مین ایک کسان کے مکان پر بھیج ہر
گرفتار کیا گیا - اسنے بھاگ جانے کی بہت کچھ کوششین کین لیکن عزرائیل
کے ڈر سے بھاگنا دشوار تھا - پکڑ لیا گیا - بہت کڑی بیڑی ڈال کر
پولس نے بھیج ہر کا چالان کر دیا -

۲۴
باب چوبیسوان

رمبھا اکیلی ہے - لکھنؤ آنے کے بعد سے اسنے نریندر ناتھ کو دم بھر کے لئے نہین
چھوڑا - ہر وقت انکے دم کے پیچھے رہتی اور محبت کی آگ بھڑکانے کی کوشش
کرتی - نریندر پر اب کچھ اثر نہین پڑتا - رمبھا نے نریندر پر قابو جمانے کے
لئے بہت جال مارے مگر کوئی کارگر نہین ہوتا جو جال چلتی ہے الٹی پڑتی ہے
ایک رات رمبھا نریندر کے پاس گئی اور درد دل کی کہانی سنائی - نریندر
بولے - بیٹھو رمبھا آج مین تمھین ایک کہانی سناتا ہون جس سے تیرے

دل کی کلفت مٹ جائیگی۔ آتما صاف ہونے سے ایشور کا پریم ہو گا۔ جس سے
تیری دنیا و آخرت دونون بن جائینگی یہ کہکر نر بندر نے داستان چھیڑ دی۔
نوکیلی کٹیلی جھاڑی تھی۔ ننھے پتے تھے جو اس کا زیور تھے۔ کانٹے تھے اور
سُرخ و سبز چھوٹے چھوٹے پھل تھے۔ یہ ایک جھاڑی تھی اور اُسکے چارون
طرف ریگستان تھا۔ جسپر گھاس کا ایک تنکا بھی دکھائی نہین دیتا تھا
سُنسان ریگستان مین تنہائی و یکتائی سے اُکتا کر جھاڑی نے سرد آہ کھینچی
اُسکے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ ٹہنیان ہلین اور شبنم کے قطرے نیچے گر پڑے

دل مین اک درد اُٹھا آنکھون مین آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانیے کیا یاد آیا

جھاڑی مضطربانہ حالت مین چلائی۔ پکاری اور فریاد کرنے لگی۔ آہ! اس
دنیا مین مجھ سا بھی کوئی کمبخت ہو گا۔ میرے اوپر آفتاب کے آتشی تیر کشش کے
غضب کے چلتے ہین۔ میرے گرد ہوا تند اور آتشکدہ کی گرمی سے
بڑھکر گرم چلتی ہے۔ میرے نیچے ریگستان ہے جو بنجر ہے۔ اور ریت کے
سوا گھاس کی ایک پتی بھی نظر نہین آتی۔ اے کاش مین کسی بادشاہ
کے باغیچہ مین ہوتی تو جیسا کہ مین نے اکثر ہوا سے آتے جاتے سنا ہے وہان
کے خوشنما منظرون سے لطف اُٹھاتی ہوا کہتی تھی اُسے وہان سرد جامہ پہنایا
گیا۔ خوبصورت پھول اُسکے اندر بھر دیئے گئے جس سے وہ ہوا خوشبودار
ہو گئی۔ آہ ایسا ٹھنڈا جامہ پہنے اور معطر ہوا کے لئے میرا جی تو ترس گیا۔
ہائے اُس دن ہوا کیسی جھوم جھوم کر باغیچہ کی سر سبز گھاس پھولون کی ننھی
ننھی کیاریون۔ کائی چھائی روشون۔ چشمہ مین بار بار غسل کرنے والے بوٹون
کی یاد کرتی تھی اُف۔ اُنکی فرقت مین ہوا کو تپ چڑھ گئی وہ اتنی
گرم ہوئی کہ میری پتیان بھی جھلس گئین۔ آہ اگر مین باغیچہ مین ہوتی تو انکی
صحبت سے کیون نہ لطف اُٹھاتی۔ اگر مین وہان ہوتی تو میری بھی غور و پر
پرداخت ہوتی۔ مجھے بھی اُمید ہوتی کہ آخر مین بھی کسی کی صرف کی ہوتی
اے کاش مین سرد یا شاہ بلوط کی طرح خوبصورت اور شاندار ہوتی

یا مین لوگون کو شفا دینے والی کوئی جڑی بوٹی ہی ہوتی یا مین ایک گندم کا دانہ ہی ہوتی جس سے لوگ کچھ سیر تو ہوتے۔ افسوس مین ان مین سے کچھ بھی نہین ہون۔ مین ایک کانٹے دار جھاڑی ہون اور وہ بھی ریگستان کی جھاڑی ہون۔ جہان اتنا بھی نہین کہ چہچہاتے پرند ہر روز میرے پاس آئین اور یہان اپنا آشیانہ بنائین۔

اے ریت کے ننھے ننھے ذرو! اے رات بھر چمکنے والے خوبصورت ستارو!! میرا یہ دکھ درد یہ رنج و غم تم نے سن لیا۔ میری بدبختی تم کو معلوم ہوئی۔ جھاڑی نے یہ کہا اور سرد آہ کھینچی۔ وہ اوداس ہوگئی اوسکے پتے جھک گئے۔ ٹہنیان زمین مین لگ گئین اور جھاڑی حیرت زدہ کبھی زمین کی طرف اور کبھی آسمان کی طرف دیکھنے لگی۔

اب صبح کا سپیدہ نمودار ہو چکا تھا۔ ستارے غائب ہوتے جاتے تھے۔ جھاڑی کی اوداسی بدستور تھی۔ قریب کے باغ سے پرندون کے چہچہے کی آواز سنائی دی۔

اسپر اوسکی آنکھون سے شبنم دار موتی گر پڑے اور ٹہنیون نے سر بلند کر کے جدہر سے آواز آتی تھی آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا شروع کیا۔

ہوا کے خوشگوار جھونکے آرہے تھے اتنے مین ایک خوبصورت پرند کا بچہ کھلے پر دن والا گرتا پڑتا اس جھاڑی کے قریب پہونچا۔ جھاڑی نے اس سے کہا۔

"نادان! یہان کیا لینے آیا ہے۔؟"

پرند "مجھے یہان وہ چیز ملیگی جو باغیچہ سے حاصل نہین ہو سکتی۔ جھاڑی یہ سنکر ہنسی اور کہنے لگی۔

"کیا کانٹے!!"

پرند "کانٹے تو وہان بھی پھولون کے درختون کے ساتھ ہین۔ لیکن جیسے مین چاہتا ہون ویسے نہین۔

جھاڑی "تم کیسے چاہتے ہو۔؟ اس کے جواب مین پرند اُڑا اور

جھاڑی کے اوپر بیٹھکر اسنے اپنے پر پھیلا دیے ان پرون کو کسی بے رحم
شکاری نے باندھ رکھا تھا۔ پرند نے پر کی گرہون کو جھاڑی مین اٹکا یا اور
ان گرہون کو توڑ ڈالا۔ جھاڑی نے یہ تمام تماشا دیکھا۔ لیکن کچھ بول
نہ سکی۔

پرند نے کہا۔
"دیکھ لیا مجھے کیا ملا۔؟
جھاڑی۔ نہین۔
پرند۔ مجھے وہ ملا جو تم ہی سے مل سکتا تھا۔
جھاڑی۔ وہ کیا۔؟

پرند۔ میری پیاری جھاڑی۔ وہ آزادی ہے۔ مجھے جکڑ دیا گیا تھا۔ میرے
پر رسیون سے باندھ دیے گئے تھے۔ ان رسیون کو نہ پھول توڑ سکتے
تھے نہ سبز گھاس کے تنکے۔ نہ چشمے مین اپنی ہی شکل بار بار دیکھنے والے
خوشنما بوٹے۔ مجھے تم سے وہ چیز ملی ہے جسکے عوض مین مجھے کل باغون
تمام گلزارون جملہ مرغزارون کی شہنشاہی بھی ہیچ معلوم ہوتی ہے۔

جھاڑی۔ کیا سچ مچ مین ایسی ہی مفید چیز ہون کہ آزادی دلا سکتی ہون
پرند۔ ہان ہان تمھاری ہستی مجھ ایسے قیدیون کے لئے ازحد مفید ہے۔ مین
نے تمھاری طرح کی انسانون کو بھی اسی طرح غمگین دیکھا ہے۔ مین نے اپنے
چہچہون سے انھین بار بار سمجھایا کہ دنیا کے اندر ایک ایک کی ہستی نہایت
قیمتی ہے۔ لیکن بعض انسان کچھ عجب مٹی کے بنے ہوئے ہین نہ وہ اپنی
قدر جانتے ہین اور نہ دوسرون کی قیمت پہچانتے ہین۔

جھاڑی۔ میری زندگی اب سپھل ہو گئی۔ مین نے ایک کو تو آزاد کر دیا۔ میرے
دل سے وہم کا بوجھ اب اُتر گیا ہے مین اب اپنے پاس سے گذرنے والون
سے کیا کرونگی کہ خود گناہون سے آزاد ہو۔ دوسرون کو آزاد کراؤ۔ ؎

اے زمین خاک بسر لون نہو اندوہگین مین شریک غم ہون ترا تیری خاطر ہون حزین
تیری خاطر اور تیری بچون کی خاطر ای زمین مضطرب ہون مین میرے دل کو قرار اصلا نہین

نیم بسمل میں بھی ہون تو ہے اگر بخجر غم
لیلیا اپنے جگر پر مین نے تیر استم غم

ماتمی صورت ہے تیری اے سیہ پوش آسمان۔ تو گھٹا ہے اشک غم کی یا ہے آہون کا دھوان
اشک خون دامن پہ ہین یا ہین شفق کی دھجیان۔ داغ تابان ہین مہ و خورشید سینے مین عیان
تو ہے محزون اہل عالم کے مصائب دیکھکر
شام غم صبح قیامت ہین میرے شام و سحر

ای ستارو! تم سراپا ہو کے چشم انتظار۔ دیکھتے ہو میری جانب صورت اُمیدوار
لو اب آیا مین اب آیا۔ تم پہ ہونے کو نثار۔ کب سے ہون آزادگی کی آرزو مین بیقرار
آہ مین جکڑا ہوا سونے کی زنجیرون مین ہون
ہر گھڑی آزاد ہو جانے کی تدبیرون مین ہون

عشرت ایام آغاز جوانی الوداع۔ الوداع اے ذوق و شوق عیش فانی الوداع
الوداع اے تاج و تخت مرزبانی الوداع۔ الفراق اے خرمی ای شادمانی الوداع
الوداع اے حسرت لیل و نہار آرزو
اے دل غمدیدہ اب بن جا مزار آرزو

آہ پھر تیری جدائی آہ اور آرام جان۔ اُف مچلتا ہی تڑپتا ہے دل ناشاد مان
تجھکو سوتا چھوڑ جاؤن سنگدل اتنا کہان۔ آئینہ رو تیری فرقت مجھ پہ ہای کوہ گران
عزم راسخ ہے مگر منہ تجھ سے موڑون کسطرح
رشتۂ عہد وفا کو آہ توڑون کس طرح

تیری فرقت اور پھر اُس گوہر شہوار کی۔ جو کہ آرامیدہ دامان صدف مین ہی ابھی
جسکو نیسان محبت نے عطا کی زندگی۔ آب و تاب زیست بڑھ جائیگی جس سے واقعی
شمع دل افروز ہوگا خانۂ جان کے لئے
مایۂ نور بصارت چشم حیران کے لئے

ای زیبا لفت فانی نہ بھٹکا تو مجھے۔ آہ ای جھوٹی محبت دے نہ اب جھٹکا مجھے
دیدنی ہے روئے گل پھر اس سے مطلب کیا مجھے۔ گھر نظر آیا ریاض دہر کا نٹون کا مجھے
یہ کشاکش ہائے ہیجان ہین سلاسل کی طرح

توڑ دون انکو طلسم نقش باطل کی طرح

رخصت ای ماں باپ بیوی رخصت ای اہل دیار دیکھنا میری جدائی پر ہو نا اشکبار
کی تمھارے ہی لئے میں نے یہ ترکِ اختیار دیکھئے کیا کیا دکھلائے گردشِ لیل و نہار

المدد ای جستجوئے صادق براہ نجات
کون سی خلوت میں ہے ای شمع بزم کائنات

یہ ایک دلچسپ کہانی اور نظم تمکو سنائی گئی - جو بڑی خوبی سے اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ لوگ جو دو کشتیوں پر پاؤں رکھکر پار اترنا چاہتے ہیں غلطی پر ہیں - انسانی دل ایک ہی طرف جا گریا تو انسانی زندگی کو دکھ روپ بنا دیتا ہے یا سکھ روپ کر دیتا ہے انسانی زندگی مین من ایک چنچل شے ہے جو کبھی پن کی طرف اور کبھی پاپ کی طرف لے جاتا ہے - اگر انت کرن دونوں برتیوں کو بڑھنے دیتا ہے تو وہ مشکل میں پھنس جائیگا اور دونوں اسے اپنے مطلب کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کرینگے - لیکن اگر انت کرن پن کی برتی کو بڑھائیگا - اور پاپ کی برتی کو روک دیگا تو انت کرن آنند رھیگا اور اُسے کسی قسم کی گھبراہٹ کا مقابلہ نہیں کرنا پڑیگا - پس ایک طرف ہو جاؤ - تذبذب مین پڑے نہ رہو - یہ کہتے ہوئے کہ اب سے پاپ کی برتی بڑھ لینے دو پھر پن کی برتی کو بڑھائینگے - آپ خود برباد ہو جائینگے اس سے پیاری رمبھا! پاپ کی برتی کو روک دو - اسی طریقے سے تمھارا انت کرن شدھ ہو جائیگا اور تم سکھی ہوگی بس اتنا کہنا تھا - اسے گرہ میں باندھ رکھو - امید ہے میرے کہے پر عمل کروگی -

رمبھا نے دل مین تہیہ کر لیا اب یہان رہنے کی کچھ ضرورت نہین کیونکہ امید ٹوٹ ہی گئی ہے پھر ایسی جگہ کیون رہون جہان کوئی بات نہین پوچھتا - اب کسی طرح گھر پہونچنا ہے - لیکن گھر پہونچنے کا طریقہ کیا ہے - اگر کسی طرح گھر پہونچ جاؤن تب تو آزادی سے اپنی خواہش پوری کی جا سکتی ہے - خرچ کی کمی نہین - اڑھائی ہزار روپے نقد موجود ہی ہے - اتنا روپیہ عمر بھر کے لئے کافی ہے -

رمبھا پر نریندر ناتھ کی باتون کا ابھی تک کچھ اثر نہین ہوا اپنی مرضی سے عیش دنیوی

کو مقدم سمجھتی ہو۔ آخرت کا کچھ بھی خیال نہین۔ اسی لئے اُسنے ارادہ کرلیا ہے جہان پر کسی قسم کی روک ٹوک نہو۔ جہان میرے خریدار ہون۔ جہان پر حُسن کی گرم بازاری ہو وہان رہنا مناسب ہے۔

رمبھا خلوت مین بیٹھی ہوئی اس قسم کے گتھیون مین الجھ رہی ہے بہت کچھ غور و فکر کے بعد اُس نے مصمم عزم کرلیا شام ہوگئی۔ رمبھا نے گھر مین چراغ جلایا گھر کے کاروبار مین جی نہین لگتا۔ آج روز سے زیادہ الجھن ہے۔ شاداب چہرے پر سیاہی دوڑی۔ دئی ہے وہ پھر بستر پر آکے بیٹھ گئی۔ پھر سوچی۔ دل کا راز کسی سے نہین کھولنا چاہیئے۔ اب وہ محبت کے پھندے سے آزاد ہے۔ کسی سے واسطہ نہین۔ جب نریندر راو سکے نہین ہولے۔ تو اون سے بھی چھپ کر کام کرنا چاہیئے نریندر ناتھ شیام سندری کے ہین۔ شیام سندری کی محبت کا طوق گلے مین ڈالے ہوے ہین۔ اسی سے رمبھا کو اسقدر غم ہوا۔ استری دھرم کا جو کچھ مقصد تھا وہ سب نریندر ناتھ کو دینا چاہتی تھی لیکن نریندر کا دل نہین پایا قسمت مین کیا جانے کیا لکھا ہے اُسے وہ نہین جانتی۔ لیکن یہ خوب سمجھتی ہے کہ اُس کی تذلیل کی موجب شیام سندری ہے۔ شیام سندری کو برباد کر دینا اوس کا خاص مقصد ہے شیام سندری دُکھ سے بستر مرگ پر تڑپتی ہو۔ نریندر ناتھ پاس کھڑے ہون۔ آنکھون سے آنسو جاری ہون۔ شیام سندری کی بیچینی دیکھی نہ جاتی ہو۔ اور رمبھا دور سے کھڑی کھڑی تماشا دیکھ رہی ہو اور دل ہی دل مین مُسکرا رہی ہو۔ رات کے قریب قریب نو بج گئے۔ نریندر ناتھ کبھی باہر نہین جاتے۔ آخر اون کے آنے مین دیر دیکھکر رمبھا نے سوچا کیا بھاگ گئے۔ کیا یہان سے چلے گئے۔ گئے تو جائین اگر وہ خود نہ جاتے تو مین ہی اون کے پاس سے چلدیتی۔ اب وہ پہلے ہی کھسک گئے یہ اور بھی اچھا ہوا۔

اس غیر مانوس مکان اور غیر شہر مین جہان اپنا کوئی شناسا نہین رمبھا کو خوف غالب ہوا۔ وہ اُٹھکر آہستہ آہستہ صدر دروازے تک گئی۔ اور تھوڑا سا کھولکر باہر کی طرف دیکھتی رہی۔ راستہ عام ہے سڑک کے دونون طرف کی دکانین روشنی سے جگمگا رہی ہین سڑک پر خال خال آدمی چلتے پھرتے دکھائی دیتے ہین

دروازے کے بغل مین ایک مکان مین خوبصورت کسبی رہتی تھی۔ اسوقت خوب آراستہ
وپیراستہ ہوکر برآمدے مین کرسی پر بیٹھی ہوئی ہے۔ ریشم جیسے سیاہ اور نرم بالون کی لٹین
کالی ناگنون کی طرح سینے پر پڑی ہین۔ کانون مین بُندے بدن پر شربتی رنگ کی ساری
ہاتھ مین بیش قیمت رومال اور پاؤن مین نہایت عمدہ ہلکا سا بوٹ ہے۔ آنکھون مین
بلا کی کشش تھی جس طرف دیکھ دیتی تھی آیندو روند کو بے چین کردیتی تھی۔ تماشبین
تیر نگاہ سے زخمی ہوئے جاتے تھے۔ تماشبینون مین کم چخ مچی ہوئی ہے۔ اُردو
ملی ہندی زبان رمبھا اچھی طرح نہین سمجھ سکی لیکن یہ اچھی طرح جان لیا کہ دو آدمیون مین
جھگڑا ہو رہا ہے۔ رقابت سے دونون کے سینے جل رہے ہین۔ پاس کھڑے ہو۔ لوگ
دونون کے طرفدار ہین جھگڑا فساد ہوتے دیکھکر کچھ گنڈے بدمعاش بھی کھڑے ہوگئے۔

رمبھا انکے انداز سے سمجھ گئی چونکہ لڑنے والے کسی کے بروگی ہین۔ اُن
دلفریب ادا اور اُن پر لٹو ہوئے جاتے ہین۔ اسلیے نائکہ کو اپنا اپنا شخص جتا رہے
ہین اور اُسکو گانٹھنے کے لیے بہت کچھ انعام واکرام کا وعدہ کررہے ہین۔ رمبھا
نے ایک سرد آہ بھری اپنی حالت سے اُس بیسوا کا مقابلہ کرنیکے بعد اُسکے سینہ
مین بھی جذبات اُبھر آئے۔ اور میٹھا میٹھا درد شروع ہوگیا۔

رمبھا نے تعجب بھری نظر سے دیکھا اُس مجمع کی پشت پر ایک بنگالی جوان
بھی کھڑا ہے۔ یہ شخص تماشا دیکھنے کیلیے نہین آیا بلکہ کسی کا مکان تلاش کر رہا ہے
اُسکا مُنھ صاف نہین نظر پڑتا پہچاننا دشوار ہے۔ رمبھا نے دروازہ کے پٹ
بھیڑ دیے۔ کنڈی نہین چڑھائی۔

بنگالی دیر تک اِدھر اُدھر دیکھتا رہا پھر رمبھا کے مکان کے پاس آیا۔ اسکے بعد پھر
دوسری طرف ایک دُکان کے پاس جاکر دکان والون سے بہت سی باتین کین۔
معلوم ہوا اس مکان مین ایک بنگالی مہاشے رہا کرتے ہین۔ وہ کبھی باہر نہین
نکلتے۔ گاہے گاہے دُکاندار انھین دیکھ لیتا ہے۔ شاید ہمراہی مین ایک عورت بھی
ہے مگر دُکاندار نے آج تک اُسکی آواز نہین سُنی۔ آج قریب قریب چار مہینے بعد
بابو کہین باہر گئے ہین ان چار مہینون کے اندر کبھی کسی نے باہر نکلتے انھین نہین دیکھا
بنگالی جوان نے بابو کا حلیہ اور رنگ کے بارے مین بھی بہت کچھ دریافت

کر لیا - دُکاندار سے دیر تک گفتگو ہوتی رہی بنگالی نے جیب سے دو روپئے نکال کر دُکاندار کے حوالے کیے - اسکے بعد وہ نریندر ناتھ کے مکان کے پاس آ کے کھڑا ہو گیا - ایک دفعہ چارون طرف نگاہ ڈالی - پھر ڈرتے ڈرتے کنڈی کھٹکھٹائی جب اندر سے کوئی آواز نہین سُنی یکبارگی زور سے دروازے پر دھکا مارا دروازہ بند نہ تھا - کھُل گیا - پٹون سے چپکی ہوئی رمبھا کھڑی تھی - دونون کی آنکھین چار ہوئین - دونون ایک دوسرے کو پہچان گئے - باتین ہونے لگین -

جسوقت وہ اپنی باتون مین مشغول تھے - رات آدھی کے قریب ڈھل چکی تھی - سڑک کی تمام دُکانین بند ہو چکی تھین - سب طرف عالم خموشان تھا صرف رمبھا کے مکان کے سامنے ایک دُکاندار دن بھر کا حساب کتاب بیٹھا لکھ رہا تھا -

اتنے مین نریندر اور چندرسیکھر باہم گفتگو کرتے اُس راستے پر آئے - نریندر ناتھ اسوقت سکوت کے عالم مین ہین - دور ہی سے اُنھون نے دیکھا کہ مکان کے دروازہ پر ایک بنگالی کھڑا ہوا ہے - دروازہ کچھ کچھ کھُلا ہوا ہے جوان دو گھر کے کسی آدمی سے بات چیت ہو رہی ہے - لیکن گھر مین سوائے رمبھا کے اور کوئی دوسرا آدمی نہین - کیا رمبھا سے ہمکلام ہے - اُنھون نے چندرشیکھر سے کہا - بھیا - چندرشیکھر دیکھو جس دروازے پر ایک آدمی کھڑا ہوا ہے یہی میرا مکان ہے - تم وہان مت جانا - اسوقت چلے جاؤ کل ایشور چاہے گا پھر ملاقات ہوگی -

چندرشیکھر اسوقت اُس آدمی کے دیکھنے مین اسقدر مستغرق تھا کہ اُس نے نریندر ناتھ کی بات سُنی ہی نہین - وہ بولا -

بھیا! یہ آدمی تو جوگن بابو معلوم ہوتا ہے - آپ یہین رہین مین قریب جا کر دیکھون میرا قیافہ تو غلط نہین ہے -

نریندر ناتھ نے چندرشیکھر کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا -

نہین بھائی! وہان جانے کا ارادہ مت کرو - فرض کرو وہ جوگن بابو ہی ہے مگر ہمارا نقصان کیا - تم اپنے ڈیرے پر جاؤ جوگن یہان کیون آئیگا - منھ کپڑے سے چھپا ہوا ہے - اسی سے کہہ نہین سکتے آیا وہ ہے کون؟

چندر سیکھر۔ نہین صاحب! لاکھہ اُسکا مُنھہ چھپا ہے مگر مین نے پہچان لیا۔ وہ جوگن بابو کے سوا دوسرا آدمی ہی نہین۔ اول تو جوگن کا یہان تک آنا ہی مشکل ہے۔ اگر مان لیا جاے وہ سائے کی طرح میرے ہمراہ چلا آیا ہے ایسی صورت مین مجھے بھی دیکھہ لینا فرض ہے لہذا ہاتھہ چھوڑ دیجئے اور جانے دیجیے۔

یہ کہہ کے چندر شیکھر نے ہاتھہ چھڑا لیا اور نریندر ناتھہ کے مکان کی طرف لپکا۔ اجنبی بھی چہرہ سے کپڑا کھسکا کر چندر شیکھر کی جانب دیکھنے لگا۔ مگر صورت دیکھتے ہی وہ دوسری طرف بھاگ گیا۔ نریندر ناتھہ اور چندر سیکھر اس معاملہ مین بے فکر ہو گئے کہ اجنبی بجز جوگن بابو کے اور کوئی شخص نہ تھا۔ چندر شیکھر نے بھی اُسکا پیچھا کیا۔ نریندر ناتھہ نے بہت روکا لیکن چندر شیکھر نے مانا نہین۔

باب ۲۵ پچیسوان

جب تک چندر شیکھر واپس نہین آیا۔ نریندر ناتھ وہین کھڑے کھڑے انتظار کرتے رہے۔

پڑوس کا دکاندار اور دن اتنی دیر تک دکان کھلی نہین رکھتا تھا نہ معلوم آج کیا ماجرا ہی۔ اب اوسنے دکان بند کرنے کے لئے پٹ گرائے اور نریندر ناتھ سے پوچھا۔

بابو صاحب! آپ یہان کیسے کھڑے ہوئے ہین۔

نریندر ناتھ۔ کیا تم مجھے پہچانتے ہو۔؟

دکاندار۔ ہان آپ اسی مکان مین تو رہتے ہین۔ پہلے ایک دو دفعہ دیکھا تھا۔ اچھی طرح دیکھنے کا آج ہی موقع ملا ہے۔

نریندر۔ سب دکانین بند ہو گئین تمہاری دکان ابھی تک کھلی ہوئی ہی۔ کیا روز اسی وقت تک کھلی رکھتے ہو۔

دکاندار۔ نہین۔ آج یون ہی دیر ہو گئی

نریندر ناتھ۔ تب تو تم سب کیفیت سے آگاہ ہوگے۔ ابھی کچھ دیر ہوئی ہمارے مکان کے دروازے پر ایک شخص کھڑا ہوا باتین کر رہا تھا ہمین آتے دیکھکر بھاگ گیا اوسکے تعاقب مین میرا ایک دوست گیا ہوا ہی۔ اسی کی راہ تک رہا ہون۔

دکاندار۔ بھاگتے کا پیچھا کرنا خلاف ہے۔ کیونکہ اوسمین کچھ بھی جرأت ہوتی تو کبھی نہ بھاگتا۔ وہ خود خوف سے بھاگ کھڑا ہوا ہے پھر اوس گئے کو آپ کیون گرفتار کرتے ہین۔

نریندر۔ سچ ہے۔ میری نیت نہین تھی۔ بھاگ گیا بھاگ جاے کاش وہ یہان کھڑا ہی رہتا ہم اس سے کبھی معترض نہوتے۔

دکاندار۔ کیا یہ آپ سچ فرما رہے ہین۔

نریندر ناتھ۔ بھائی جھوٹ بولنے سے فائدہ کیا۔ آپ صحیح باور کر لیں چاہے وہ کسی مطلب ہی سے کیوں نہ آیا ہو۔ میرا اوس میں کچھ نقصان نہیں۔
دوکاندار اور قریب آگیا اور آہستہ آہستہ کہا۔ آپ کے پاس کیا کوئی بنگالن ہے۔ شاید وہ پہلے نہیں تھی۔ ابھی آئی ہے۔ خیر میں نے اُسے کبھی نہیں دیکھا۔ وہ مفرور بنگالی اوس سے کن پھسکیاں کر رہا تھا۔
نریندر۔ اچھی بات ہے۔
دوکاندار۔ آپ کے بشرے سے معلوم ہوتا ہے اُس بنگالن کے بھاگ جانے سے آپ کے دل پر ذرا بھی میل نہیں لیکن بابو صاحب! ذرا آپ ہوشیار رہیں۔
نریندر۔ یہ کیوں۔؟
دوکاندار۔ اگر وہ آپ کی بیاہتا عورت ہوتی تو بھی دوسرے کے ساتھ آشنائی سمجھکر اوسکے بارے میں نیک صلاح دیتا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے وہ آپ کی بیاہتا عورت نہ تھی۔ خیر۔ گو اوسکے جانے کا آپ کو غم نہیں ہے نہو۔ لیکن ہوشیاری شرط ہے۔ اتنے میں پسینے سے تر بتر چندر سنگھ بولا۔
بھیا! ہم نے اوسے پکڑ لیا لیکن اوس میں اپنا کچھ نفع نہ دیکھا۔ اس لئے چھوڑ دیا۔
نریندر۔ اچھا کیا۔ اُس سے ہماری عداوت چلی آتی ہے۔
چندر سنگھ۔ لیکن برادر! یہاں اُسکا آنا خالی از علت نہیں ہے ضرور کسی نہ کسی مطلب سے آیا ہے۔ آج میں مکان نہ جاؤنگا اسی دروازہ پر بیٹھونگا۔
نریندر۔ تکلیف اوٹھانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ علاوہ اسکے ایسا کرنے سے نفع کیا ہے۔ میری رائے میں بجز نقصان کے کوئی فائدہ نہیں جو کچھ ہوگا وہ ایشور کی مرضی کے مطابق ہوگا۔ جوگن بابو جاہے جس مطلب کی آیا اگر اُسکا مطلب کچھ خراب ہی تاہم ممکن ہے اُس سے ہمارے فائدے کی صورت نکل آئے اور کسی کی خواہش پوری ہونے میں ہمیں رکاوٹ

ڈالدینا بھی ٹھیک نہین ہے - خیر اسوقت جاؤ آرام کرو - کل صبح ملنا -
چندرشیکھر - مجھے اندیشہ ہے - کہین کوئی آفت آپ پر نازل نہو جائے
نریندر - تم ابھی بچے ہو - ان باتون کو کیا جانو - مجھ پر کوئی خطرہ نہین آسکتا - اس لیے کہ مین بے زر ہون - وہ جو چاہے کرے - مجھے اسکے خلاف کام کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے - کیون کہ میرا کوئی فائدہ نہین - تم بیخوف و بے ہراس ہو کر ڈیرے پر جاؤ - صبح ملنا -
دکاندار چلتا ہوا - چندرشیکھر نے بھی زیادہ بکواس کرنا فضول سمجھکر ڈیرے کی راہ لی - جب چندرشیکھر نگاہ سے اوجھل ہو گیا نریندرناتھ بھی اپنے مکان مین آئے چوکھٹ پر قدم رکھتے ہی دیکھا دروازہ کھلا ہوا ہے پہلے یہ کچھ ٹھٹکے - پھر کچھ سوچ کر دروازہ بند کیا گھر مین آئے -
جب آرام کمرے کی دروازے پر پہونچے - کمرہ کا دروازہ اندر سے بند تھا اس لئے کئی آوازین دینی پڑین - رمبھا آواز سنکر پلنگ سے اوٹھی آنکھین ملتی ہوئی آئی دروازے پر کھڑی ہو رہی - انگڑائی لیکر نریندرناتھ سے بولی -
" بڑی نیند آرہی تھی - کیا تم دیر سے آئے ہوئے کھڑے ہو - کیا بہت سی آوازین دینی پڑی -
نریندر - نہین - ابھی آیا ہون مجھے افسوس ہے بیکار تمھارے آرام مین خلل ڈالا - جاؤ اب سو رہو -
نریندرناتھ سب جانتے تھے رمبھا کا سو جانا بہانا تھا کیونکہ نریندرناتھ نے اُسے جوگن بابو سے بات چیت کرتے دیکھ ہی لیا تھا -
رمبھا نے جواب دیا -
ابھی نہین سو سکتی - تم نے کھانا ہی نہین کھایا -
نریندر - مجھے تو بھوک نہین ہے - جہان کچھ کھایا طبیعت خراب ہو گئی اس لئے آج ملتوی ہے -
رمبھا - کیا آج کی رات بھوکے سو رہو گے -

نریندر - بہتنک - آج نہ کھانا ہی اچھا ہے طبیعت تو خراب نہو گی - فاقہ کر ڈالنے سے کوئی نقصان نہیں ہے -

رمبھا - اچھا - آپ جائیں پلنگ پر سو رہیں - میں بھی کام کاج کر کے لیٹ رہونگی -

نریندر جاکے پلنگ پر لیٹ رہے - لیکن نیند نہیں آئی - چندر شیکھر سے انھوں نے صفائی قلب سے باتیں کی تھیں - چندر شیکھر بھی انھیں اپنا سچا دوست اور قوت بازو سمجھتا تھا - چندر شیکھر کی باتیں یاد آجانے سے نریندر ناتھ کا دل شانت ہو گیا ہے - آج اُنھیں دوبارہ اپنی حالت سنبھال لینے کی دُھن سما گئی - پھر عیش پرستی کا سودا دماغ میں بھر گیا - وہ چاہتے ہیں بقیہ زندگی اسی عیش و عشرت میں بسر ہو جیسی کہ آجتک ہوتی آئی ہے - شیام سندری کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھرنے لگی - نریندر کے منہ سے نکلا -

"پیاری میں پورا عہد شکن نکلا - چلتے وقت کوئی بات بھی تم سے نہ کہہ سکا ہائے درد مند دل کیا تو اس انتظار میں ہے کہ تیرے کانوں میں یہ الفاظ سنائی دیں میں دل سے پیار کرتی ہوں - ہائے یہ کان اُنکی پیاری پیاری آواز سننے کو کب سے ترس رہے ہیں - لق و دق صحرا میں پھول اپنی شگفتہ زندگی کا سماں دکھا سکتا ہے - نریندر کا دل اسوقت جہاز کی طرح حرکت کر رہا تھا - کبھی کلیجے میں دھڑکن ہوتی ہے - اختلاج بڑھ جاتا ہے - اور کبھی بالکل شانتی آجاتی ہے - کبھی خیال آتا ہے جو ہونا ہے ہوگا - ایکبار اُنھیں ضرور دیکھونگا - اور اپنی خطاؤں کی معافی چاہونگا - اگر یہ نہوگا تو زندگی اکارت جائیگی - اور اس میں کسی کا اجارہ کیا ہے - رہی رمبھا رمبھا سے دلبستگی ہو نہیں سکتی اُس سے بات کرنا حرام ہے اُس سے مخاطب ہونا اپنے دھرم میں روڑا اٹکانا ہے - ہائے اگر میں بنی اوس دیوی کے پیار و محبت سے محروم رہا تو اس زندگی کو لیکر کیا کرونگا - جنم جنانتر سے تو میں اُسی کے نام کی رٹ لگاتا آیا ہوں - آج کیا میرا تمام ہوائی قلعہ مسمار

ہو جائیگا - آج کیا ارادے بیتاب شخص کی طرح کہاں ڈھونڈونگا - اب میں برداشت نہیں کر سکتا - چاہے لامحدود زمانہ میرا اسی خواہش میں گذر جائے مگر میں امید ترک نہیں کرونگا - ایک نہ ایک دن وہ بھی ضرور کہہ اُٹھیگی تیری ریاضت پوری ہوئی - قفل سکوت توڑ دو - اور میرے گلے لگ جاؤ میں بھی یہی جواب دونگا -

پیاری! تمھارے ذکر اور فکر نے مجھے از خود رفتہ بنا دیا آج تمام بندھن ٹوٹ گئے ہیں آؤ - آؤ - دل میں آؤ - آؤ آؤ جلدی آؤ نئے انداز سے آؤ تم تو ہر جگہ موجود ہو - دیکھو آج باد نسیم کس انداز سے اٹھکیلیاں کر رہی ہے ایک ایک جھونکا دل میں گدگدی پیدا کر رہا ہے - ماہتاب کی حیات بخش ٹھنڈی ٹھنڈی شعاعیں دل پر کیسی کیسی کلکاریاں کر رہی ہیں کائنات کے ذرے ذرے میں مسرت کی چمک ہے - آج کہیں دکھ کا نام و نشان نہیں مسرت در و دیوار کی بلائیں لے رہی ہے - خوشی کی دیوی محو رقص ہے - پیاری! دیکھو مسرت کے آنسو آنکھوں کے گوشوں میں کس عجیب انداز سے جھلک رہے ہیں - دل تمھاری محبت کے بحر بیکران میں بار بار غوطے کھا رہا ہے دیکھو پاس بیٹھی رہنا بھاگنا نہیں - تمھیں چھوڑ کر بہت تباہ ہونا پڑا ہے - ساری رکاوٹیں کالعدم ہو گئی ہیں جسطرح آسمان پر دو بادلوں کے ٹکڑے مختلف اطراف سے آکر مل جاتے ہیں - اور ایک ہو جاتے ہیں - اسی طرح ہم تم بھی دیر خرابات کی ٹھوکریں کھاتے کھاتے آج مل گئے ہیں ہم تم ایک دل ہیں ایک جان ہیں - میں تمھارے پریم میں اپنی لافانی ہستی کو فنا کر دوں - یہی میری آرزو ہے نریندر ناتھ شیام سندری کی محبت میں لپٹے لپٹے یہ غزل گنگنانے لگے -

غزل

مجھے ساقی مئے ناب خم الفت فزا دینا
بھرے ہیں دل میں شکوہ ہائے یار انکو بھلا دینا

بہائے چل دیتے پھر جوش گریہ کشتی تن کو
کہ بھول آئے ہین ہم اپنی دفعہ آنکھ کو دعا دینا
یہی تدبیر تھی غربت مین دل بہلانے کی لیکن
یہ کس دل سے انھین کہتے کہ اپنی خاک پا دینا
مبادا ہو مخل تو محفل عشرت مین دلبر کی
سمجھکر سوچ کر پیغام اپنا اے صبا دینا
انھین فرصت ملے جب صحبت اغیار سے دم بھر
تو شاکر کی طرف سے بس یہی مصرعہ سُنا دینا
ہماری شام غربت پر بھی دو آنسو بہا دینا
نہ بھول اے بلبل ناشاد اس پھولون کی بستی پر
نہین بوے وفا گل مین کہین بھی صفحہ ہستی پر
تو اپنے زعم مین نالان ہے جس گل کی محبت مین
وہ دل ہی دل مین ہنستا ہے تری اس تنگدستی پر
نہ دیکھا ہو کہین اپنے صنم کی چشم میگون کو
گمان کیا کیا گزرتے ہین مجھے نرگس کی مستی پر
مین آوارہ وطن ہون اے ہجوم یاس وغم بس بس
کرو کچھ رحم بیدردو میری حسرت پرستی پر
یہی کہتے سنا مین نے صبح بلبل گو شبنم سے
رہی تو رات بھر رونی گل وغنچے کی ہستی پر
ہماری شام غربت پر بھی دو آنسو بہا دینا
وطن مین کب خیال درد وغم آکر ستاتا تھا
نہین غربت کا ہم کو خواب مین بھی دھیان آتا تھا
میری ہر شب کی بیتابی مُوئے مردے جگاتی ہے
وطن مین ایک مجھکو بھی کوئی آکر جگاتا تھا
کسی کی شمع محفل رات بھر جلکر جلاتی ہے

کبھی مین بھی وطن مین شمع محفل کو جلاتا تھا
نہ آیا ہو خلل وان خواب مین یارب کہ مین شب بھر
اثر کو آہ کے اور جذب الفت آزماتا تھا
عجب حالت مین دیکھا تھا کہ بیکس کو غربت مین
جسے ملتا تھا رستے مین یہی بس کہتا جاتا تھا
ہماری شام غربت پر بھی دو آنسو بہا دینا

ناظرین! دیکھا آپ نے نریندرناتھ کا مزاج کیسا بدل گیا۔ ابھی وہ ایشوری پریم مین لگن تھے۔ دنیا کو خیرباد کہہ چکے تھے۔ سنیاسی کی طرح زندگی بسر کرنا مرکوز خاطر تھا یا اب خیال ایسا بدلا۔ عیش پرستی کی سوجھی۔ شیام سندری کا سودا دل مین سما گیا۔ یہ ایشوری اٹل نیم ہے کہ انسان کا بچہ جس طرف توجہ کرتا ہے اُسی کا رُوپ بن جاتا ہے۔ اگر وہ مایا کی طرف دھیان کرتا ہے تو مایا کا رُوپ بن جاتا ہے اور مایا موہ مین پڑ کر پرم دُکھ بھوگتا ہے اور اگر وہ برہم کی طرف خیال کی باگ موڑتا ہے تو برہمہ رُوپ بن کر برہم جگیہ کرتا ہوا برہمہ نند کو پالیتا ہے۔ انسان کی اپنی توجہ ہی اچھا یا بُرا۔ سکھی یا دُکھی بناتی ہے۔ پرب برمھ پرماتما ہی تمام سکھون کا بھنڈار ہے۔ عقل و طاقت کا چشمہ ہے۔ تمام جاہ و حشمت دولت ثروت عزت اُسی کی توجہ سے ملتی ہے۔ برخلاف اِسکے پرب برمھ کا پرماتما کی اُپاسنا کے تیاگ سے انسان کے اندر تمام بُرائیان تمام عیب آجاتے ہین اور وہ بالکل میلا۔ غلیظ اور بے قاعدہ بن کر زندہ درگور ہوجاتا ہے اسی واسطے وید بھگوان کا حکم ہے کہ پرب برمھ پرماتما کی طرف نگاہ کرو اور نجات پاؤ۔ مثل مشہور ہے ایک دفعہ ایک لڑکی نے خواب دیکھا کہ وہ کسی دلدل مین پھنس گئی ہے اور جسقدر نکلنے کے لئے ہاتھ پاؤن مارتی اور کشمکش کرتی ہے اوسی قدر زیادہ پھنستی جاتی ہے یہ کشمکش اور محنت کرتے کرتے جب بہت تھک گئی

اور اُسکا تمام جسم دلدل میں پھنس گیا اور صرف سر اُسکا باہر رہ گیا اور
دلدل کی کیچڑ منھ تک آگئی تو اس خوف سے کہ یہ کیچڑ منھ میں نہ پڑ کے
اور اُسکا دم بند نہو جاے اُسنے اپنا منھ آسمان کی طرف اُٹھا دیا اور
تھوڑی دیر تک ایک ستارے کو سطح آسمان پر دیکھتی رہی - ہاتھ
پانون مارنا اور کشمکش کرنا بند ہو گیا - کچھ دیر یونہی گذر گئی ایکبار
پھر اُسنے اپنی نگاہ دلدل کی کیچڑ پر ڈالی اُسے معلوم ہوا کہ جسم کا کچھ حصہ
اوپر نکل آیا ہے دلدل کو دیکھکر پھر ڈر گئی اور گھبرا کر پھر ہاتھ پانون
مارنا شروع کر دیے - تارے کی طرف سے آنکھ ہٹائی چند منٹ کے بعد
پھر دلدل کی کیچڑ منھ تک آگئی جسطرح پہلے آگئی تھی اسواسطے اُسنے کیچڑ منھ
میں پڑنے کے خوف سے پھر منھ آسمان کی طرف کیا اور اُسکو آسمان پر
وہی تارا نظر آنے لگا - کہ جس تارے کو اُسنے پہلے دیکھا تھا - تھک جانے
کے سبب سے اُسنے کچھ دیر کے لئے ہاتھ پانون ہلانا پھر ترک کر دیا اور
اُس تارے کو پہلے کی طرح دیکھتی رہی - اس دفعہ بھی جب اسنے تارے سے آنکھ ہٹائی
تو اپنے جسم کے کثیر حصے کو دلدل سے باہر پایا - چونکہ جسم کا بیشتر حصہ
ابھی دلدل میں پھنسا ہوا تھا اسواسطے نکلنے کے لئے پھر کشمکش شروع
کر دی - اور وہی نتیجہ دیکھا جو پہلے دیکھا تھا اسطرح کئی بار ایک ہی تجربہ
کرنے سے یقین ہو گیا کہ جب میں تارے کی طرف دیکھتی ہوں تو کیچڑ سے
باہر نکلتی ہوں اور جب تارہ دیکھنا بند کر دیتی ہوں تو کیچڑ میں دھنس
جاتی ہوں اب اُسنے اپنے تجربہ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور
اس دفعہ جب اپنی آنکھ تارے کی طرف کی تو پھر اُدھر ہی دیکھتی رہی اور
اپنی آنکھ کو تارے پر لگائے رکھنے میں تمام کوشش اور کشمکش کو
خرچ کیا - جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑی دیر کے بعد وہ دلدل سے بالکل
باہر نکل آئی اور جب اُسنے اس دفعہ تارے سے آنکھ ہٹا کر دیکھا تو معلوم
ہوا وہ دلدل سے بہت اونچی جگہ پر چلی گئی ہے - اور اب دلدل اُسکے
پانون سے بہت نیچے ہو گئی ہے اور وہ اونچی ہو کر آسمان کی طرف چڑھ گئی ہے

مذکورہ بالا تارہ پرمیشور یا جیون مکت ایشور پراپن آتماؤن کا جیون ہے اور دلدل دنیا سے اور لڑکی دنیا کے گناہ اور جہالت مین پھنسی ہوئی روح سے مراد ہے۔

اکثر گنہگار روحین جہالت اور گناہ کے دلدل سے نکلنے کے لئے ہر چند کوشش کرتی ہین مگر وہ زیادہ سے زیادہ اس دلدل مین پھنستی چلی جاتی ہین۔ لیکن جب وہ تھک کر اور ہار کر جیون مکت ایشور کے شرن لیتی ہین اور انکے جیون کو دیکھتی اونکے سنگت کرتی اور پرمیشور کے طرف دھیان کرنے لگتی ہین تو گناہ اور دلدل سے باہر آنا شروع کرتی ہین اور صرف اس ایک طریقے سے انکو روحانی حقیقی نجات حاصل ہوتی ہے۔ اے دنیا دار لوگو! تم جو گناہ اور جہالت کے دلدل مین پھنسے ہوئے ہو اور اپنے اردگرد بے شمار روحون یعنی اپنی بیوی بچون وغیرہ کو بھی اسی دلدل میں پھنسا ہوا پاتے ہو اس مثال سے سبق سیکھو اور فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرو۔

جب تک تم گناہ اور جہالت کی دلدل سے باہر نہ نکل آؤ گے کسی طرح تمکو سُکھ اور شانتی نصیب نہوگی اور تمھاری زندگی مفید اور مبارک پھلون کو پیدا نہ کر سکیگی اور نہ تم ہی کسی گناہ اور جہالت مین پھنسی ہوئی روح کو آزاد کرا سکوگے اسواسطے اے عزیزو! روحانی آزادی یعنی مکتی کے حاصل کرنے کے مفید ترین اور مبارک ترین کام کو دوسرے سب کامون پر مقدم رکھنا سیکھو اور فوراً اس کام کو دل، طاقت اور سمجھ سے کرنا شروع کرو۔ تم ہرگز ہرگز نقصان مین نہ رہوگے اس مبارک ترین کام مین تمھارا وقت اور تمھاری توجہ اور تمھاری اور سب طاقتین ٹھیک طور پر خرچ ہونے سے جیسے اچھے نتیجے پیدا کر سکتی ہین اور کسی طرح ایسے اچھے نتائج دین و دنیا دونون کے لئے پیدا ہونے ناممکن ہین۔

یہ کام دیگر تمام کامون سے زیادہ مفید زیادہ مبارک اور زیادہ

اعلیٰ ہے۔ ہر ایک شخص جو کسی امر زیادہ سے زیادہ مفید اور ضروری کام میں بھی مصروف ہے اگر وہ اپنے اس کام کو چھوڑ کر مذکور بالا کام میں لگ جائے گا تو یہ نہ سمجھے گا کہ وہ پہلے سے زیادہ نفع میں رہا ہے۔

ہمارا دوست نریندر پھر مایا کے جال میں پھنس گیا۔ پہلے تجھے کیا سوجھی تھی۔ کیوں گھر بار چھوڑا۔ کیوں اپنی عصمت آب بیوی کا تیاگ کیا۔ تیرے اگلے خیال کہاں گئے۔ ابھی غنیمت ہے بیوی تیری اور تو ہے۔ اوس سے اپنی دل بستگی کر کہیں رمبھا کے عشق میں نہ الجھ جانا۔ ایک دفعہ منہ کالا کرنے سے یہ حال ہوا اب کی دفعہ تیرے جنم اور دھرم کو خاک سیاہ کر دیگی۔ تو دنیا میں جس غرض سے آیا ہے اُسکو پہچان اپنی زندگی کے مقصد کو سمجھ اور پورا کر تاکہ تجھکو پشیمانی نہ اُٹھانا پڑے بلکہ ہر وقت پرمیشور کا شکر کرنے لگے۔ اور تمام کائنات کی شہنشاہ بن جائے۔

نریندر ناتھ آنکھ بند کئے پلنگ پر پڑے ہیں اور خیال تمام شہر کے پر پیچ گیسوؤں میں الجھ رہا ہے۔ آنکھوں میں نیند کی شعاع تک نہیں۔ رمبھا لیمپ کے پاس بیٹھی ہوئی خدا جانے کیا کر رہی ہے۔ اُسنے ایک معمولی پوشاک تیار کی۔ بوتل بغل میں داب کر باہر آئی۔ ہیں نریندر ناتھ جاگ رہے ہیں اوسے اس بات کی ذرا بھی پروا نہ تھی۔ کیونکہ وہ نریندر کو سادہ لوح اور بیوقوف سمجھتی تھی۔

بوتل باہر رکھکر وہ پھر مکان میں آئی۔ نریندر کے بستر کے قریب وہ دیر تک کھڑی رہی۔ پھر کچھ سوچ کر باہر آئی۔ جب اٹھ کے ساتھ دروازے کی کنڈی کھولی۔ لیکن [illegible] کھٹک پیدا [illegible]

نریندر ناتھ کی کنڈی کی کھٹک سے آنکھ کھل گئی تاہم کسی قسم کی بے اطمینانی نہیں ہوئی۔ نہ [illegible] ہوا۔ [illegible] ہوا۔

رمبھا نے پھر خاموشی کے ساتھ [illegible] میں قدم رکھا۔ پھر لب بستر کھڑی ہو کر کچھ سوچی۔ اور بولی۔

نریندر ناتھ! تمھین اپنا دل دیدینے مین مین نے کوئی کسر اُٹھا نہین رکھی لیکن تم قابو مین نہ آنا تھا نہ آئے۔ جب تم اپنے ہی نہین تو اس اُمید مین پڑی رہنا کہ ایکدن تم میرے ہو جاوگے عین حماقت ہے۔ اب مین جاتی ہون جو لوگ میرے قدردان ہونگے جو میرے کہے مین چلین گے میری فرمایش کو پورا کرینگے اُنھین سے دل لگاونگی۔ اُنھین کے پاس رہونگی اور اب کبھی تمھین اپنا منھ نہ دکھاونگی تمھاری بے مروتی ہمیشہ یاد رہیگی یہ مرتے دم تک نہ بھولے گی۔

بدکار ربھا پھر باہر آئی۔ دیر تک کسی خیال مین مستغرق رہی۔ ایکبار اُسکی زبان سے نکلا۔ "اتنی دیر کیون؟ شاید کسی سبب سے اُسے رُک جانا پڑا ہو گا لیکن ہے خوش نیت آدمی۔ مزاج بہت سیدھا ہے کیسا دل سے پیار کرتا ہے۔ تب تو اتنی زحمت اُٹھاکر محض میرے لئے یہان آیا۔ کہین نریندر ناتھ کو دیکھکر خوف تو نہین کھا گیا۔ نہین اوس کی محبت ڈرنے والی محبت نہین ہے۔

اتنے مین کسی نے دروازے کے پٹون پر تھپکی دی۔

ربھانے آواز سن لی۔ بے تحاشا لپکی اور بہت ہی بار یک آواز مین پوچھا۔

"کون ہے"

باہر سے جواب آیا۔

"تمھارے لئے عشق مین جان کی پروا نہ کرنے والا مین ہون تمھارا دلدادہ۔

ربھا۔ اچھا آتی ہون۔ دروازہ کھلا ہے۔ اندر آجاؤ۔

وہ شخص اندر آگیا ناظرین جان گئے ہونگے جوگن بابو ہی۔

جوگن بابو۔ کہو سب لے لیا کچھ شے چھوٹ تو نہین گئی۔ دیکھو کچھ بھولنا نہین۔

رمبھا۔ نہیں۔ شاید روپئے کی بابت کہتے ہو پہلے اوسی کی پوٹلی باندھ لی تھی۔

جوگن بابو کھڑا رہا۔ رمبھا پھر کمرے میں گئی اور بولی۔

نریندر! میری خواہش تھی تم سے کہکے جاتی۔ لیکن جرات نہیں پڑی۔ معلوم ہوتا ہے اس زندگی مین اب درشن میلہ نہو گا۔ جب دُکھ سے نجات پاؤنگی اور عیش دنیوی سے دل خوش ہو جائیگا اُسوقت شاید تم سے مل سکون نریندر! تم نے میری کچھ بھی قدر نہ کی یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ اور ایک بات ہے تمھاری جورو شیام سندری کو مین اپنا جانی دشمن سمجھتی ہون اگر کبھی بھگوان دن پھیرے گا اور موقع ملا تو اُسے تمھارے روبرو بھیڑ کی طرح میل کے پھینکھہ دونگی۔ تم میرے ساتھ کس بُرے برتاؤ سے پیش آتے رہے ہے۔ اوسکی خبر پرماتما لیگا۔ وہی تمھین سزا دیگا۔ مین تمھین نہ مارونگی کیونکہ تم نے میرے ساتھ کچھ بھلائی بھی کی ہے۔ کیا کبھی ایسے دن نہیں آئینگے ضرور آئینگے۔ اگر زندہ رہی تو دیکھ لینا کسطرح تم میری خوشامد کرتے ہو پاؤن پر سر رکھتے ہو رگڑتے ہو"

رمبھا نے ایک لمبی سانس لی۔ اور کمرے سے نکل کر کسی خفیہ جگہ سے پوٹلی اُٹھا جوگن بابو کے ہمراہ ہولی۔

دروازے سے کچھ فاصلے پر ایک گاڑی کھڑی راستہ دیکھ رہی تھی۔

جوگن بابو نے گاڑی کا ٹپ کھولا۔ پہلے رمبھا کو پکڑ کر اوپر چڑھایا اور پھر خود رمبھا کی بغل مین بیٹھ گیا۔ اسباب کے صندوق سامنے رکھا لیے۔ باتین ہونے لگین۔

جوگن بابو بولا۔

"تنہو! دیکھو جو کام اطمینان سے ہوتا ہے اُس مین ضرور کامیابی ہوتی ہے۔ ایشور نے آج کتنے دن بعد مراد پوری کی۔

گاڑی گھڑگھڑ کرتی ہوئی چل کھڑی ہوئی۔

جاؤ رمبھا۔ تمھاری پانوں میں سنیچر سوار ہے۔ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک گشت لگاؤ۔ اوس وقت تمھیں معلوم ہوگا کہ جو گناہ کی کیچڑ میں لت پت ہے اوسے کبھی سکھ نہیں ہوتا۔ نہ اوس میں کبھی شانتی آئی ہے۔ تم نے مدت ہوئی اپنے دھرم کو تلانجلی دیدی۔ پاک عصمت پر دھبہ لگا دیا۔ اب بھی تیری آنکھوں سے پردہ نہیں اوٹھا۔ اب بھی تجھے دکھائی نہیں دیا۔ اب بھی تو دیوی دیوتاؤں سے مدد کی طالب ہوتی ہے۔ بھلا تجھ ایسی بدچلن عورتوں کی خوشامد پر دیوتا ریجھ سکتے ہیں۔ جا تجھے ایشور تیرے اعمال کے سزا دیگا۔ ہمیں کیا پڑی ہے جو تیرے ساتھ رہکر تیرے حال کی خبر لیتے رہیں۔

باب چھبیسوان ۲۶

دو مہینے گذر گئے نریندر ناتھ کی انقلاب پسند طبیعت نے اس زمانے کے پھیر میں پڑکر بمشکل دن گذارے۔ چندر شیکھر سایہ کی طرح ہمراہ ہے۔ آجکل نریندر ناتھ کو لئے ہوئے لکھنؤ کے محلہ گنیش گنج میں سکونت پذیر ہے۔ جس دلخوش کن باغ کا ذکر ہم کسی پچھلے باب میں زیب قلم کر چکے ہیں وہ یہاں سے قریب ہی ہے۔ اس باغ میں نریندر ناتھ چندر شیکھر کے کہنے سے ہوا کھانے آیا کرتے تھے۔ چندر شیکھر نے اونکی خدمت کے لئے کئی ایک داسیاں مقرر کردی تھیں۔ اونکے دل بہلنے کے سامان میں کسی قسم کے کمی چندر شیکھر نے اُٹھا نہیں رکھی تھی۔ جسدن جوگن بابو اور نریندر ناتھ کا سامنا ہوا تھا۔ اور رمبھا اوسکے ساتھ بھاگی تھی۔ اوسدن سے ان دو مہینوں تک رمبھا کے معاملے میں کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ رمبھا کہاں گئی۔ جوگن بابو کیوں آیا تھا ان باتوں کا

تذکرہ کرنا خلاف سمجھا۔
چندر شیکھر مفلس ہونے پر بھی اس وقت نریندر ناتھ کے آسائش کے لئے اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کرتا ہو۔ سوال ہوتا ہے کہ اس غریب کے پاس اسقدر روپیہ کہاں سے آیا۔ نریندر ناتھ نے کبھی اس امر کے جاننے کے لئے کوشش نہیں کی۔ یہ نہیں کہ یہ بات اونکے دل مین نہ اُٹھی ہو۔ اوٹھی ضرور لیکن دریافت کرنے کی ہمت نہو سکی۔ وہ جانتے تھے یہ دل بستگی کے سامان اسی لئے مہیا کردیے گئے ہین۔ تاکہ مین اب کبھی معصیت کی راہ مین قدم نہ رکھون۔ چندر شیکھر صرف اُسی دیوی (شیام سندری) کے ایماسے اپنا گھر بار چھوڑ کر میرے ساتھ لگا ہوا ہے اور میرے دل بہلنے کی فکر کر رہا ہے۔ ادسے یہ خبر نہین کہ مین دینی اور دنیوی جھگڑون سے دور بھاگا ہون۔

اُنھین سب کا عجز پسند ہو کہ وہ آپ رہتی ہین ناز مین
ہمین تمکنت مین ملا نہین جو مزا ہو ذوق نیاز مین
تو نہ چھیڑ مجھ کو اے چارہ گر تری دلدہی کو مین کیا کرون
مجھے مل رہا ہو بڑا مزا اسی درد و سوز و گداز مین
مرا دل رہین نیاز ہو اُسی ایک آئینہ ساز کا
کہ ہو جس کے جوہر نبض کا اثر اب بھی خاک حجاز مین
کہین جان زار کی خیر ہو تمھین ہمدمو یہ خبر نہین
دل بے خبر تو اُلجھ گیا ہے کسی کی زلف دراز مین
ہمین کیا غرض ہو جو زاہدون کو بنائین محرم راز خود
کہ خبر یک حال بلاکشان نہ وہ سوز مین ہین نہ ساز مین
مجھے انسے رحم کی آس ہو یہ مقام شکر و سپاس ہے
ہو جو ایک سجدہ خلوص کا مری عمر بھر کی نماز مین
نہ کھلی حقیقت زندگی جو کھلا تو صرف یہی کھلا
کہ سرود سازِ شہود بھی ہو یہان یہ بند مجاز مین

ترا اثر عشق ملا اگر تو ملا کتاب دل ہین سے
مگر اس پہ بھی یہ لگا دئین کہ چھپے ہو پردۂ راز ہین
یہ مجال عقدہ کشائے دل ہے کہان تبونکے نصیب ہین
کہ رہ عروج دکمال ہے ترے عشق درس کے راز ہین
دل درد مند نرپندر کو ملے ناز و ہجر ہین چین کب
کہ تڑپ رہے ہین ہزار دن دل ترے اشتیاق نیاز ہین

نرپندر متعجب ہوکر سوچنے لگے کہ اتنی باتین کیون کہہ ڈالین ایکدلت چندر شیکھر نے کہا! - وطن چلنے کی مرضی نہو تو نہ چلو - دوسری جگہ تو ساتھ چلوگے - چندر شیکھر کی بات سنکر نرپندر ناتھ غور مین پڑگئے جواب دیا معلوم ہوتا ہے اتنے دنون تک ایک شہر ہین رہتے رہتے دم اکتا گیا ہے - خیر یہ بتاؤ تم میرے پیچھے کیون لگے ہو - میری دانست ہین اب اپنا گھر جاؤ - میرے لئے خراب کیون ہو - ؟

چندر شیکھر - کیون بھائی - کیا مجھ سے کوئی خطا سرزد ہو گئی ہے بلا قصور میری صورت سے کیون تنفر ہو رہا ہے -

نرپندر - تم اپنے دل کو چھوٹا نہ کرو - ہین نے تمھارے دل دکھانے کی لئے یہ بات نہین کہی - تم پر خانہ داری کا کسقدر بار ہے چھوٹے بھائیون کا پرورش کرنا بیوہ مان کی تاک رکھنا تمھارے ہی ذمہ ہے - اندرینصورت پردیس ہین پڑا رہنا کتنا بڑا اخلاقی جرم ہے - اسی خیال سے ہین تم کو اپنے ساتھ رکھنا ٹھیک نہین سمجھتا -

چندر شیکھر - کیا خوب - بھائی صاحب! آپ کی بھی تو یہی حالت ہے آپ تو زمیندار ہین صدہا آدمی آپ کے زیر نگین ٹھہرے آپ کے نہونے سے بیکس غریبون اور یتیم بچون کی مٹی خراب ہو رہی ہے وہ مکان جہان ہر وقت آپ کی ذات سے چہل پہل رہا کرتی تھی آج بھائین بھائین کر رہا ہے -

نرپندر :-

جب شاعر سنگت میں دو پھول سخن کے لاتا ہے
اور بھینی بھینی خوشبو سے محفل کو مست بناتا ہے
پھر روپ سخن کا جھمکا کر کچھ داد سخن کی پاتا ہے
یا گیت کی گرما گرمی سے ذرہ برہ اگن بھڑکاتا ہے

خوش کرتا دل گرماتا ہے تڑپاتا ہے رلواتا ہے
ان دیکھے حال سناتا ہے اور دل کی بات بتاتا ہے
شاعر تو نہیں پر محفل کو ہم بھی اک بات بتاتے ہیں
اک گیت سنا کر تاروں کا کچھ خالق کے گن گاتے ہیں

آکاش کے نیلے منڈل پر تاروں کی یہ گلکاری ہے
سج اسکی کیا من بھاوی ہے دیکھو کیسی پیاری پیاری ہے
اور کاہکشاں جو بیچ میں ہے وہ پھولوں کی پھلواری ہے
کیا نکھرا نکھرا جوبن ہے کیا پیاری پیاری کیاری ہے

تسنیم نکل کر کوثر سے فردوس کے اندر جاری ہے
یا سمجھو دودھ بتاسوں کی آکاس پہ گنگا جاری ہے
اور تارے جب اس ساگر پر کچھ ہنستے ہنستے آتے ہیں
منہ نور سے اپنا دھوئے ہیں اور خالق کے گن گاتے ہیں

کیا جگمگ جگمگ کرتی ہیں قندیلیں ان مہ پاروں کی
کیا جوت جھلا جھل ہوتی ہے ان سندر روپ ستاروں کی
مت والے انکے جان انہیں یہ ہاٹ نہیں بنجاروں کی
یہ ہیرے جھم جھم کرتے ہیں مت بوجھ پتا انگاروں کی

سب نوری نوری مشعل ہیں ان پیارے پیارے تاروں کی
کیا جھلمل جھلمل کرتی ہیں فانوسیں شب بیداروں کی
کیا روپ انوپ مزین ہے جو محفل کو دکھلاتے ہیں
جھمکا کر رنگ شبستاں کا خالق کے گن گاتے ہیں

سو گلینو نگیں ساون میں وہ روپ جھمک کچھ اور ہی ہے۔

سو مشعل لمپ اور جوت جلین ان سب کی چمک کچھ اور ہی ہی
شعلے کی جھپک کچھ اور ہی ہے بجلی کی لپک کچھ اور ہی ہی
تفیش زری کچھ اور ہی ہے ہیرے کی دمک کچھ اور ہی ہی
ہون لاکھ دئے دیوالی کے وہ جوت جھلک کچھ اور ہی ہی
قندیلین اور فانوس ہین کیا تارون کی چمک کچھ اور ہی ہی
جو پریم سندر دارستے ہین وہ من کی جوت جگاتے ہین
والنجم کی آیت پڑھتے ہین اور خالق کے گن گاتے ہین

جب صبح نکلتی دنیا مین سورج کی راج سواری ہی
جاروب چمن کے آنگن مین دیجاتی باد بہاری ہی
ہر ایک کرن ہمراہ چلو کیا اُڑتی بنی اسواری ہے
ہر ہفت کئے اور روپ دھرے ہر بانکی راج دلاری ہے
کیا جلین ہوتی جاتی ہین چھب کیسی پیاری پیاری ہی
اور جھڑتی انکے آنچل سے ہر لحظہ زری کناری ہے
جب رات ہوئی سب ٹھاٹھ گئے تنہا سورج رہ جاتے ہین
محراب مین بیٹھے مغرب کی اور خالق کے گن گاتے ہین

مہتاب کا لیکر جام کہین پھر میٹھی شام نکلتی ہے
یہ جام چھلکتا جاتا ہی مے فرحت بخش اچھلتی ہے
پھر چاندنی آکے گلشن مین سائے کے ساتھ مچلتی ہی
کچھ گھیر اُگھیری ہوتی ہے وہ بھرتا ہی یہ ڈھلتی ہے
کیا ڈھلنا بھرنا سایہ کا خود عمر ہماری ڈھلتی ہے
یہ چاند نہین آفاق پہ یہ ایام کی کشتی چلتی ہے
جو محرم اس اسرار کے ہین کب اپنی عمر گنواتے ہین
مہتاب ہورے لیتا ہے یہ خالق کے گن گاتے ہین

یہ مور مکٹ ہی سورج کا یہ دُم دالا ستیارا ہے
یا چندرنان کی کلغی پر زہرہ نے ہاتھ پسارا ہے

یہ بھرتا لیکر کاندھے پر جو کرنون کا پشتارا ہے
سو روشن ہر مقیش زری اور گوٹے کا بنجارا ہے
کوئی سمجھا ہی ہتھ پھولی آسے اور کوئی انار بجارا ہے
گر مجھ سے پوچھو جھوٹ رہا یہ دودھ کا اک فوارا ہی
اور تارے اس فوارے پر جب موتی جوڑ لگاتے ہین
من مست ہین وہ جو دیکھے ہین اور خالق کے گن گاتے ہین
کہین بگیا باندھے سینچر ہے اور آگیا ڈھاڑی منگل ہے
بردان عطارد بیٹھے ہین دیوان سجا سکھ منڈل ہی
ہین چاردن برھسپت کے جوہر اک خوب مجلل ہے
اور ٹھاٹھ بنائے روپ دھرے کہین زہرہ جیسی چنچل ہے
کہین ہیرے پنّے بکھرے ہین اور فرش یہ اودی مخمل ہی
اور سونا روپا لال زری بھرا ج پڑا بے اٹکل ہے
سب اپنے اپنے درجون پر کیا سندر روپ دکھاتے ہین
جو گیانی اس عرفان کے ہین وہ خالق کے گن گاتے ہین
یہ گول جھمکتا ہالا ہے یا شام کرن کا بالا ہے
نے ہالا ہے نے بالا ہے مہتاب نے حلقہ ڈالا ہے
اور اس حلقے مین بیٹھ رہا بن سادھو بھولا بھالا ہے
تسبیح کو لیکر تارون کی حق نام کی جپتا مالا ہے
کیا درشن ہی کیا زینت ہی کیا رونق ہے اُجیالا ہے
کیا محفل ہی سنتوکھ بھری جو کرتی چین دوبالا ہے
اس نوری نوری مندر مین جو اپنا دھیان جماتے ہین
حق نام کی سمرن کرتے ہین اور خالق کے گن گاتے ہین
بے علم کی عینک دیکھ میان کیا دنیا اوپر بستی ہے
تو سمجھا چھایا جگنو کی یہ تیری وہم پرستی ہے
تو تارا جسکو کہتا ہے یہ دنیا بستی رستی ہے

خود سامنے جسکی دھرتی سی سو لاکھ کی بھی کیا ہستی ہی
ہر ذرہ اسکا نگری ہے کوئی رہتی اس مین بستی ہے
کہین جنگل ہی کہین وادی ہی کہین ٹیلہ ہی کہین بستی ہی
دن رات فضا کے آنگن مین سنسار پڑے منڈلاتے ہین
اور اپنی اپنی بولی مین سب خالق کے گن گاتے ہین

کئی دنیا لپٹی پھرتی ہین یان ان شعلون جوالون مین
اور سورج ریلے کھائے ہین ان آتش کے پرکالون مین
کیا چکر کاٹے جاتے ہین دن رات سنہری ہالون مین
کیا نور بھرا ہی ذرّون مین اور برق بھری ہی جالون مین

مقدار وہ جسکی گنجایش ناممکن فہمون خیالون مین
اور دوری ایسی کرنین بھی آتی ہین ہم تک سالون مین
کم کیف وہ جسکا وہم کئے سے سر بھی چکر کھاتے ہین
یان سوچ سمجھکر سر دھنتے ہین اور خالق کے گن گاتے ہین

کئی ایسے خاکی کرّے ہین ہم جیسے جن پر رہتے ہین
وہ چلتے پھرتے رہتے ہین اور گرمی سردی سہتے ہین
سب ٹھاٹھ ہین انکے ہم ایسے یہ ذی ہوش مبصر کہتے ہین
وان طاہر اڑتے پھرتے ہین اور ساگر چشمے بہتے ہین

کئی ایسے ناری کرّے ہین جو آگ مین لپٹے رہتے ہین
کوئی ناری ہین کوئی نوری ہین جو ان مین رہتے سہتے ہین
یہ دھیان لگائے رہتے ہین وہ برہ اگن بھڑکاتے ہین
کیا خاکی ہین کیا ناری ہین سب خالق کے گن گاتے ہین

مہتاب کی صورت کیٹون پر ایک مانگے کی رخشانی ہے
گو چہرہ تو نورانی ہے پر عالم سب برفانی ہے
یخ بستہ کہین سمندر ہین اور ٹھنڈک کوہستانی ہی
وان برف کے تودے چھتے ہین نے کیچڑ ہے نے پانی ہی

ہر چار طرف سناٹا ہے یا اک عالم عرفانی ہے
سنسان سمان مت جان اسے ہر ذرہ گیانی دھیانی ہے

سب پران بنائے بیٹھے ہین اور حق بین دھیان لگائے ہین
اور بیخود ہو کر سب خالق کے گن گانے ہین

نیرنگ عجب دکھلاتے ہین افلاک کے ہفت الیاف ہمین
براق مناظر رنگ بھرے درساتے ہین آفاق ہمین

جھمکا کر منظر قدرت کے یہ کرتے ہین مشتاق ہمین
اور صبح ازل کی یاد وہی دلواتے ہین میثاق ہمین

کچھ راز بتاتے جاتے ہین ذرات کے یہ اوراق ہمین
اوراق نہ خالی جان انھین یہ دیتے ہین اسباق ہمین

یہ سرخی ان اسباق کی ہی جو لال شفق دکھلاتے ہین
جو غور سے اسکو دیکھتے ہین وہ خالق کے گن گاتے ہین

یہ دنیا مین جو بھرتے ہین گھوارے مخلوقات کے ہین
پابند ہین اپنی منزل کے اور نوکر یہ ذرات کے ہین

ذرات جو موجودات کے ہین کیا بخته سب مادات کے ہین
ذرات نہ انکو جان میان یہ قطرے ابحیات کے ہین

جو دل کی آنکھین رکھتے ہین وہ قایل سب اس بات کے ہین
اجرام سماوی جتنے ہین پابند سبھی اوقات کے ہین

یہ وقت پہ باہر آتے ہین اور وقت پہ ہی چھپ جاتے ہین
سب ڈیوٹی پوری کرتے ہین اور خالق کے گن گاتے ہین

اک آگ ازل سے رکھی ہے ان آتشناک خزینون مین
اک گرمی سے اک بجلی سی ہے پنہان انھین دفینون مین

کیا حدت جلوہ پیرا ہے ان قدرت کے آئینون مین
العشق کی آیت لکھی ہے نیچر کے لال نگینون مین

اک آگ سلگتی رہتی ہے ان تارون اور زمینون مین

انسان نہین گر آگ نہ یہ ہم رکھین اپنے سینو نمین
یہ گرمی جی مین رکھتے ہین جو برہ اگن بھڑکاتے ہین
العشق کا منتر پڑھتے ہین اور خالق کے گن گاتے ہین

اک روح بھری ہر ذرون مین وہ روح ہی جسکا نام کشش
ہان خون کی صورت رکھتے ہین افلاک کے ہفت اجرام کشش
اجرام سبھی تو رکھتے ہین یہ دھول ہی جسکا نام کشش
ہر وقت کشش ہر آن کشش ہر صبح کشش ہر شام کشش
ان تارون اور زمینون مین ساری ہی ہر سو عام کشش
اخوان بناکر ہم سب کو سکھلاتا ہی یہ کام کشش
یہ جذب وہ مقناطیسی ہی خود دل جس سے مل جاتے ہین
اک سنگت مین اک رنگت بن پھر خالق کے گن گاتے ہین

ہون جذب نہ باہم ذرون مین تو پیدا ہون اجسام کہان
یہ تارون والی رات کہان اور میٹھی میٹھی شام کہان
ہو غایب جوڑ عناصر کا تو پیدا ہون اجسام کہان
ترکیب کہان ترتیب کہان آغاز کہان انجام کہان
افراد کہان انواع کہان انسان کہان اقوام کہان
گر ربط نہو یہ باہم کامل بیٹھین کاف و لام کہان
اس ربط قوافی الفت مین ہم دھوم دھڑ کا پاتے ہین
اس جذب سے جب دل کھنچتا ہی ہم خالق کے گن گاتے ہین

یہ جذب ہی جن مین الفت کا وہ دنیا مین ممتاز ہوئے
سردار جہان کے کہلائے سرباز ہوئے شہباز ہوئے
اقوام انکی ممتاز ہوئین افراد بھی سرافراز ہوئے
ممتاز نہون کیون عالم مین جب نیچر کے ہمراز ہوئے
محمود ہوئے ہین عالم مین جو خدمتگار ایاز ہوئے
اس الفت سے اس دنیا مین یہ اعجاز ہین یہ انداز ہوئے

اس الفت مین سرشار ہین جو سب دھرمی وہ نبجاتے ہین
مخلوق سے الفت کرتے ہین اور خالق کے گن گاتے ہین

تو قوم مین اپنی دیکھ میان افراد یہ جتنے ہین ساری ہین
افراد یہ کوئی غیر نہین سب ایک فلک کے تارے ہین
کیا نور بھرے دل رکھتے ہین کیا ایسے نیارے نیارے ہین
حق نام پہ یہ بلہارے ہین اور ملک کے مہ پارے ہین
توحید کے یہ ہرکارے ہین ایمان کے یہ سیپارے ہین
گو دل انکے سی پارے ہین تو سی انکو یہ پارے ہین
سی پارے جب نبجاتے ہین قرآن وہی کہلاتے ہین
اور چوم کے انکو آنکھونسے ہم خالق کے گن گاتے ہین

تسبیح کے دانو! گر کر کر گر یو نہین بکھرتے جاؤ گے
گر جاؤ گے گر جاؤ گے اور ڈھونڈھے ہاتھ نہ آؤ گے
گر ہاتھ سے رشتہ الفت کا گر ہا تھون ہاتھ گنواؤ گے
منھ کھولے ہی رہ جاؤ گے اور سینے خالی پاؤ گے

یون دانہ ہو ہو کر سب کھیت اگٹاؤ گے ؛ ؛ ؛
تم پاؤن مین روندے جاؤ گے بچھتاؤ گے بچھتاؤ گے
سو دانے جب مل جاتے ہین اک مالاسی بن جاتے ہین
ہر گام پہ سجدے کرتے ہین اور خالق کے گن گاتے ہین

منظور ہو جینا گر اے دل تہ ہمت کو کوتاہ نہ کر ؛
جب فرض بلائے راحت کا پرواہ شال کاہ نہ کر
ہر بھائی سے دل کھول کے مل اس سے اپنی چاہ نہ کر
تو یوگ کرم سنیاسی رکھ اور ثمرے کی پرواہ نہ کر
رکھ آگ بھڑکتی سینے مین اور منھ سے ضائع آہ نہ کر
ہم گر کی بات بتاتے ہین تو اسپہ عمل کر خواہ نہ کر
جو کرتے ہین سو پاتے ہین سو جاتے ہین

اس دنیا مین پھل پاتے ہین جو خالق کے گن گاتی ہین۔

اس نظم کو پڑھکر نریندر ناتھ کی زبان رُک گئی۔ چندر شیکھر صورت دیکھ کر رہ گیا بہت دیر کے بعد چندر شیکھر نے نریندر ناتھ کا ہاتھ ہلا کر کہا۔

بھیا! ندی کا باندھ ٹوٹ گیا۔ تمھارے خیالات سُنکر میرے دل مین ایک جذبہ سا اُبلنے لگا۔ میری سمجھ ان پر معنی کلام تک نہین پہونچتی۔ معرفت کا دریا بہا دیا ہے اور موجون کے دیکھنے کی تاب آنکھون مین نہین ہے نریندر ناتھ۔ (چندر شیکھر کو گلے سے چمٹا کر) بولے

”بھائی میرے مکان مین سُرگ کی دیوی کا تو اس (مسکن) ہے جس دیس مین اُسکا گھر ہے وہ دھن ہے جو اُسے اپنی کہنے کا حق دار ہے معلوم ہوتا ہے وہ ایک دفعہ جنت کے آرامون کو بھی اوسکے لئے چھوڑ سکتا ہے۔ لیکن بھائی۔ اب مین اُسکا کوئی نہین۔ اب مین . . . . . .

بات پوری ہوئی حلق مین رُک گئی۔ نریندر ناتھ چندر شیکھر کی چھاتی پر منہ رکھکر زار زار رونے لگے۔ مان جسطرح اپنی اولاد کو کھو کر روتی ہے۔ بچہ اپنی چیز کے کھو جانے پر جسطرح روتا ہے۔ انسان اپنی دولت حشمت گنوا کر جسطرح روتا ہے۔ نریندر ناتھ اوسی طرح رونے لگے۔ چندر شیکھر کچھ بھی نہ کہہ سکا۔ نریندر ناتھ کو چھاتی سے لگائے چپ بیٹھا رہا۔ اتنی طاقت اوس مین نہ تھی کہ نریندر ناتھ کے رونے کو موقوف کراتا۔ اوس مین اس پاک محبت کے جذبے کو روکنے کی ہمت نہین۔

اگر دنیا مین رونا دھونا نہوتا تو اس مین شک نہین کہ یہ زمین جسپر انسان رہتا سہتا ہے پتھر سے زیادہ سخت دکھائی پڑتی۔ اگر رونے دھونے سے دل کے انجرات نہ نکل جاتے تو انسانون کے کلیجے پھٹ جاتے اور دنیا عالم خموشان کی طرح نظر آتی۔ انسان کا نام ونشان دنیا مین کہین نہوتا۔ واہ! واہ رونا کیا چیز ہے یہ وہ شے ہے جو

خوشی مین بھی ہوتا ہے اور رنج مین بھی۔ دُکھ اور سُکھ دونون کا رونا چلا ہے۔ جو رونا جانتا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے۔ جو رونے کے درد سے واقف ہے اوسکے نزدیک اپنا اور دوسرون کا غم برابر ہے۔ مگر ایسے انسان کہان جو دوسرون کے درد کو اپنا درد تصور کرین۔ انسان فانی ہے لیکن یہ اپنی ہستی پر بھولا ہوا ہے۔ سمجھتا ہے مین لاکھون برس زندہ رہونگا۔ اسی لئے وہ اپنے مطلب کے آگے کبھی کا مطلب نہین سمجھتا۔ ایک بُلبُلے کی حالت دیکھکر انسان کی ہستی یاد آجاتی ہے لیکن انسان ضعیف البنیان معلوم نہین کس برتے پر اسقدر مکر و فریب۔ دھوکا۔ غرور۔ تکبر۔ لوٹ مار کرتا پھرتا ہے اور ہمیشہ اسی دُھن مین لگا رہتا ہے کہ دنیا کا تمام زر و مال جمع کرکے خزانے بھرلون۔ اور دھنی بن کر اپنا نام اُچھالون۔ جو دل مین آئے وہی کرون۔ جسے چاہے زندہ کردون جسے چاہے موت کے گھاٹ اوتارون۔ لیکن اپنی ہستی کی طرف کبھی آنکھ اوٹھا کر بھی نہین دیکھتا۔ کہ مین کیا چیز ہون میری ہستی ہی کیا ہے۔ کیا جانے کسوقت موت آکر گلا داب بیٹھے۔ اگر ذرا بھی غور کرکے دیکھا جائے تو معلوم ہوجائیگا کہ انسانی ہستی کیا چیز ہے جسپر اسے اسقدر ناز ہے۔ کسی کو اپنے ہمسر شمار ہی نہین کرتا۔ دیکھئے اول تو انسان کا پہلا دوست جسم ہے۔ جسکو ہر وقت عمدہ سا عمدہ قیمتی لباس بہم پہونچاتا ہے لیکن سب سے پہلے یہی دوست دامن جھاڑ کر علیحدہ ہوجاتا ہے جسوقت انسان کی روح عالم بقا کی طرف راہی ہوتی ہے تو یہ جسم بے حرکت زمین پر پڑا رہ جاتا ہے۔ اسوقت اگر کہا جاے ایک انچ سرک جاؤ تو یہ نہین سرکتا۔ دوسرے اسکو یہ نہین معلوم کہ یہ دولت کس امید پر جمع کرتا ہون کیونکہ زر و مال کبھی کسی کا ساتھی نہوا۔ اور نہ کسی کے ساتھ جائیگا۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے سینکڑون بشر امیر سے فقیر ہوگئے۔ تیسرے اسکو یہ نہین معلوم کہ موت کسوقت آکے گلا گھونٹ

دے۔ یہانتک اُسے یہ بھی نہین معلوم کل کیا ہوگا۔ آیا ہم اس جہان مین ہون گے یا اگلے جہان کی سیر ہوگی۔ اے انسان جب تیری ہستی کی کچھ بھی وقعت نہین تو کیون خواب مین پڑا سوتا ہی اپنا قیمتی وقت کیون ضائع کر رہا ہے۔ اس نئے خواب غفلت سے بیدار ہو اور ایسے کام کر کہ جس سے تیرا نام باقی رہ جائے۔ ہمیشہ ایشور کے بھجن مین لگا رہ۔ کسی کو مت ستا۔ غریبون کی پرورش کر اور اگر کوئی ننگا بھوکا در حاضرے پر آوے تو اُسکی کچھ نہ کچھ امداد کر۔ دُکھی آدمی کو دیکھکر اُس کے رنج و غم مین شریک ہو۔

روتے روتے کچھ دیر بعد نریندر ناتھ کو ہوش آیا۔ چندر شیکھر کی چھاتی سی منہ ہٹا کر کہا۔

چندر شیکھر! معلوم ہوتا ہے میری کمزوری اور لاغری دیکھکر تمہین ہنسی آئی ہوگی۔ لیکن بھیا سچ تو یہ ہے کہ جو پاپی ہے جسکا دامن معصیت سے آلودہ ہے وہی دبلا ہے۔ اسوقت بجز گریہ اور آہ و بکا کے کوئی میرا ساتھی نہین۔

چندر شیکھر۔ بھیا مین بھگوان سے مستدعی ہون کہ دنیا مین جتنی انسانی ہستیان ہین سب تمھاری طرح پاک نفس ہو جائین۔

چندر شیکھر گلاس مین پانی لے آیا۔ نریندر ناتھ نے تھوڑا سا پیا۔ منہ اور پیشانی دھوئی پھر کہنے لگے۔

چندر شیکھر! تم گھر مت جاؤ۔ مین جانے نہین دونگا۔ اب مین اچھی طرح جان گیا ہون۔ اس دنیا مین تمھاری طرح دوست ملنا مشکل ہی۔ جہان تم نے مجھے زندگی دی ہی موت سی بچایا ہے۔ وہان شناسنت بھی عطا فرمائیے۔

چندر شیکھر۔ (ہنسکر) ہرگز جانے کا نہین میرا دل تمھین تنہا چھوڑ دینا گوارا نہین کرتا۔ اگر آپ مجھے دھکا دے کر بھگانا چاہین گے۔ مین ایک قدم بھی نہ ہٹونگا جسکی آپ نے پرداخت کی ہی جسکی عزت بچائی ہے۔ اُس کے آگے تو نریندر ناتھ سُرگ بھی کچھ چیز نہین ہے۔

نریندر ناتھ۔ ہمیشہ ایک جگہ رہتے رہتے طبیعت اُکتا جاتی ہے۔ اگر کسی کو وطن چھوڑ کر پردیس مین رہنا پڑے تو اوسے چاہیئے کہ شہر کے تمام مقامات کو دیکھے اور وہان کے آدمیون کی خو بو کو پہچانے۔ ہر ایک بات سے تجربہ سیکھے سو اسلئے اے برادر کل کے دن کسی جوار کی سیر کرین گے۔

چندر شیکھر۔ بہت خوب۔ مین ابھی سامان درست کرتا ہون۔ شام ہو گئی ہے۔ اس وقت آپکا ارادہ کیا ہے۔

نریندر۔ اسوقت کہین نہ جائین گے۔ چلو ڈیرے پر چلین۔

باب ستائیسوان

آٹھ بج گئے ہین۔ فیض آباد سے جو سڑک اجودھیا آئی ہے اُسپر ایک گاڑی کشن کشن کرتی چلی آرہی ہے۔ گاڑی کے کوچ بکس پر کوچ مین اور سائیس کے علاوہ ایک دربان اور دو اور شخص بیٹھے ہوے ہین۔ اندر ہمارے دوست نریندر ناتھ بابو اور چندر شیکھر جی پاس بیٹھے ہوے باتین کر رہے ہین۔ نریندر ناتھ کی زبان سے نکلا۔

'' بھائی تمھاری صلاح سے اجودھیا چلا آنا بہت مناسب ہوا۔ اسوقت میرا دل خدا جانے کیون بیٹھا جا رہا ہے۔ ایک عجب قسم کی وحشت ہے جو بیان سے باہر ہے۔ یہ کیفیت کیون ہو رہی ہے یہ مجھے معلوم نہین۔ لیکن اس مضطرب قلب مین عجیب دورے ہو رہے ہین جن سے کبھی خوشی کبھی غصہ اور کبھی غم کی افزائش ہوتی ہے۔

چندر شیکھر۔ آپ زمانہ شناس ہین۔ دھرم کے جذبات آپکے دل مین بھرے ہوے ہین اور چونکہ تیرتھ استھان ہے۔ اس لئے بھگوان کے درشنون کی اُمنگ سوار ہو گئی ہے۔ اور یہی باعث خوشی کا ہے مگر غصہ اور رنج کیون ہے۔ اس کے بارے مین کچھ عرض نہین کیا جا سکتا۔

نریندر۔ ٹھیک نہین کہہ سکتا۔ لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس پریم چھیتر مین آنے سے پریم کے جذبات اوبھر آئے۔ کیونکہ وہ مقام ہے جہان تریتا جگ مین بھگوان رامچندر نے پریم کا سمندر بہا دیا تھا۔ آپ نے پستکون مین استری پرش کا پریم پڑھا ہے لیکن بھائی کے اوپر بھائی کا پریم جیسا رامچندر اور لکشمن نے دکھلایا۔ اسکی مثال کسی ملک کے کسی آدمی نے نہین دکھلائی۔

چندر شیکھر۔ آپ تو مثال کی بات کہتے ہین۔ ویسا بھاؤ تو کسی کے دل مین پیدا نہین ہوا۔

نریندر۔ ایک پریم کی بات نہین۔ بھگوان رامچندر پرجا کو کسطرح پالتے تھے۔ ستیہ۔ دھرم اور پریم
دھارا بہ رہی تھی۔ صرف راج دھرم پالن اور رعیت کے خوش کرنے کے لئے سنیاسی بتپ برتا
استری کو بن باس دیدینا اونھین کا کام تھا۔ جب بھگوان رامچندر جی لنکا فتح کر کے اور سیتا کو
ساتھ لیکر اجودھیا واپس آئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک دھوبی کی عورت رات کو گھر سے غیر حاضر رہی
صبح کو جب وہ آئی تو دھوبی نے اپنی استری کو سخت سست کہا اور طعنہ دیا کہ مین بھگوان رام نہین
جو سیتا کو راون کے قبضے مین رہنے کے باوجود بھی اپنے گھر رہنے دیا۔ یہ الفاظ مرجادا پرشوتم بھگوان
رام کے کان تک پہونچے۔ اسوقت سیتا حاملہ تھین۔ بھگوان رام نے دنیا مین ضابطہ اور قانون
قایم رکھنے کو بھائی لکشمن کو حکم دیا۔ سیتا جی کو جنگل مین چھوڑ آؤ۔ بالکلا من سیتا جی کی رام سے جدائی
لکشمن جی کا اس کٹھن کام کو انجام دینا۔ یہ تمام واقعہ دل کو ہلا دینے والا ہے۔ مین مختصر بیان کرتا ہون۔
جنگل مین رشی والمیک جی نے ماتا سیتا کو اپنی کٹیا مین رہنے کی اجازت دیدی اور بن دیوی سیتا جی کا
نام رکھ دیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد سیتا جی کے دو لڑکے توام پیدا ہوئے۔ ایک کا نام لو رکھا اور دوسرے
کا نام کش۔ روایت ہے انھین لو نے کسی زمانے مین لاہور آباد کیا اور کش نے قصور جو لاہور کی تحصیل ہے
دونون لڑکے نہایت ہی ذہین اور خوبصورت تھے۔ اسی اثنا مین شری والمیک جی نے راماین تصنیف
کی۔ اس مین رامچندر کی پیدایش سے لیکر لنکا پر چڑھائی۔ سیتا جی کی جدائی پھر لنکا کا فتح کرنا۔ دھوبی
کے طعنہ پر سیتا کا نکال دینا۔ والمیک کا سیتا دیوی کا حفاظت کرنا جنگل مین لو و کش کی ولادت
اور آنکی رام دربار مین حاضری۔ جب والمیک جی راماین کمل کر چکے۔ ان دونون بچون کو حفظ کرادی
اور ایک بار جب اجودھیا مین جشن منایا جا رہا تھا۔ ان دونون بچون کو رشی جی رام دربار مین لے گئے
اور وہان تمام راماین گاکر سنائی۔ جونہین راماین ختم ہوئی رام جی پر تمام بات روشن ہوگئی کہ یہ دونون
میرے ہی لخت جگر ہین اور سیتا جی بے گناہ ہین۔ محبت نے جوش مارا اور سیتا جی کو پھر رام کے درشن ہوئے
والمیک رشی کی حکمت کام کر گئی۔ یا یون سمجھو کہ حواسون نے برہمہ کی استتی گاین کی۔ پرکرتی سیتا نے
اپنا ابھمان تیاگ دیا اور برہمہ مین لین ہوگئین۔ مین اسوقت رام دربار کا سین اور ان دو کمسن
سادھو لو اور کش کا سماں نظم مین بیان کرتا ہون جو یقیناً تمہاری دلچسپی
کا موجب ہوگا۔

لنکا کو فتح کر کے بھبکن کو دے کے راج
چودہ برس مین آئے مہاراج اودھراج
سونپا ہے بھرت جی نے اجودھیا کا تخت وتاج
بھومی کا بھار اُتار کے جوڑا رشی سماج
ہلنے لگی ہے جنبش برگ گیاہ سے
کتنی زمین سبک ہوئی بار گناہ سے
دربار آج اُس شہ کون ومکان کا ہے
نظارہ عام جلوہ حسن نہان کا ہے
یان وہم کا نہ دخل نہ رستہ گمان کا ہے
کچھ ناطقہ کا زور نہ قابو زبان کا ہے
شوق بیان ہوا جسے خاموش ہوگیا
یاد آیا جس کو وہ سو فراموش ہوگیا
اسمیدہ جگ کی ہے جا و دھ بھر مین دھوم دھام
ہوتے ہین رام چندر کے دربار خاص وعام
کی لکشمن نے عرض کہ شاہ فلک مقام
دو سادھو بالک آئے ہین لوکش ہے جن کا نام
گر حکم ہو تو وہ بھی یہان باریاب ہون
اپنا ہنر دکھانے کو حاضر شتاب ہون
خورشید رو ہے ایک تو ہے ایک مہ جبین
نقش قدم سے اُن کے اجودھیا ہے گل زمین
ملتی کچھ آپ سے ہے شباہت کہین کہین
نو عمر ہونہار جوانمرد اور حسین۔
سارے چرتر آپ کے ادبھت وہ گاتے ہین

جوگی سے کے بالکے سے ہین بینا بجاتے ہین
حاوی ہر ایک فن پہ ہین قادر ہنر پہ ہین
ہمت سے لات مارے ہوئے مال و زر پہ ہین
سادھو نہین ہین گرچہ جٹا جوٹ سر پہ ہین
ترکش کے باندھنے کے نشان کچھ کمر پہ ہین
نکھڑا نہین ہے رنگ شجاعت ملول ہین
بو کہہ رہی ہے گلشن رگھوبر کے پھول ہین
ارشاد خاص ہوتے ہی دونون ہوسے طلب
آئے جھکے چرن چھوئے بیٹھے بہ صد ادب
حیران تھے دیکھ دیکھ کے دربار دار سب
مکھڑے عجب۔ جمال عجب۔ چتونین عجب
دونون کے بحر حسن مین نظارہ غرق تھا
یکسان تھا بال بال سر مو نہ فرق تھا
چہرون سے خاندان کا ظاہر حسب نسب
طاقتورون کو دیکھ کے خندہ ہے زیر لب
چتون سے چھتری جوش نمایان دم غضب
پر سادھو بھیک کا نہین کھلتا کوئی سبب
مٹی کے عطر مین ہین جٹائین بسی ہوئین
کو بین بھی ہوئی ہین تو گاتی کسی ہوئین
نازک بھی بے مثال دلاور بھی بے مثال
لٹکے ہوئے کمر پہ جٹاون کے بھورے بال
روشن بھبوت مین بھی وہ رخسارون کا جمال
لپٹی ہوئی بغل مین نزاکت سے مرگ چھال

مضرابین پوروون مین پرتیر کی طرح
بینین دھری ہین کاندھون پہ شمشیر کی طرح
پوچھا کہ کون بولے تپسن کے بالکے
پوچھا پتہ ۔ تو چُپ تھے تبسم مین ٹالکے
پوچھا کہ عمر بولے کہ دس بارہ سال کے
چیلے ہو کس کے۔ بولے رشی باکمال کے
جنگل سے والمیک گرو ساتھ لائے ہین
بن دیوی نام ماتا ہے ہم جس کے جائے ہین
فرمایا رامچندر نے اب کچھ سناؤ تم
سب کو کیا ہے شوق نے بے چین گاؤ تم
کیا ودیا والمیک سے سیکھی دکھاؤ تم
رکھ کر کمنڈل ہاتھون سے بینین اُٹھاؤ تم
دو آفتاب ذرۂ خاک قدم ہوئے
تعمیل حکم پر سر تسلیم خم ہوئے
مضراب کی جو ضرب سے سُر بولنے لگے
شیو ایک ایک نغمہ کی سے تولنے لگے
انجم پئے نثار گہر رولنے لگے
گندھرپ آسمان پہ کمر کھولنے لگے
جب سُر ملائے بین کے تارون کو چھیڑ کر
زہرہ نے ساز رکھ لیے پردے اُدھیڑ کر
گت سُن کے اور شوق کی افزائشین ہوئین
ادھ بھت نیہ تر گانے کی فرمائشین ہوئین
رو پک بندھا خیال کی آرائشین ہوئین

ہر راگنی کے حُسن کو زیبائشین ہوئین
ہر راگ ہاتھ باندھ کے تصویر ہو گیا
ہر زمزمہ گلے مین مضامیر ہو گیا

سریلی اور مست آواز مین وہ شرنگی رشی کی جگہ دشرت کے گھر سری رامچندر کا جنم بسوامتر کا رام و لچھمن کو اپنے جگہ کی سہاتیا کو لیجانا۔ منتھرا کی مکاری۔ کیکیئی کا بر مانگنا اور رامچندر جی کو بن باس دلانا۔ سیتا کو راون کا اُٹھا لیجانا۔ سیتا کا ولاپ۔ رامچندر جی کی چڑھائی لنکا پر۔ فتحیابی۔ سیتا کے ہمراہ اودھ کی روانگی دھوبی کی طعنہ زنی پر سیتا جی کی جلاوطنی۔ حاملہ ہونے کی مشکلات جنگل کے آفات اور بیچارگی۔ والمیک آشرم پر لو کُش کی ولادت۔ لڑکون کی تربیت۔ یہ بیان کچھ ایسے دردناک اور مؤثر تھے کہ بھولی بھولی صورتون کی زبان سے سنکر اہل دربار بے قرار ہو گئے آنسوؤن سے ہر ایک کا دامن تر ہو گیا۔ رام جی کے دل مین محبت جوش مار گئی۔ ایک بجلی تھی جو ان کمسن بچون کو دیکھکر جملہ درباریون کے دل مین دوڑ رہی تھی۔ اب رام سے رہا نہ گیا اور بھبوت کی فانوس مین دو چمکتے ہوئے روشن چاندونکو گلے سے لگالیا۔ تمام ریاست مین رام کی پاکیزگی اور صداقت کی دھوم مچ گئی۔ اور تمام بچھڑے ہوئے مل گئے۔

ہائے اب رام کی سنتان مین وہ دھرم کی پابندیان کہان ہین جس مرجادا کو بھگوان نے جنگل کی تکالیف سہکر برت دھارن کر کے بتایا تھا۔ ماتا پتا گورو کا ادب۔ اور سیوا۔ اپنی دھرم پتنی سے پریم۔ بن باس مین کشٹ سہن کرنے مین دھیرج اور سیوری جیسی غریب بھگتنی کے پریم کا آدر اور سمان اور دھارمک نیمون کی پالنا۔ آج اُن مین کچھ بھی نظر نہین آتا۔ بلکہ اُس کے برعکس ہو رہا ہے۔ سادھو غریب اور مفلس بھگتون کے دشمن ہو رہے ہین۔ عیاش اور بدچلن دولتمندون کے دروازے پر خوشامدین کرتے ہین۔ آپ سے آپ اشرباد دیتے ہین۔ مان باپ کی کوئی پروا نہین بلکہ سخت کلامی سے پیش آتے ہین گالیان دیتے ہین۔ اپنے گھر والی کی زدوکوب ہوتی ہے۔ بیسواؤن کے مکان پر جاکے اُن کے جوتے اُٹھاتے ہین۔ گرہستی روٹی کو ترستے ہین سادھو اور سنیاسی لاکھون روپے کی جائداد کے وارث ہین۔ لوگ سترون سے دھوکا کرتے ہین اور انکو گزند پہونچاتے ہین۔ لیکن زبردست دشمن سے ڈرتے ہین اور اُن کی خوشامد کرتے ہین۔

پہلے پوجا تنہائی مین بیٹھکر کرتے تھے۔ آج اُس مقام کو تلاش کرکے پوجا کرتے ہین۔ جہان لوگون کا اثر دحام ہو لوگ اُن کی تعریف کرین۔ پہلے لوگ عمل سے بھگوان کو اپنا بنا لیتے تھے۔ اور اب دلیل اور محبت سے ایشور کو جاننا چاہتے ہین۔ ہم کہتے ہین ہم رام کو جاننے والے ہین ہم دسہرہ مناتے ہین اور دل سے اُنکی تعظیم کرتے ہین۔ لیکن اس سے دوست کچھ بنے گا نہین جب تک ہم وہ وصف پیدا نہ کرلین گے جنکو عملی طور پر بھگوان رام لیلا کرکے ہمارے لئے نمونہ چھوڑ گئے ہین انھین پر عمل کرنے سے شانتی ہے۔ انھین مین دینی اور دنیوی کامیابی پوشیدہ ہے۔

اتنے مین اجودھیا آگئی۔ کنکوڑون کے چھوٹے چھوٹے پہاڑ ہمارے مسافرون کو نظر آنے لگے۔ بائین جانب سرجو اور جنوب مین ہری ہری دوب اور ریتیلی پہاڑ ہین بہت ہی خوشنما اور فرحت بخش نظارہ ہے۔ سڑک کے کنارے تین شخص کھڑے ہوئے اس گاڑی کا انتظار کر رہی تھی۔ گاڑی قریب پہونچتے ہی وہ تینون شخص ارد گرد کھڑے ہو گئے۔ نریندر ناتھ نے دیکھا پنڈا لوگ انھین اپنا ججمان بنانے کے لئے آئے ہین۔

نریندر ناتھ اور چندر شیکھر نے انھین پرنام کیا۔ اُن مین سے ایک پنڈا بولا۔

مہاراج! ڈیرا تیار ہے۔ لیکن آپ پہلے درشنون کو چلین گے یا ڈیرے پر آرام کرینگے

نریندر ناتھ۔ ابھی ڈیرے پر نہین جائین گے پہلے جنم بھوم کے درشن ہون گے۔

پنڈا۔ تو گاڑی سے اوترئیے۔ جنم بھوم سامنے کی مسجد کے پاس ہے۔

(شاہان مغل کے مشہور بادشاہ اورنگ زیب نے ہندؤن کے دیواستھانون کو مسمار کراکے مسجدین بنوادی تھین۔ اور جہان کہین پورا قبضہ نہو سکا وہان اُسکے قریب مسجد تعمیر کرادی)

نریندر ناتھ اُس پنڈے کے پیچھے ہو لئے۔ کچھ دیر بعد جنم بھوم کے درشن کئے۔ جو بھون اس استھان پر دسرتھ کے راج بھون کے نام سے مشہور ہے۔ وہان پر قدیم زمانے کی کوئی یادگار نہین نریندر ناتھ نے اس بات پر دھیان نہین دیا۔ بلکہ بلا وسواس اور محبت کے اوس استھان کی خاک اوٹھا کر سر اور آنکھون پر مل لی۔ رام لچھمن اور دسرتھ وغیرہ کی بہت مورتین دیکھین۔ اس کے بعد زمین کے اندر تہ خانے مین گئے۔ سیتا دیوی رسوئین بنا رہی تھین لچھمن جی بھوجن کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ یہی استھان لچھمن بھوجن شالا کے نام

سے مشہور چلا آتا ہے۔ درشنون سے فرصت پاکر ہمارے دونون دوست پھر گاڑی مین سوار ہوئے گاڑی چلکر ہنومان گڑھی کے پاس آکے ٹھہر گئی۔

ہنومان جی کی اجودھیانگری مین بڑی مہما ہی۔ اور خاص اجودھیا ہی کیون کہین تمام بھارت مین اُن کی پوجا ہوتی ہی۔ جو پشو (حیوان) بھگتی کی وجہ سے گیانیون مین فضیلت کا جامہ پہن چکا ہے۔ جس کے تمام بدن مین سیتارام کی مورتی کے نقش کندہ ہورہے ہین۔ جس نے اپنی چھاتی پھاڑکر ایک بڑے ہجوم مین سیتارام کی مورت کو دکھادیا تھا۔ اوس بھگتون مین سرتاج دیوتا کی پرستش کرنے مین بھلا کسکو عذر ہوسکتا ہی۔

ہنومان جی کا مندر بہت بلند ہے۔ مندر تک پہونچنے کے لئے بہت سی سیڑھیان طے کرنی پڑتی ہین سامنے درختون کی شاخون پر سینکڑون لال منہ کے بندر ہین۔ جاتریون کو بہت دق کرتے ہین۔ پوجا کے برتن۔ پہننے کی دھوتی اور پرشاد وغیرہ لے جاتے ہین۔ پھر ایک اُسی استھان پر ہی نہین۔ تمام اجودھیا بندرون سے بھری ہے۔ تاہم اُن پر جاتری غصہ نہین کرتے اور نہ پریشان ہوتے ہین بلکہ ہنومان جی کی سنیان سمجھکر اون کی بھی پوجا کرتے ہین۔

ہنومان جی کے مندر کے پاس کھڑے ہوکر پریم مین غوطے کھانے لگے۔ درشنون سے ہاتھون دل بڑھ گیا۔ پریم ایسی ہی چیز ہے۔ اس سے انسان کیا صحرائی درندے گزندے۔ پرندے چوپائے کل جانور قابو مین آجاتے ہین۔ ہنومان جی کی بشتال مورت ہی۔ دور دور سے جاتری آکر اِس دیوتا کے درشن کرتے ہین۔ ہزارون روپے کا چڑھاوا چڑھتا ہے۔ ہائے پریم۔ ہائے بھگت۔ کیا تم دنیا کو قابو مین لانے کا منتر جانتے ہو۔ پریم ہی ایک منتر جادو ہی جس سے دشمن بھی اپنا دوست بن سکتا ہی۔

بہت دیر تک استتی کرکے نریندر ناتھ نے برہمنون کو بھوجن کھلایا۔ دان دیا۔ اور پھر اوس مندر سے نکل آئے۔ ڈیرا دور نہ تھا۔ اسی لئے کسی گاڑی کی ضرورت نہوئی۔ اونھون نے ساتھیون سے کہدیا ڈیرے پر جاکے پنڈاجی کو بھوجن کرادو۔ اور خود معہ چندر شیکھر کے پیادہ پا چل کھڑے ہوے کچھ مسافت طے کی ہوگی کہ ایک دوراہہ ملا۔ دوراہہ پر کھڑے ہوکر سوچا کدھر چلنا چاہیئے۔ اتنے مین لوگون کے کان مین رونے کی آواز آئی۔ معلوم ہوا کوئی زمانے کی ستائی عورت ہی جسکی پرسوز آہین سننے والے کے کلیجے مین نشتر کی طرح چبھی جاتی ہین۔

آہ وفغان کی دلسوز آواز چندر شیکھر کے کان مین بھی پڑی وہ بھی نریندر ناتھ کی طرح بےحس و حرکت کھڑے ہوگئے۔ ایک راہ گیر سے پوچھا کون رو رہا ہے۔ اُس نے جواب دیا معلوم ہوا آپ اس

رونے کی آواز سے متاثر ہوکر کھڑے ہو رہے ہین۔ ایک مہینے سے ہم دیکھتے ہین ایک بنگالی کسی عورت کے ساتھ یہان رہتا ہے۔ وہ عورت آجکل بیمار ہے۔ کیا بیماری ہے یہ تو معلوم نہین۔ لیکن اسی طرح اکثر دن کو اور کبھی کبھی رات کو چلا اُٹھتی ہے۔

چندر شیکھر۔ وہ کون ہے۔ کیسی شکل ہے۔ کیا حلیہ ہے۔ اسکے جاننے کی تو ہمین ضرورت نہین لیکن یہ ضرور دریافت کرنا چاہتے ہین۔ اس عورت کو کیا تکلیف ہے پھر وہ بنگالن ہے اس لئے آپ ڈیرے پر جائین مین اصلی حالات لیکر آتا ہون۔

نریندر۔ نہین مین بھی تمھارے ساتھ چلون گا۔ اسوقت خدا جانے کیون دل پیچ و تاب کھا رہا ہے مجھے اس عورت پر شک ہے۔

چندر شیکھر نے حجت کرنا فضول سمجھا۔ نریند ربابو اور راہگیر کو ساتھ لئے ہوئے اس مکان کی طرف چلے جہان سے آواز آتی تھی۔ ابھی دروازے تک نہ پہونچے تھے کہ برآمدے مین بیٹھی ہوئی ایک عورت ہائے ہائے کر رہی ہے۔ چندر شیکھر کے منھ سے نکلا۔

"ہائین یہ تو رمبھا ہے"۔

نریندر ناتھ۔ ہان اسے مین بھی پہچان گیا۔ لیکن پاس جاکے پوچھو تو سہی اسے کیا مرض ہے۔ کیون رو رہی ہے!۔

چندر شیکھر نے کھڑے ہوکر رمبھا کو پکارا۔ رمبھا برآمدے سے نیچے آئی۔ بہت سی باتین ہوئین۔ چندر شیکھر کچھ دوا دارو دیکر واپس آیا۔ راستے بھر نریندر ناتھ اور چندر شیکھر مین کوئی بات چیت نہین ہوئی چندر شیکھر نے صرف یہ کہکر زبان روک لی۔

"کل مین دوپہر کے وقت مریضہ کے پاس جاؤن گا آپ کا ساتھ رہنا بھی ضروری ہے"،

نریندر ناتھ نے کچھ جواب نہ دیا۔ چندر شیکھر اور نریندر ناتھ سرجو کے کنارے اپنے ڈیرے پر پہونچ گئے۔

باب اٹھائیسوان

رمبھا بستر علالت پر پڑی ہوئی ہے۔ منھ کی رونق اُڑ گئی ہے۔ رخسارون کی شادابی رفو چکر ہو گئی۔ ہڈیان نکل آئی ہین۔ جوبن بھی گیا۔ اسوقت اُسے جو شخص دیکھے گا۔ کہے گا۔ رمبھا نہین ہے

یہ تو کوئی ستر اسّی برس کی بڑھیا ہے۔ بھادون کی چڑھی ہوئی گنگا کی طرح ایک وقت اس کے حُسن کا دریا امنڈ رہا تھا۔ آج دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے نہ اُس کا وہ روپ ہے نہ رنگ چہرہ پر ہزاروں جھریاں پڑی ہوئی ہین۔ بدن بالکل ڈھانچہ ہے۔ سانس چل رہی ہے۔ بڑے بڑے دیدے نکل آئے ہین۔ کنپٹیان بیٹھی ہوئی ہین۔ صورت دیکھنے سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ گالون پر کی ہڈی زیادہ اُبھر آئی ہے۔ گال بالکل پچک گئے۔ اُس کے عنبرین گیسوؤن پر جو خوشبودار روغن سے ہر دم تر رہتے تھے۔ منون گرد پڑی ہوئی ہے۔ سر کھلا ہوا ہے۔ گورے گورے بدن پر سیاہی دوڑ گئی ہے۔ موتیون کی طرح چمکنے والے دانت ہنسی کے موقع کو چھوڑ کر ہر وقت ہونٹھون کے اندر چھپے رہتے تھے۔ اب کچھ ایسی بدنمائی سے باہر نکل آئے ہین کہ دیکھنے سے متلی ہونے لگتی ہے۔

اُس نے جو سوچا تھا وہ ہوا نہین۔ فلک نے اُس کے ساتھ دغا کی نوشتہ تقدیر کبھی مٹ نہین سکتا اُس نے لاکھ چاہا کہ عیش و عشرت کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرونگی یہ مراد پوری نہین ہوئی۔ وہ بالکل کنگال ہے۔ دانے دانے کو محتاج ہو گئی ہے۔ کوئی اُس کی خبر نہین لیتا۔ اب اُسکی آنکھین کھلی ہین۔ وہ سمجھ گئی کہ گناہ گار کو کبھی شانتی نہین ہوتی۔ دنیا مین اب اُسکی امیدون کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اوس کو نریندر ناتھ ہی کے ساتھ تمام دنیا کی راحتین نصیب تھین۔ گھر کی کنجیان اوسکے حوالے تھین سیاہ و سفید کی مالکہ تھی۔ جو چاہتی کرتی۔ جو چاہتی پہنتی۔ جسکو چاہے دیتی۔ جسکو چاہے نہ دیتی داس داسیان نوکر چاکر سب اُسکی نگاہ فیض کے متمنی تھے۔ سب اوس کے دامن بردار تھے۔ شیام سندری اُسے اپنی پیاری بہن سمجھتی تھی۔ نریندر ناتھ بہن سے زیادہ پیار کرتے تھے۔ شیام سندری اوس کا دل چھوٹا نہونے دیتی تھی۔ ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش مین رہتی تھی۔ آہ یہ وہی بدنصیب بیوہ ہے جو ہمیشہ کے لئے عیش و دوامی سے علیحدہ ہو کر اسوقت سخت سی سخت تکلیف برداشت کر رہی ہے۔ یہ وہی رمبھا ہے۔ جسکے حسن دلاویز مین ایک شان تھی۔ دل لبھانے والی کشش تھی۔ چہرے پر غضب کی سادگی اور بھولاپن تھا۔ سینکڑون آنکھین اوس کی بھولی بھولی صورت دیکھنے کو ترستی تھین۔ کوئی کہتا تھا۔

ہر ادا مستانہ سر سے پاون تک چھائی ہوئی
اُف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی

الغرض اس خوبصورتی مین چار چاند لگے ہوئے تھے۔ سفید چہرے کا ہلکا گلابی رنگ قیامت کئے دیتا تھا۔ آہ یہ وہی نازک بدن ہے۔ اسکا بدن کیسا سیاہ ہو گیا ہے۔ گلے مین کا اتنی لٹک گئی

ہین۔ ہونٹھ سوکھ رہے ہین۔ اُس کا دل ٹوٹ گیا ہے۔ اوسکی آیندہ کی گھڑیان ختم ہو گئی ہین۔ سر نیچے جھک گیا ہے۔ دن گذرا۔ رات گذری۔ اُس بدنصیب کو کچھ خبر نہین۔ اسے تنہائی مین بیٹھے بیٹھے رونے کے سوا کچھ آتا ہی نہین۔ ؎

کسی کی شب وصل سوتے کٹے ہے
کسی کی شب ہجر روتے کٹے ہے
الٰہی ہماری یہ شب کیسی شب ہے
نہ سوتے کٹے ہے نہ روتے کٹے ہے

نرمبند رناتھ کو طمع کے پھندے مین پھانس کر اوس نے پاپ کی ڈوبکی لگائی تھی۔ سمجھی دنیا مین اب میری ہمسری کوئی کر نہین سکتا۔ میرے برابر دنیا مین کوئی سکھی نہو گا۔ عیش و راحت کا دروازہ اُسکے لئے کھلا ہوا تھا۔ وہ شیام سندری کے بجاے خود مالکہ بننے والی تھی۔ نرمبند رناتھ اوس کے دامن بردار بنین گے۔ اوس کے اشارے کے محتاج رہین گے۔ حساب تو لگایا تھا لیکن بیڈھب غلطی کھائی۔ نرمبند رناتھ دھارمک تھے۔ گیانی تھے۔ اس پاپ کے پھندے سے نکل بھاگے۔ نشۂ محبت کا بھوت اون پر سوار نہو سکا۔ رمبھا کے پنجرے سے چڑیا کی طرح پھڑ پھڑا کر نکل بھاگے۔ اب کیا طریقہ تھا۔ رمبھا منھ تاکتی رہ گئی۔ دل مین بھالے چل گئے۔ برچھیان چُبھ گئیں۔ یہ حالت تو تھی۔ مگر اوسکو راحت اوٹھانے کے لئے اب بھی ایک ترکیب تھی۔ اگر اب بھی پاکیزہ نفسی سے کام لیتی۔ خلیق بن کر شیام سندری کے کلیجے مین گھس جاتی۔ شیام سندری کو رقابت کی آنکھ سے نہ دیکھتی۔ اوس سے پریم کرتی۔ تو آج اس حالت کو نہ پہونچتی۔ لیکن ایسی باتین اوسکی ذات سے کب ممکن تھین۔ وہ تو رقابت کی آگ سے خاک ہوئی جاتی تھی جس انسان کی ہستی شہد کی مکھی کی طرح۔ حرص و طمع۔ حسد و رشک کے قوام مین لت پت ہے جو گناہ کرنے کی عادی ہو وہ ہمیشہ مورد آلام رہتی ہے۔ اُسے کبھی سکھ نصیب نہین ہوتا۔ اُسکی خواہشات کا پورا ہونا بہت ہی مشکل ہے۔ رمبھا بیچاری کیا چیز ہے۔ بڑے بڑے جوگی۔ رشی گیانی دھیانی۔ بڑے بڑے مہاتما اس چکر مین پڑ کر غارت ہو گئے۔ بڑون بڑون کی نیت ڈول گئین۔ رمبھا کی بھی وہی حالت ہوئی۔ با اصول زندگی اپنے اصول کو چھوڑتی۔ بے اصول زندگی کو اصول کی مطلق پروا نہین رہتی۔ جسنے ست کو حقیقی راستہ سمجھ کر ست ہی اپنی زندگی کا مرکز سمجھا وہ کبھی ست کو ہاتھ سے نہ دیگا۔ لیکن جسکو خبر نہین کہ ست کس چڑیا کا نام ہے۔ وہ یونہین تمام عمر گمراہ بنا

برباد کر دیگا۔ بے اصول آدمی اُس ڈھیلے کے مثال ہے جو حالات اور واقعات کے زیر اثر ہمیشہ اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر ڈھلکتا رہتا ہے اور اُسپر کائی تک نہین جمتی۔ اُس کے لئے ایک دن ایسا آئیگا کہ وہ زمانے کی ٹھوکر کھاکر پاش پاش ہو جائیگا۔ اور اپنے ساتھ رنج و حسرت لیجائے گا۔ اگر رمبھا اپنے حواسونکو قابو مین رکھ سکتی۔ جوانی کی امنگ مین متوالی نہوتی تو آج اُسکی یہ حالت نہوتی۔ اُسنے سمجھا جب مین گنہگار ہی ہون تو گناہ کے قوام مین اپنے تئین لت پت کیون نہ کردون پاپ کرتے کرتے کوئی نہ کوئی چوکھا رنگ نکل ہی آئیگا۔ اُسی رنگ مین اپنی زندگی کا بیڑا پار کرونگی جب مین پاپی ہون تو پاپ ہی کی جستجو کرنا چاہئے۔ نریندر ناتھ مکار ہے۔ جھوٹا ہے۔ دغاباز ہے۔ اسکے دل نہین۔ محبت۔ پریم اور عشق کے جذبات سے بالکل کورا ہے۔ ایسے شخص سے محبت بڑھانا بالکل فضول ہے۔ اس سے دل کے ولولے نکل نہین سکتے۔ ان خیالات کے ساتھ ہی اوسے جوگن بابو کی یاد آگئی۔ اوس نے دیکھا جوگن بابو اپنا گھر بار چھوڑ کر بڑی بڑی تکلیفین اور راستہ کی صعوبتین اوٹھاکر میرے پاس آیا ہے۔ اس لئے یہی میرے حُسن کا قدر دان ہے۔ اسی سے محبت بڑھانے مین اپنی زندگی عیش و خوشی مین کٹے گی۔ اسی کے ساتھ سرگ کی راحتین مل سکین گی۔

رمبھا کے پاس ابھی ڈھائی ہزار روپیہ نقد موجود ہے۔ وہ اس روپیہ کو لیکر بے مروت نریندر ناتھ سے کنارہ کشی کرے گی۔ اور اُس نئے پریمی کی آشنائی سے لطف زندگی اٹھائیگی۔

اور یہی اوس نے کیا۔ نریندر سے قطع تعلق کرکے جوگن بابو کے ساتھ نکل آئی۔

ہفتہ بھر تک خوب گل چھرّے اُڑے۔ اتنی الفت اور اتنا پیار تو آج تک کسی نے نہین دکھلایا۔ جوگن بابو نے وہ محبت بھری باتین کین۔ وہ لچھے دار کہانی سُنائی کہ رمبھا دل و جان سے اوسپر فریفتہ ہو گئی۔ جو کچھ جائداد ساتھ لائی تھی اوسکے حوالے کر دی اور اپنے کو جوگن بابو کی زر خرید لونڈی سمجھنے لگی۔ اوسکی چرائی ہوئی دولت اور اسکا جوبن جوگن بابو کا ہوا۔ رمبھا اوس کے جال کو سمجھ نہ سکی۔ بہت دنون بعد اب اوسکی آنکھین کھلین۔

رمبھا بالکل کھک ہو گئی۔ پاس کوڑی نہین۔ پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے اوسنے کپڑے لتے۔ زیور جو کچھ مایہ تھی بیچ ڈالی۔ یہ واقعہ فیض آباد مین پیش آیا۔ جب کسی طرح گذارا نہو سکا۔ بازاری عورتون کی طرح کمرہ لے کے بیٹھ گئی۔ حُسن کی گرم بازاری ہوئی۔ کچھ دنون خوب چین سے گذری۔ رفتہ رفتہ جوبن ڈھل گیا۔ قدر دان بات نہین پوچھتے۔ کیونکہ بیماری نے اوسے

ستا رکھا تھا - آخر بستر علالت پر لیٹ رہنا پڑا - اوسکی حالت قابل رحم ہو گئی ہے - بیچاری کا جسم بالکل ضعیف ہو چکا ہے - اور بیماری نے اس نوجوان کو جسکی عمر تقریباً بیس برس کی ہو گی اسّی برس کی بوڑھیا سے زیادہ کمزور کر دیا ہے - بہت ہی بیقراری اور تکلیف کی حالت مین تڑپ رہی ہے - ایسی حالت مین مجبور و ناچار رمبھا موت کی جویان ہے - اس دنیا مین اوس کا کوئی نہین - ایسے نازک وقت پر بھگوان نے رحم کھا کر چندر شیکھر اور نریندر ناتھ کو اوس کے پاس بھیجدیا -

اُسی وقت ڈاکٹر طلب ہوا - دوا پلائی گئی - اور ہر طرح کی آرام و آسایش کی چیزین مریضہ کے لئے مہیا کی گئین -

مریضہ سمجھی جہان نریندر ناتھ کے قدم پڑتے ہین وہین ترس اور رحم کا سوتا پھوٹ نکلتا ہے اور اوس سوتے مین جتنی تکالیف اور آلام ہوتے ہین بہ جاتے ہین -

چندر شیکھر اور نریندر ناتھ کے چلے جانے پر رمبھا کے بالین پر ایک عورت آ کے کھڑی ہو گئی اور بغیر مریضہ کے استمزاج یا ہدایت کے اوسکی تیمارداری مین مصروف ہوئی - رمبھا نے تعجب کے ساتھ دیکھا کہ وہ عورت راگھو پور کی چودھرائن ہے - پریاگ تک وہ ساتھ رہی - اب یہان کیسے آئی - کیون آئی ؟ -

رمبھا دیر تک اوسکا منھ تکتی رہی - بولی -

چودھرائن ! تم آ گئین - اچھا ہوا - اس آخر وقت مین تمھین دیکھ لیا - اس پاپ کی بھاگی مین ہی ہون میرے بداعمالون نے یہ نتیجہ دکھا دیا -

چودھراین - یہ مین نہین جانتی تھی انجام تمھارا یہ ہو گا - اس عمل کا نتیجہ یہ ملیگا - مین تو چاہتی تھی آزادی سے بسر کرو عیش و آرام سے دن کاٹو - خیر - دل کو تقویت دو مجھے یقین ہے بہت جلد آرام ہو جائیگا -

رمبھا - بھئی مین تو اب مرنا ہی چاہتی ہون - کیونکہ مرنے ہی سے ساری تکلیفون کا خاتمہ ہو جائیگا -

چودھراین - کیا تمھارے بھائی اور مان کو نے آؤن -

رمبھا کے حق مین یہ فقرہ آب حیات کا کام کر گیا پلنگ پر اوٹھ بیٹھی اور کہنے لگی - توبہ کرو بہن ! یہ گنہگار کیا کسی کو منھ دکھانے کے لایق ہے - اور میر مان اور بھائی کو

مین تو چاہتی ہون میرے مرنے کی خبر اونکے کان تک نہ پہونچے۔

چودھراین نے اور کچھ نہین کہا۔ بلکہ آہستہ سے رمبھا کو پلنگ پر لٹادیا۔

رمبھا دل مین کہنے لگی۔

دیوتا سب جگہ باس کرتے ہین۔ اور ہر ایک آدمی پر اونکی دیا ہوجاتی ہے مین کمبخت اس لایق نہ تھی۔ مگر مجھ پر بھی دیا۔ مجھ پر بھی رحم مجھ پر بھی ترس۔ پرمیشور! تیری شان کے صدقے۔ آہ مین ہی ناہنجار اوس پریم پورن گھر مین آگ لگانا چاہتی تھی جس دیوی اور دیوتا کے کلیجے مین چھری بھونکنا چاہتی تھی۔ جس دیوی کو ہٹاکر بجاے اوس کے ایک پرتینی کی مورت کو استھاپت کرنے کی خواہش تھی۔ اوس پاپ کی مورت پر اتنی دیا۔ آہ مین خواہشات سے اندھی ہورہی تھی۔ جوانی کا بھوت میرے کندھون پر سوار تھا میری مان بھی ہے۔ بھائی بھی ہے۔ آشنائی کی یار بھی بنائے۔ گناہ کو ثواب سمجھی تھی۔ پھول کو کانٹا۔ اور گنگا کے نرمل جل کو تیل سے مثال دیتی تھی۔ آہ مین نے یہ خوفناک غلطی کرکے اندھیر مچادیا۔ دل مین خیال تھا میری ہوا اسی طرح بہتی رہیگی اور اسی طرح دن رات بسر ہوتے جائینگے۔ مگر سدا دن ایک نہین رہتے اسکی مجھے خبر نہ تھی۔

چودھراین۔ کسکی بات کہہ رہی ہو۔ تمہو یہ نریندر بابو کی طرف اشارہ ہے۔ اونکی رحیمانہ خاصیت کا ذکر کررہی ہو۔ وہ عذاب و ثواب کا خیال نہین کرتے۔ وہ خلیق۔ متین اور صاحب حوصلہ ہین اونھین کسی پر جبر کرنا گوارا نہین۔ ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرنے والے ہین۔

رمبھا۔ یہ مین خوب جانتی ہون۔ لیکن دل کے پردے کے اندر کچھ باتین چھپی ہوئی ہین جنھین جیندر سنگھ سے کہونگی۔ یہ کہہ کے اوس نے ایک پرحسرت غزل سنائی جس کے سننے سے چودھراین کی آنکھون سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔

دل دردمند باز آ بے اختیاریون سے
ان ناصبوریون سے ان بے قراریون سے
کبھی بیٹھے چین سی ہم نہ کبھی مزی سی لیٹے
تری نامرادیون سے تری نابکاریون سے
ناکامیون پہ اپنی بے چارگی سے سوچا

شب زندگی مین حاصل اختر شماریون سے
آزادیان ہین زیبا سب طائر حرم کو
مرغ شکستہ بازو بچ جا شکاریون سے
دیکھین وہ گر تو دیکھین کہ نگہ پڑے نہ ہم پر
ہین غفلتین بھی اونکی کن ہوشیاریون سے
پی لی مگر نہ زاہد چھپ چھپ کر پی نہ صوفی
کہ کھلین گے اور پردے تری رازداریون سے
نہ خدا کا خوف باقی نہ بقا کی آرزو ہو
مجھے اور چاہیئے کیا ان میگساریون سے
ہے جو بارگاہ ساقی سے صلائے عام سبکو
اب خواریونسے بچیئے یا بادہ خواریون سے
اندیشۂ ملامت ہے یان نہ شوق مدحت
ہے عندلیب نالان کو کام زاریون سے
تپ تپ گداز ہو جا جل جل کباب مر جا
ہان کو ٹلون پر لوٹ اور کھیل انگاریونسے
حقانی آ کہ جان مین تری آگ اک لگادین
گلزار اک کھلادین ان شعلہ کاریون سے

اوسدن رمبھا کی طبیعت سنبھلی رہی اوس کے مرض مین بھی کچھ کمی رہی۔ چندر شیکھر دن مین کئی بار آیا کرتا تھا۔ اور یہی نہین اوسدن تمام رات اوسکے پاس رہنے کا اتفاق رہا۔ جس دوا۔ جس عرق۔ اور جس سفوف کی ضرورت تھی بہم پہونچادین۔
جس وقت دھرم کا دامن کلجگ کی گرد سے آلودہ ہوجاتا ہے پاپ کی طاقت بڑھ جانے سے جیوؤن پر اندھکار (اودیا) کا پردہ پڑجاتا ہے۔ پرتھوی سے لیکر سورج چندر تک ادھرم اور پاپ نظر آتا ہی تو پربھو اوتار دھارن کرکے یا کسی ایسی ہستی کو پیدا کرا کے گیان کا پرچار کرتے ہین۔ جہالت اور اودیا کے پڑے ہوے پردے اوٹھ جاتے ہین ست دھرم سے دنیا نہال ہوجاتی ہے۔

پربھو کا پریم ست سنگ سے میسر ہوتا ہے جبھی رشیون نے ست سنگ کی مہانی سیت ورنن کی ہے۔)

سر تبھارو گون کی ہے دنیا مین گر کوئی دوا
اوشدہی اکسیر ہے اک بول سچے سادھ کا
قدر مین قیمت مین یون تو اس مین جوہر کچھ نہ تھا
چھو گیا پارس سے لوہا وہ بھی کنچن ہو گیا

پاپی بھگتون اور بھلے پرشون کی مذمت کرتے ہین۔ تکلیف دیتے ہین۔ ستاتے ہین۔ اور خود ست سنگ سے محروم رہتے ہین۔ جسطرح چندن کی خوشبو سے تمام جنگل چندن ہو جاتا ہی لیکن بانس مین کبھی چندن کی خوشبو اثر نہین کرتی۔ اسی طرح بدطینت۔ زشت خواص آدمی ست سنگ سے کچھ نفع نہین اٹھاتے۔

پڑے مین چندن سے مدت تک سرپ لپٹا کرے
زہر ہے اثر مین کیونکر بان امرت کا کرے

ایسے گنہگارون سے تو مٹی کا تودہ اچھا ہے۔ دیکھو وہ ناچیز تودہ جسپر مدت تک پھولون کی چادر چڑھتی رہی ہے۔ اوس کے ذرے ذرے مین پھولون کی خوشبو بس گئی۔ بھرنگی کے چھتے مین رہکر کیڑا بھرنگی بن گیا۔ اسی طرح نخوت رعونت سے دستکش ہو کر بد انسان بھی اچھی صحبت مین پڑ کر نیک اوصاف بن جاتا ہی۔ لیکن پاپی تو غرور اور نخوت کے پتلے ہین۔ رشک و حسد اونکی مصاحب ہین وہ اونسے مرتے دم تک قطع تعلق نہین کرتا۔ اس لئے وہ نار جہنم مین جھلس جاتے ہین جسوقت اچھی صحبتون مین بیٹھنے کا اتفاق ہوتا ہی تھوڑی دیر کے لئے نیک رہتے ہین پھر کبر و نخوت کی بندے بن کر کسی عظیم گناہ کرنے مین بھی دریغ نہین ہوتا۔ وہ اوس سانپ کی مثال ہین جو سردی سے سکڑ کر دم بھر کے لئے مردہ بن جاتا ہے۔ اور دھوپ مین رکھنے سے بدستور پھنکارتا ہی۔

مایا جہالت کا نام ہے۔ اس کے پھندے بڑے سخت ہین جس مین بڑے بڑے سادھو پھنسے ہوے ہین۔ بڑے بڑے جودھا اور صاحب اقبال راجے جسکے آگے سر خم کرتے ہین۔ یہی مایا انسان کو ست سنگ سے ہٹاتی ہے۔ اور گھر گھر ٹھوکرین کھلاتی ہے۔

اسی مایا نے راون کو سیا ہرنے پہ اکسایا
اسی نے موہنی کے روپ مین شیو جی کو بھرمایا

وہ پرودرام ہے بے کچھ فنش کو کرنے والا ہے
برہم اور آتما کے درمیان اس نے ہی ڈالا ہے

ست سنگ سے کبجا تر گئی۔ سدن قصائی پار ہوگیا۔ والمیک چنڈال سے رشی بن گئے۔ اہاہا ست سنگ کا یہ پرتاپ۔ ایک پل بھر کے ست سنگ کا یہ لابھ کہ چور چوری کر کے آزاد ہوا اب تاج۔ جو انسان روز و شب بھگوان کے چرترگا ین کرے اونکی کتھا سنے ضرور وہ آواگون کے بندھن سے رہائی پاتا ہے۔ پھر تُرین ایسی سمجھ پر جسنے مالک کو بھلادیا۔ اوس مکان مین تو روز وہ جاروب کشی ہوتی ہے۔ روز ہی کوڑا گھر سے نکالا جاتا ہے۔ کیسا صاف ستھرا مکان رکھتے ہین ایک تنکا بھی نظر نہین آتا۔ اور خانۂ دل مین ہوا و ہوس کا کوڑا جمع کر رکھا ہے۔ یہ مکان تو اپنے مالک کا نواس استھان تھا۔ اسکی صفائی لازمی تھی۔

نکی کامنا دن مین جنم اپنا گنوا ڈالا
یہ گوہر تھا نہ تھا معلوم مٹی مین ملا ڈالا
خزانہ بدر دشش کے ہاتھ جوبن کا لُٹا ڈالا
سُمرتے ہین جسے نرنر اُسے مین نے بُھلا ڈالا

ہے۔ پرماتما! اگر ہم پاپون کے میل سے اپنے آپ کو گندہ کرنے مین نہین چوکے تو ہمین اپنی مہربانی سے۔ ایسی مدد کر کہ اپنے قلب کی سیاہی کو دھوڈالین۔ بدفعل کرنے کی نیت نہو۔ ہماری آتما پاک رہے۔ اگر مین نے تیرا نمک کھا کر نمک حرامی کی ہے۔ تو تو اپنے نمک کے طفیل مین مجھے بخشدے اور پیارے مجھے اپنا گیان دے۔ جس مین اپنے آپ کو پہچان سکون۔

فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہین
ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہین

معرفت خالق کے عالم مین بہت دشوار ہے
شہرِ تن مین جبکہ خود اپنا پتہ ملتا نہین

غافلون کے لطف کو کافی ہے دنیاوی خوشی
عاقلون کو بے غمِ عقبیٰ مزا ملتا نہین

کشتیٔ دل کی الٰہی بحرِ ہستی مین ہو خیر
ناخدا ملتے ہین لیکن باخدا ملتا نہین

غافلون کو کیا سناؤن داستان عشق یار
سننے والے ملتے ہین درد آشنا ملتا نہین

زندگانی کا مزا ملتا تھا جن کی بزم مین
اون کی قبرون کا بھی اب مجکو پتہ ملتا نہین

صرف ظاہر ہوگیا سرمایۂ زیب وصفا
کیا تعجب ہے جو باطن باصفا ملتا نہین

پختہ طبعون پر حوادث کا نہین ہوتا اثر
کوہسارون مین نشان نقش پا ملتا نہین

شیخ صاحب برہمن سے لاکھ برتین دوستی
بے بھجن گائے تو مندر سے ٹکا ملتا نہین

جس پہ دل آیا ہے وہ شیرین ادا ملتا نہین
زندگی ہے تلخ جینے کا مزا ملتا نہین

لوگ کہتے ہین کہ بدنامی سے بچنا چاہیے
کہدو بے اس کے جوانی کا مزا ملتا نہین

چل بسے وہ دن کہ یارون سے بھری تھی انجمن
ہاے افسوس آج صورت آشنا ملتا نہین

منزل عشق و توکل منزل اعزاز ہے
شاہ سب بستے ہین یان کوئی گدا ملتا نہین

بار تکلیفون کا مجھ پر بار احسان سے ہے سہل
شکر کی جا ہے اگر حاجت روا ملتا نہین

چاندنی راتین بہار اپنی دکھاتی ہین تو کیا
بے ترے مجکو تو لطف اے مہ لقا ملتا نہین

معنی دل کا کرے اظہار اکبر کس طرح
لفظ موزون بہر کشف مدعا ملتا نہین

کس قدر بے فیض ان روزون ہوائی دہر ہے

بوے گل کو دامن باد صبا ملتا نہین

فیض باطن سے مدد ے عشق کا ہو جا مرید
اہل ظاہر کے ملاے تو خدا ملتا نہین

ڈھونڈھتے ہین لوگ اس دنیا مین اطمینان دل
کچھ بھی لیکن داغ حسرت کے سوا ملتا نہین

کیا گل مقصود کا طالب ہون باغ دہر سے
دل کو یان کچھ داغ حسرت کے سوا ملتا نہین

نیشنل وقعت کے گم ہونے کا ہی اکبر کو غم
آفیشل عزت کا کچھ اوس کو مزا ملتا نہین

دل کی ہمدردی سے کچھ تسکین ہوتی تھی مگر
اب تو اوس مظلوم کا کچھ بھی پتہ ملتا نہین

بیکسی میری نہ پوچھ اے جادۂ راہ طلب
کاروان کیسا کہ کوئی نقش پا ملتا نہین

اوس کو ارباب طریقت مین کرون مین بے شمار
آپ کی زلفون سے جس کا سلسلہ ملتا نہین

جب کہا مین نے مرا دل مجکو واپس کیجیے
ناز و شوخی سے وہ بولے کھو گیا ملتا نہین

جب کہین ملتا ہے کرتا ہے نہ ملنے کا گلہ
اور جو ملنے جاتا ہون مرد خدا ملتا نہین

یون کہو مل آون اون سے لیکن اکبر سچ تو ہے
دل نہین ملتا تو ملنے کا مزا ملتا نہین

باب اُنتیسوان

نریندر ناتھ کا حال سنیئے اُسے زیادہ تر تنہائی پسند ہے۔ چندر شیکھر ساتھ نہین چھوڑتے۔ ریبھا بیمار پڑی ہوئی ہی شیام سندری کی صورت مدت سے دیکھی نہین۔ کبھی چاہتے ہین اُس سے ایکبار مل لین۔ پھر جنگل مین بیٹھکر یاد خالق مین زندگی وقف کردین۔ نریندر ناتھ پر جوش جنون کا اوبھار ہے۔ سر سے بھیجا پسینہ بنکر بہ رہا ہے۔ خون پانی ہوکر آنکھون کی راہ سے نکل رہا ہے اُف۔ اُف۔ انسانون کے دل کینہ اور دشمنی۔ دھوکہ اور بے رحمی کے مسکن بن رہے ہین۔ اے درختو! اور چہچہاتے ہوے پرندو!! انسان تمھاری راحت کے لئے دنیا مین اگر دم لیتا ہے۔ تمھارا دل سخاوت اور رحمت سے لبریز ہے۔ تمھارے خوشنوا چہچہے اور پھولون کی خوشبو اور درختون کا گھنا سایہ دوست دشمن سب کے لئے یکسان ہی۔ تمھارا دل تعصب اور خودی سے پاک ہی۔ تمھارے اندر محبوب کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ لیکن میرا خانۂ دل تاریک ہے۔ کیونکہ میری دھرم کی روشن قندیل تعصب کے تند جھوکون سے خاموش ہو چکی ہے انسانی دلون کے بجھے ہوے چراغ میرے دل کی شمع کو روشن نہین کرسکتے۔ کیونکہ اُن مین دھوکہ۔ دشمنی۔ خودغرضی کی اندھیری رات ہی۔ اے انسان کی بستی سے دور رہنے والی خاموش مخلوق۔ تمھارے دل قدرت کی رحمت سے روشن ہین۔ تم سے ہاتھ جوڑکر پرارتھنا کرتا ہون۔ تعصب۔ حسد۔ کینہ اور خودغرضی کے زبردست تھپیڑون سے مجکو بچالو۔ اپنے آزاد دھرم مین جگہ دو۔ مجھے بادہ وحدت سے سرشار کردو۔ تاکہ مین تمھاری طرح اوسکی حمد وثنا گاکر جھوما کرون۔ میری ہستی تمھاری طرح دوسرون کی فرحت کا باعث ہو۔ بھونرے میری محبت مین میرے گردگو بجتے رہین۔ بلبلین میرے سر پر چہچہایا کرین۔ مکھیان مجھ سے مٹھاس کی امید رکھین۔ اور گرمی سے گھبراے ہوے تھکے مسافر میرے ٹھنڈے اور گھنے سایہ کو گوارہ سمجھکر ایک شیرخوار بچہ کی طرح بے خوف ہو جایا کرین۔ اور میرے جھومتے ہوے پتے اُن کو پنکھا کیا کرین۔ میرے دل مین چھوٹائی بڑائی کی بو باقی نہو۔ اور نہ مین یہ پوچھا کرون کہ میرے سایہ مین شودر آرام کررہا ہی۔ یا برہمن۔ غریب ہی یا امیر۔ بلکہ سب میرے نزدیک ایک سے ہون۔ ہان اے جنگل کی پرامن بستی مین بسنے والو جاؤ ذرا فصد کھولنے والے کو بلاؤ۔ وہ آکر میری

رگون سے خون نکال دے جسمین تعصب اور خودغرضی بھری ہو۔ جس مین دوئی کا مادہ ہو ٹپکرہا ہے ایسا گندہ خون رگون مین رہنے نہ پائے۔ تاکہ مین دنیا مین رہنے کے قابل بن سکون۔ کیونکہ تمھارے دل ان امراض سے بچے ہوئے ہین۔

مین جنگل مین رہکر تمھاری طرح تمام عمر نغمون اور چہچہون مین گذار دونگا ایک جھومتی ہوئی اور پھولون سے لدے ہوئے درخت کیطرح اپنی زندگی بسر کرونگا۔ جب موت آئیگی بہت سادگی سے اس گمنامی کی حالت مین خوبصورت پرندے کیطرح آنکھین بند کر کے اپنے جسم کو خوشنما پودون کے قدمون پر ڈال دونگا۔ تاکہ میرے جسم کی کھاد اونکی شادابی اور تازگی کا باعث ہو۔ اور اس چمن کی رونق اسی طرح رہے۔ آفتاب مجھکو غبار کا کفن دیگا اور چاند چاندنی کی چادر اور پھر بر رفتہ رفتہ شبنم رونے آئیگی۔ اور پھر آندھی میری خاک اُڑا لیجائیگی اس طرح مین خودداریون کے جھگڑون سے بچ جاؤنگا۔ جو کہ زندگی مین تو موہ ممتا کی زنجیرون مین جکڑ کر قید رکھتے ہین۔ اور مرنے کے بعد روزمین کے تنازع پیدا کر کے کئی زندگیون کو بیزار بنا دیتے ہین۔ میری لاش پر جنگل کے خود رو پودے میری محبت مین جھوم جھوم کر پھول برسائینگے۔ اور مین ان پھولون سے خوشبودار کفن مین نہایت آرام کی نیند سے سوؤنگا۔ میری روح نہایت شانتی مین کھلے ہوئے کنولون کے تالابون اور پھولونکی کیاریون سے بہتے ہوئے چشمون سے کھیلتی ہوئی کوئلون کی خوش الحانی اور مورون کے ناچ کا آنند لیگی۔

دنیادارون کی موت پر روح خانگی جھگڑون اور عزیزون کی آہ وبکا مین دب جاتی ہے۔ اور موہ مایا مین پھنسی ہوئی لاش پر منڈلاتی ہے۔ دنیوی رنج والم تعصب اور خودی سے پھنسے ہوئے انسان کی لاش کی ہڈیون کا چونا جہنم کی سیاہ دیوارون کو سفید بناتا ہے۔ اور اوس کا لال خون سرخ شعلون مین تبدیل ہو جاتا ہے لیکن ایک بانسری جوگی کی لاش کا چونا خوبصورت پودون کی خاک بنکر گل کھلاتا ہے۔ اور اوسکا خون پھولون مین جاکر رنگا رنگ کا گلستان بن جاتا ہے۔

اے دنیا کے حریص۔ اپنی کوٹھی کے بنگلے اور جائداد کو دیکھ۔ اور حسرت سے اوس زمین کو جی بھر کے دیکھ لے۔ وہ وقت آنیوالا ہے کہ اوس خاک مین تیری خاک ہوگی جیسے بگولے دربدر اوڑائے پھرینگے۔ آج جو تو دولت وثروت کے نشے مین مدہوش ہو کر

دوسرون کو حقیر خیال کرتا ہے۔ تیری خاک اونھین قدمون سے روندی جائیگی۔ کیا ہوا آج تو نیچی ذات مین جنم لئے ہوے بھگتون کو اور غریب لوگون کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اوسدن کو بھی یاد کرلے جب دیوارین اوداس ہون گی۔ حبیب۔ لبیب مایوس ہون گے۔ یگانے بے آس ہونگے۔ رگون کی خونی نہرین موت کے دریا مین ملجائینگی اور ایک تیری حیات کی کشتی گرداب عدم و وجود مین ڈگمگاتی ہوگی اور تیری زندگی بھر کی بدیان یاد رکھنا اوسدن جہنم کے پھاٹک خوش آمدید کا جھنڈا ہلائین گی۔ اور اسطرح سے اے دنیا کے حریص شکم مادر کی قید سے چھوٹ کر گور کی قید مین جائیگا۔ اور قدرتی زندگی کو چھوڑکر اپنی اس مصنوعی زندگی کے لئے پچھتائیگا۔

ہا۔ بستیون مین عزت۔ شہرت۔ اور دولت کی آگ روشن ہے۔ سوکھے جنگل کیطرح لوگون مین یہ آگ پھیل رہی ہے۔ اے قدرت کی سب سے زیادہ آرام دہ بستی کہ جسمین داخل ہونے کے لئے چلتی دنیا کا راج پاٹ پر راجہ بھرتری نے لات مارکر جسکو اپنا مسکن بنایا۔ اور مہاتما بدھ نے اپنا پریوار چھوڑکر تیرے سایہ مین آرام پایا۔ جس جنگل کی پرراحت زندگی پر دنیا کی بادشاہت قربان ہے۔ اور جس بستی کے بسنے والے چرند اور پرند بستیون مین بسنے والے مصنوعی دولتمندون کے سایہ سے بھاگتے ہین۔ اور اونکے دروازہ پر سوالی نہین ہوتے۔ ایسی ذلیل بستی اور اس بستی مین دولت چھوڑکر۔ اے پربھو وہ دن کب آئین گے۔ جب مین فقیر کہلاؤن گا۔ اور روحانی دولت سے مالامال ہوجاؤن گا مین نے دیکھ لیا ہے کہ دنیوی دولت تو بے چین کرنے والی نعمت ہے اور غریبی ایشور کی رحمت ہے۔

غریبی مفلسی ضد ہے امارت کی تاہل کی
غریبی بادبان ہے کشتی صبر و تحمل کی
غریبی مین گروہ عابدان دین خدارس ہے
غریبونکو سدا ایام بداسنی مین ڈھارس ہے
غریب اشکون کو پیتے وقت گنگا جل سمجھتے ہین
یہ غم کھانے کو چھپن بھوج سے افضل سمجھتے ہین
غریبون کا خدا کو دادرس فریادرس دیکھا

غریبی کی کسوٹی پر زر رحمت کا کس دیکھا
ہو واقف پڑھ کے تلسی داس کے مشہور دوہے کو
جلا دیتی ہے مردہ کھال آہنگر کے لوہے کو

اب تو دست سوال ان دولتمندون کے روبرو پھیلاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ ہان اگر اب دست سوال دراز ہوگا تو محض جنگل کے پھلدار درختون کے آگے یا چاندنی جیسے سفید پانی سے لبریز چشمون اور حوضون کے آگے۔ کہ جن سے انکار کا اندیشہ نہین۔ اور جو دیگر احسان جتانا نہین چاہتے۔ اور دیگر لینے کی خواہش نہین کرتے۔ اُن کے مقابلے مین دنیا کے ذلیل دولتمندون کا تکبر بے سود ہے۔ جنگل کی مخلوق بے نور ہے۔ بستی کی مخلوق نار ہے۔ جنگل سے رشی۔ منی۔ عابد نکلتے ہین۔ بستی مین تنگدل۔ چور۔ ڈاکو۔ اور حاسد بستے ہین۔

کوئی حال مست کوئی مال مست کوئی طوطے مینا سوئے مین
کوئی لگان مست پیران مست کوئی راگ راگنی دوہے مین
کوئی عمل مست کوئی رمل مست کوئی شطرنج چوسر جوئے مین
اک خودمستی بن اور مست سب پڑے اودیا کوئے مین
کوئی تھل مست کوئی شکل مست کوئی چنچلتائی کا نشی مین
کوئی وید مست کوئی کتب مست کوئی مکہ مین کوئی کاشی مین
کوئی گرام مست کوئی کام مست کوئی سیوک مین کوئی داسی مین
اک خودمستی بن اور مست سب بندھے اودیا پھانسی مین
کوئی پاٹھ مست کوئی ٹھاٹھ مست کوئی دیوی سری کالی مین
کوئی گرنتھ مست کوئی پنتھ مست کوئی شوبت بیت رنگ لالی مین
کوئی کام مست کوئی خام مست کوئی پورن مین کوئی خالی مین
اک خودمستی بن اور مست سب بندھے اودیا جالی مین
کوئی ہاٹ مست کوئی باٹ مست کوئی تن بت اُجاڑا مین
کوئی جات مست کوئی پات مست کوئی تات بھرات ست وچارا مین
کوئی کرم مست کوئی دھرم مست کوئی مسجد ٹھاکردوارہ مین
اک خودمستی بن اور مست سب بندھے اودیا دھارا مین

کوئی راج مست گیج ساج مست کوئی جھیر مین کوئی اولے مین
کوئی جدھ مست کوئی کردھ مست کوئی کھڑگ کٹھار لسولے مین
کوئی پریم مست کوئی نیم مست کوئی جھلکے مین کوئی جھولے مین
ایک خود مستی بن ورست سب پرے اود باچوکھے مین

کوئی شاک مست کوئی خاک مست کوئی خاصے کوئی ململ مین
کوئی یوگ مست کوئی بھوگ مست کوئی استھی مین کوئی چنچل مین
کوئی ردھی مست کوئی سدھی مست کوئی لین دین کی کلکل مین
ایک خود مستی بن اور مست سب پھنسے اود یا دلدل مین

کوئی اردھ مست کوئی ادھ مست کوئی باہر مین کوئی انتر مین
کوئی دیش مست بدیش مست کوئی ادشدھ مین کوئی منتر مین
کوئی آپ مست کوئی تاپ مست کوئی ناٹک چیٹک تنتر مین
اک خود مستی بن اور مست سب پھنسے اود یا جنتر مین

کوئی شمنت مست کوئی تنت مست کوئی دیرگ مین کوئی جھوڑ مین
کوئی کیہا مست کوئی سفا مست کوئی تو نبے مین کوئی لوڑ مین
کوئی گیان مست کوئی دھیان مست کوئی اصلی مین کوئی کھوڑ مین
اک خود مستی بن اور مست سب پھنسے اود یا ٹوٹے مین

۔موسیٰ کے زمانے کا چرواہا ہوتا تجکو اپنے گھر بلاتا۔پانون دباتا سر دھلاتا۔ٹھنڈا ٹھنڈا دودھ پلاتا۔توسوتا تو پنکھا جھلتا۔تو سنتا تو گانا گاتا۔روتا رولاتا۔تو جاتا تو روکتا۔پاون پڑتا خوشامد کرتا۔ہاتھ جوڑتا۔

داتا تو کہان ہے۔؟۔میرے من کی بپتا کا دکھن ہار۔مولیٰ ! مولیٰ سن !!۔اُلجھنون مین ہون گردشون مین ہون۔بیقراری دیکھ !۔آہ وزاری دیکھ !!۔اشکباری بھی ملاحظہ کر۔ آنسووے اُن مین نہاؤن۔سوزش دے تڑپون۔لوٹون۔تجکو پاؤن۔بلال کا دل دیدے داستان پر ٹکراؤن۔عزت تجھ سے ہے۔ذلت تجھ سے ہے۔راحت تجھ سے ثروت تجھسے ہے میرے پربھو!۔بھگوان بھگت کے بس مین آجا۔

یہ رات کیونکر کٹے۔تو یاد آتا ہے کلیجہ بیٹھا جاتا ہے۔اپنے داس کو درشن دے۔روپ

دکھا۔ جلوہ افروز ہو۔ آنکھ بیہوش اور من سنتوش ہو۔ کسکی دنیا کیسا جہان؟ تیری رحمت کا چشمہ اور اوس مین اشنان۔ اسی مین دونون جہان۔ رین اندھیری بدلی کالی۔ رستہ بھاری دشمن سر پر۔ غفلت دل مین۔ ہاتھ پکڑ بھگوان۔ مین قربان۔ تجکو دیکھون اور نہ دیکھون کوئی۔ سب ہون گم۔ تو کرے گر حکم۔

شوکت والے طاقت والے۔ دکھ کے کرتار۔ سکھ کے سروپ تیرے بھو کے تیرے پیاسے ہے اچھا تو ہو پاس۔

پھول بھی تو خار بھی تیرا۔ نور بھی تو نار بھی تیری۔ آنکھین میری سب کچھ تیرا اور نین کے اندر ڈیرا تیرا۔ بس مین آ بھگوان۔

سر ہو حاضر کھینچ کٹاری عشق کی اگنی چتا ہماری۔ ست پکارین ست بنجائین۔ جز کو تیاگین۔ کل ہو جائین۔ پیام یار سب کو سنائین۔ ایک سے بکھرے ایک ہو جائین۔

کیسا اچھا وقت تھا جب نریندر ناتھ ننگے پانون۔ ننگے سر۔ بغل مین جھولی۔ کندھے پر کمبل۔ ہاتھ مین ڈنڈا لئے۔ سرجو کے کنارے عالم آب کی بہار دیکھ رہا تھا۔ دریا لہرین مارتا نہانے والون کے جسم کی گندگی کو صاف کرتا۔ پختہ سیڑھیونکو گلے لگاتا۔ اٹکھیلیان کرتا ہوا جا رہا تھا۔ نریندر ناتھ کو عالم محویت مین دیکھکر ایک سادھو مورتی اودھر آنکلی۔ نریندر سمجھا کوئی پوجاری ہی۔ اس لئے توجہ نکی اور منہ پھیر لیا۔ کیونکہ تین روز سے پوجاری پنڈ دن نے اوس کے اطمینان کو غارت کر رکھا تھا۔ اجنبی کو دیکھ کر نذرانے مانگتے تھے اور سکوت کے لطف کو یاد کرتے تھے۔

سادھو مہاتمے تاڑ گئے اور بولے۔ بحر مایا کی لہرون مین دکھ اور سکھ دونون ہین۔ دکھ سے گھبرانا سکھ سے ہاتھ اوٹھانا ہے۔

نریندر کے کانون کو اس مزیدار کلام نے متوجہ کر لیا۔ پھر کر دیکھا عجب مستانی صورت تھی۔ ساٹھ ستر برس کی عمر مگر آنکھین عہد شباب کی مستی سے مخمور۔ چہرہ ماہتاب کی مانند پر نور۔ نریندر بولا۔

جا بابا!۔ اپنا کام کر۔ یہان دکھ سکھ سے غرض نہین۔ اجودھیا کے نام نے بیتاب کر دیا تھا۔ ادھر آ نکلے۔ دکھ سکھ کا قصہ اونکو سنا۔ جنھون نے ہر مندر کے دروازے پر کتے لگا رکھے ہین۔ یہ گنگ بھون ہے یہ جنم استھان ہے۔ یہ سرگ اودار سورج کنڈ ہے

اُن کے درشن کرنے سے جنم جنم کے پاپ مٹ جاتے ہین - مین جنم جنم کے پاپ مٹانے نہین آیا - مین تو اوس نور حقیقی کا شیدائی ہون جس کے یہ سب کرشمے ہین -

سادھو ہنسکر نریندر کی طرف متوجہ ہوا - اور کہا ان بالون کے کوئی سروکار نہین - اپنی جھولی کو ٹٹولو - اوس مین کیا ہے ؟

نریندر نے جواب دیا -

اوسکو نوٹ بک کہتے ہین ؛ جی چاہتا ہے تو اوس مین کچھ لکھتا ہون -

سادھو - اوسکے پانچوین ورق پر کیا یادداشت لکھی ہے -

اس سوال نے نریندر کو متعجب کر دیا - نوٹ بک نکالی - دیکھا -

لکھا تھا - اجودھیا نگری مین کوئی کام کا فقیر ملے تو اوس سے دل کی بے چینی کی بابت دریافت کرنا چاہئے -

نریندر کو سادھو کے مکاشفہ سے حیرانی ہوئی - مگر اطمینان کے لہجہ مین - کہا -

نریندر - مین نے وہ ورق دیکھا - کیا آپ اس کا جواب دے سکتے ہین -

سادھو - ہان مین اسی لئے آیا ہون - ابھی تم خود بیدار ہو - دنیا بیدار کرنے کا گھمنڈ عبث دل مین ہے - اس کو چھوڑو - آنکھین بند کرو تاکہ نیند کا طلسم کھل جائے -

نریندر - کسکا سونا - کیسا جاگنا - بات کو چکر مین نہ ڈالو - مین نے بہت سی آنکھین دیکھی ہین - جو کہنا ہو صاف صاف کہو -

سادھو - سرجو مین اشنان کیا -

نریندر - کئی بار -

سادھو - کچھ دیکھا -

نریندر - کچھ نہین -

سادھو - پھر اب نہاؤ -

نریندر کے دل کو خطرہ ہوا - کوئی ٹھگ تو نہین ہے - کمبل کمنڈل لیکر اوڑنچھو ہو جائے -

نریندر - اس وقت نہین نہاون گا -

سادھو - اچھا جانے دو - دل کو شبہہ کے گناہ سے بچاؤ اور سنو - کان مین کچھ کہونگا -

نریندر نے سر جھکا دیا -

سادھو مہاشے نے خواب کی نسبت کچھ کہا۔

بات معمولی تھی جسکو اکثر نریندر سوچا کرتا تھا۔ مگر اس انداز کی تھی کہ جی بیقرار ہو گیا

سادھو۔ اچھا بابا۔ اب ہم جاتے ہین۔

اور اوٹھکر چلنے لگے۔ نریندر نے بے اختیار ہو کر دامن پکڑ لیا اور عرض کی۔ نام بتاتے جایئے۔ مقام کا نشان فرمایئے۔ تاکہ پھر درشن ہو جائین۔

سادھو۔ چنتامن اس مورت کا نام ہے۔ اور مقام کا کچھ ٹھیک نہین آج یہان کل وہان۔ اجودھیا مین دھوکہ بازون سے بچنا۔ کسی اور تیرتھ پر جانا۔ تو وہان اچھی صورت پر فریفتہ نہو جانا بہت سے دوکاندار فقیری لباس مین ملین گے مگر جو بات کان مین کہی ہے۔ اوسکو یاد رکھو گے تو تیرتھ کے کنارے آنے کا پھل مل جائیگا۔

سرجو جسکا نام ہے۔ جو پانی کی صورت مین روان دوان نظر آتا ہے تیرتھ کی عظمت کو اس خیال سے کیا سروکار۔ جو نئی روشنی کی لوگ مادی صورت مین پیش کیا کرتے ہین تیرتھون کی حقیقت بڑی غوص و فکر سے معلوم ہوتی ہے۔ یہ کہکر ایک غزل تصوف کی گائی

غزل

غور سے دیکھو میاں تم اک نظر چیتون کے بیچ
کس کا ہے جلوہ عیان ہر سو و ہر تن من کے بیچ
ہے میسر وصل جانان گھر مین گر دل پاک ہو
کیا ملیگا تجکو نادان جائے گا جو بن کے بیچ
جو ہے گھر مین سو ہے بن مین جا نہ اے ادراک قیس
بس اجودھیا جی مین سو ہے جو ہے مندرابن کے بیچ
گر حقیقت دیکھنی منظور ہے اوس ذات کی
دیکھ لو طفل و جوان و پیر و مرد و زن کے بیچ
اور نباتات زمین و وحشی و طیور مین
ایک سان ہے وہ سمایا ہے و چمن کے بیچ
ہے نہین بدرنگ ہوتا جسم مین رو کر گو وہ
ساکنان جیش اور رہتے ہین جو لند ن کے بیچ

لامسہ مین ذایقہ مین شامہ مین سامعہ مین
ہے عجائب شان سے وہ آنکھ مین انجن کے بیچ
دام مین دانہ مین دیکھو بلبل وصیاد مین
گل مین جو ہے گلبدن ہے بے شبہ گلشن کے بیچ
دام ودانہ بلبل وصیاد وگل سرو وسمن
کچھ نہین ہین کیا کہون اک واہمہ ہے من کے بیچ
کفر ودین سے ہے بری گفتار دیندار ون سرمات
جیت یکسان ہے سمایا دوست اور دشمن کے بیچ

غزل گاکے فرمایا - تو اچھی صورت کا شیدائی - دیکھ مین بھی خدا کی صورت پر بنا ہون - اچھی سیر تون کا گاہک ہے - مین بھی تمام کائنات کی مخلوق سے افضل واشرف سیرت رکھتا ہون تو لباس پر رفتار پر - گفتار پر - ادائے طرحدار پر جان دیتا ہے - دیکھ مجھ مین کسی چیز کی کمی نہین - پس مین درخواست کرتا ہون کہ تو مجھ پر آ - یعنی میری محبت کر - میری الفت مین اسیر ہو - تو مجھ کو کتنا پیارا ہے - سینے کے اندر پہلو مین چھپا کر سوائے تیرے کس کو رکھا ہے اس جون کی گرمی مین تیری خاطر نیلوفر کا شربت پیتا ہون - دریا کی ٹھنڈی ریت پر لوٹتا ہون تاکہ تو خنکی سے راحت پائے - اور ہان اپنی سانس کا پنکھا تجھ پر لگا رکھا ہے - جو دن رات چلتا ہے اور تجکو ہوا دیتا ہے -

تیری مخفی خواہش کو ذرا سے اشارے سے تاڑ جاتا ہون اور جسطرح تو کہتا ہے کھاتا ہون - چلتا ہون - پھرتا ہون - تیری ہی آنکھون سے دنیا کو دیکھتا ہون - یعنی جس چیز پر تو چشم مسرت سے دیکھنا چاہتا ہے - اُسی پر نظر ڈالتا ہون اور کسی پر نہین تیرے ہی کانون سے سنتا ہون - تیری مرضی کے خلاف کسی آواز پر کان نہین دیتا - تو پھر کیا یہی شرط انصاف ہے کہ تو تجکو چھوڑ کر دوسرون سے دل اٹکائے - مجھ سے بے وفا بنکر غیرون کی وفا کا عہد باندھے - خبر بھی ہے مین اُس خاندان کا بندہ ہون - جسکو شرک سے نفرت ہے - ہر گناہ کی اوس کے دربار مین معافی ممکن ہے مگر شرک کی نہین - پس مین کیونکر گوارا کرون کہ تو اغیار کی الفت مین مبتلا ہو - اور میرا حق دوسرون کو دے -

پیارے نریندر ! دنیا کے اندر بے شمار دکھ ہین - ان دکھون سے نجات پانے کا طریقہ ویراگ ہے - جو لوگ اپنی زندگیون کو دنیا ہی کے دھندون مین تباہ کر دیتے ہین - ادنکو آیندہ جنم مین نہ خوبصورت

چہرے نہ پیاری پیاری جادو نما آنکھین ملتی ہین نہ سوچنے سمجھنے والا دماغ حاصل ہوتا ہی چونکہ ان پڑھ جاہل ہوتا ہے وید پڑھنے کی طاقت نہین ہوتی اس لئے وہ اشرف المخلوقات کہلانے کا مستحق نہین۔ ایسے لوگ ایسے قید خانون مین قید کردیے جاتے ہین جہان کی شکلین اور صورتین عجب مکروہ ہوتی ہین۔ کسی کی تھوتنی نکلی ہوئی ہی۔ کسی کی چار ٹانگین ہین کسی کی ہزار ہا ہین۔ اور کوئی بے ٹانگ ہی کا ہی۔ اونکی نظرین نیچی کردی جاتی ہین۔ اونھین ندامت کے باعث گردن اونچی کرنے کا حوصلہ نہین ہوتا۔ اسطرح ان کی اعلیٰ زندگی ایسی نفرت آمیز زندگی مین تبدیل ہوجاتی ہے۔ اس لئے اے نریندر تو پرماتما کے نام لمحہ لمحہ سمرن کر۔ اوم کا ہر وقت جاپ کرتا رہ۔ یہ جاپ کیسا ہی۔ کلیان کا ایک مندر ہی۔ سانس کا کچھ بھروسہ نہ رکھ۔ جو سانس باہر نکل گئی کیا جانے پھر آسکے یہ نہ آسکے۔ پس اسی دم اوم کا جاپ شروع کردے۔ دل مین ویراگ پیدا کر۔ اور دنیا کے دھندون سے بچ۔

سیکڑون عاشق ہین دل آرام سب کا ایک ہے
مذہب و ملت جدا ہین کام سب کا ایک ہے

سب خدا کی ذات مین ہین نام سب کا ایک ہے
ابتدا ہے مختلف انجام سب کا ایک ہے

کتنے مفلس ہوگئے کتنے تو انگر ہوگئے
خاک مین جب مل گئے دونون برابر ہوگئے

کرے جو کرنا ہو اپنی عاقبت کا انتظام
صلح جوئی سے نہین بہتر کوئی دنیا مین کام

انکساری چاہیے سب کو کر جھک کر سلام
با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام

کوئی دم کا میل ہے پھر تم کہان اور ہم کہان
یہ خدائی کھیل ہے پھر تم کہان اور ہم کہان

پیارے نریندر! کسی شہر مین کسی شاندار مکان کے اندر آدم کی اولاد جوق جوق جمع ہورہی تھی۔ ہر انسان کا چہرہ بشاش تھا۔ آنکھین شگفتہ تھین۔ گویا وہ کسی ایسی چیز کے دیکھنے کو آتے تھے۔ جو ان کے دل و دماغ پر شوق و اشتیاق کے عالم مین چھائی ہوئی تھی۔ ایک آدم زاد

اون مین ایسا بھی تھا جو مکین سے پہلے مکان کے تماشہ مین محو حیرت تھا۔ اور کہتا تھا او مکان! تو مجھ سے قد مین بڑا جسم بھی تیرا ماشاء اللہ بہت چوڑا۔ مگر زبان بالکل نہین۔ مجھ کو دیکھ سوا دو گز اونچا ہون۔ لیکن بارہ ہاتھ کی زبان رکھتا ہون۔ میرے پاس اتنے مہمان آتے تو خوب دل کھولکر باتین کرتا۔ اپنی کہتا اونکی سنتا۔ تیری طرح ساکت و صامت رہکر یہ نہ کہلاتا کہ میزبان منہہ سے نہین بولتا۔ شاید تجھ کو مہمانون کا آنا ناگوار ہے۔ آدمی کے اس اعتراض کا جواب مکان نے تو کچھ نہ دیا۔ البتہ خود اوس آدمی کے دل نے اوس کا جواب دیدیا۔ جو پہچان لیتا ہی اوس کی زبان گنگ ہو جاتی ہے۔ کبھی راز کی بات لب تک آنے نہین پاتی۔ اس مکان کے جتنے اجزا ہین سب فنا ہو کر اپنے اپنے مقامات سے نکل آے ہین اور اب یہ مقام بقا حاصل کیا ہے۔ اوسکو کیا ضرورت بالونی آدمی کو منہہ لگائے۔ وہ آدمی جو دعوی اشرف المخلوقات کے باوجود امتحانات فنائی سے دم چراتا ہے اور بغیر امتحان دیے بقا کی ڈگری حاصل کرنے پر آمادہ ہی۔

آدمی اپنے دل کی اس گفتگو سے خفا ہوا۔ تیوری چڑھائی اور دل ہی دل مین کہنے لگا "اللہ میان نے انسان کو سب طاقتین دین مگر ایسی کوئی قوت نہ دی جس سے یہ آستین کا سانپ (خیال) قابو مین آجاتا۔ مین چاہتا ہون کہ میرے ذہن مین وہی بات پیدا ہو جو مجھ کو اچھی معلوم ہو۔ یہ نہین کہ میان خیال رہین تو میرے دل و دماغ مین اور تعریف کرین دوسرون کی۔ مین ہاتھ سے کماتا ہون۔ پکاتا ہون۔ کھاتا ہون۔ دانت سے چباتا ہون اور پیٹ سے ہضم کر کے دل اور اوس کے تخیلات کو غذا پہونچاتا ہون۔ پھر اوسکو کیا حق کہ کھائے پیئے میرے دسترخوان پر اور مدح سرائی دوسرون کی کرے۔ بسا ایسا ہوا ہے کہ مین اپنی کوئی حسرت پوری کرنا چاہتا ہون تو یہ خیال دامن پکڑتا ہے۔ اور دوسری طرف لے چلنے کی ضد کرتا ہے۔ مین ایک نقشہ جمانا چاہتا ہون یہ اوسکا رنگ بگاڑ کر دوسرے رخ متوجہ ہو جاتا ہی۔ کوئی ایسی مشین نہ نکلی جس کے ذریعہ سے دل و دماغ کے باشندے (خیالات) قبضہ مین آجاتے۔ اور آزاد انسان اوس نظر نہ آنیوالی ہستی کی قید سے رہائی پا جاتا۔

آدمی اسی قدر ہی سوچنے پایا تھا کہ اوس کو صورت سرمدی مین ایک قہقہے کی آواز آئی کہنے والے نے کہا۔ تسخیر تخیل کی مشین مدت سے موجود ہے۔ تو کہان تھا؟ کس حال مین تھا جو آجتک خبر نہ لی۔ ارے نادان! اگر تو ایک دروازے کو مضبوط پکڑ لے۔ دربدر مارا مارا

نہ پھرے۔ تو تیرا دل اور اوس مین رہنے والا خیال ہرجائی پنا چھوڑ دے۔ اس مکان کو نظر غور سے دیکھ جسپر بحث کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ جب اوسکے منتشر اجزا۔ اینٹ چونہ شہتیر ایک مرکز پر جمع ہو گئے۔ کثرت کا نام فنا ہو گیا۔ یعنی اب کوئی اینٹ چونے کا نام نہین لیتا سب کے مجموعہ کو مکان کے نام سے پکارتے ہین۔ تب اوسکو یہ درجہ حاصل ہوا کہ اشرف المخلوقات انسان اوس کے دید کو جمع ہو گئے۔ تو بھی اگر اپنے ارادے اور خیال پر قبضہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو حرص و ہوس بغض و نفاق کی ہستی کو آتش عشق سے جلا ڈال اور اپنے جذبات پراگندہ کو ایک بنیاد پر چن لے پھر دیکھ لے کہ خیالات قابو مین آتے ہین یا نہین۔

ذرا پھر غور کر اس مکان مین لکڑی ہے اینٹ ہے۔ چونہ ہے۔ لوہا ہے۔ لکڑی کو فنائی امتحان کے کتنے درجہ طے کرنے پڑے ہین۔ اول یہ ہرا بھرا درخت تھا۔ جنگل مین آزادی و خود مختاری سے ٹھنڈی ہوا کھاتا رہا اور پاؤن کے ذریعے زمین کا پانی پیتا تھا جب داخلہ امتحان کا وقت آیا۔ کلھاڑی سے کاٹا گیا۔ آری سے چیر اگیا۔ برمے سے برمایا گیا۔ رندے سے چھیلا گیا جب کہین یہ رتبہ ملا کہ ایک شاندار مکان کی زینت کا حصہ دار بنگیا ہے۔ اینٹ کو دیکھو زمین کا سینہ چاک کرکے کدال اور پھاوڑے مار مار کر مٹی نکالی گئی۔ پانی ملا کے روندی گئی مسلی گئی پھر سانچے مین ڈالکر اُسکی ایک شکل مرتب ہوئی۔ مٹی نے ہرچند کہا۔ کہ سب کچھ منظور۔ مگر میرے ہمجنس ذرات خاک کو باہم جدا نہ کرو۔ ایک ہی جگہ رہنے دو۔ الگ الگ اینٹین بنائی جائین گی تو خانہ وحدت کے ذرے جلا وطن اور خانہ ویران ہو جائین گے۔ لیکن اوسکی فریاد کسی نے نہین سنی۔ یہانتک وہ دھوپ سے تپ تپ کے خشک ہو گئی۔ اوس کے بعد بیچاری آگ کے گھر مین بھیجی گئی۔ یا یون کہو ناری قبر مین دفن کی گئی۔ لوگ اس آتشی مقام سے گذرتے تھے۔ مگر کسی کو خیال تک نہ آتا تھا کہ اس کے اندر کون جل رہا ہے۔ جب اینٹ پر یہ بیکسی اور کس مپرسی اور سوخت کامل کا وقت گذر گیا تو امتحان کی سند دی گئی۔ خاکی پیرہن کے عوض سرخ رنگ کا لباس مرحمت ہوا۔ ٹھیلے پر سوار کرکے شہر مین لائی گئی۔ حوض مین غسل دیا گیا اور ان سب کو جو امتحان سے پہلے ہمجنس کی فرقت سے پریشان تھین ہم آغوشی کی گھڑی نصیب ہوئی۔

کنکر زمین کا لخت جگر کدال کی نوک سے پارہ پارہ ہو کر باہر کھینچا آگ مین بھنا۔ چونہ کہلایا۔ چکی مین لیسا پھر کہین یہ نوبت آئی کہ عرصہ دراز کی فرقت کے بعد اپنی ہموطن

اینٹ سی وصال یابی نصیب ہوئی اسی طرح لوہا بھی جلنے کٹنے پٹنے کے متعدد منازل طے کرنے کے بعد اس قابل ہوا کہ اس مکان مین جگہ پائی۔

جب یہ بیجان اشیا کوفت وسوخت کے بغیر مرکز وحدیت وطمانینت پر نہین آسکتین تو پھر تو اشرف المخلوقات کہلا کر ان امتحانون سے کیونکر محفوظ رہ سکتا ہی تو ذ نسا بھی کہنے والا کہتا ہے۔ خام بودم۔ پختہ شدم۔ سوختم۔ یعنی پہلے کچا تھا۔ پھر پکا۔ اس کے بعد جل کر منزل پر پہونچا۔ یہی کیفیت اینٹ۔ چونے۔ لوہے کی ہوئی ہے کہ ابتدا مین وہ بھی کچے تھے۔ پکنے اور جلنے کے بعد وصال نصیب ہوا۔ جسکی خوشی منانے آج اتنے آدم زاد جمع ہوگے ہین۔

اسی طرح آدمیون مین جو لوگ خامی سے گذر کر پختگی وسوختگی حاصل کر لیتے ہین تو اونکی قبرون پر بھی لوگ جمع ہوتے ہین اور اس اجماع کو عرس کے نام سے پکارتے ہین۔ عرس کا لفظ عروس سے ہے جسکے معنی شادی وخوشی کے ہین گویا عرس منزل رسیدہ لوگون کی اصطلاح مین اوس موت کی یادگار ہے۔ جو پختگی وسوختگی کے بعد مقام وصال وبقا تک لے جاتی ہے۔

آدمی اور اوس کے دل کی گفتگو سے یہ نتیجہ نکلا کہ جب تک انسان امتحان فنائی کی تکلیفات ومصائب کو برداشت نہ کریگا۔ یوم وصال میسر نہین آئیگا۔ اور نہ خیالات مرکز توحید پر جمع ہوسکتے ہین لہٰذا ہم سب کو بھی اس بیجان معصوم ہستی کی مثال بغرض تقلید پیش نظر رکھنی چاہیے۔ اور مردانہ وار آگے بڑھکر دکھانا چاہیے کہ ابن آدم اینٹ چونے سے گیا گذرا نہین ہے۔

حریف جلوۂ صد برق ہو وہ نور پیدا کر
دل وحشت سرا مین سیر کوہ طور پیدا کر
لگا دے شان استغنا سے ٹھوکر گنج قارون کو
سر الفقر سے تاج سر فغفور پیدا کر
صدا آئی انا اللہ کی ترے کانون مین آئے گی
تو اپنے داغہائے دل سے شمع طور پیدا کر
غم فرقت مین پابند نشاط وصل جانان ہو
وصال یار مین سوز دل مہجور پیدا کر
خدا کی راہ مین دینا ترے گھر کا اوجالا ہے

شب تاریک مرقد کے لئے یہ نور پیدا کر
علاج زخمہائے دل اطبا سے ہے لاحاصل
تو آہ سرد ہی سے مرہم کافور پیدا کر
بنا کے سینۂ پر داغ کو فردوس کا منظر
نگاہ انتظار آگین مین شان حور پیدا کر
طلوع مہر آزادی اگر مقصود ہے تیرا
تو پہلے بندش غم کی شب دیجور پیدا کر
پروے رشتۂ زنار مین تسبیح کے دانے
جلائی کو صنم خانہ مین شمع طور پیدا کر
نہ رکنا عرض حال درد دل سے عبقری ہرگز
زمین و آسمان ہل جائین اتنا شور پیدا کر

لوگ کہتے ہین زندگی وہ اچھی جس مین کسی بات کا کھٹکا نہو۔ بلکہ ایسی زندگی کو بہشت سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ کیونکہ بہشت مین فکر و تردد کا کھٹکا نہین۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را باکسے کارے نباشد

ہر شخص کا اپنے کام مین مست و سرشار ہونا۔ اور کسی سے کچھ علاقہ نہ رکھنا بہشتی زندگی ہے۔ مگر اس جہان کو اختلاف سے زیبایش ہے۔ ایسے آدمی بھی اس دنیا کے پردے پر رہتے ہین جو بے کھٹکے رہنا عیش سمجھتے ہین۔ اور ایسا گروہ بھی موجود ہے جو کھٹکے دار گذران کا شیدائی ہے۔ اسکو جینا۔ مرنا۔ چلنا۔ پھرنا۔ ہنسنا۔ لوٹنا۔ کھانا پینا الغرض کوئی بات ہو کھٹکے کے بغیر بے مزہ اور پھیکی معلوم ہوتی ہے۔ اور انصاف یہ ہے کھٹکا پسند جماعت حق بجانب ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ دین دنیا کا کارخانہ کھٹکے پر چل رہا ہے۔ موجودات محسوسات۔ ذرا اور آگے بڑھ کے حیوانات وغیرہ کی نوعین کھٹکے سے ظاہر ہوئین۔ کھٹکے سے قایم رہتی اور کھٹکے ہی سے فنا ہو جاتی ہین۔ حیوانات مین انسان کو دیکھیے کھٹکا اوسپر بھی محیط ہے۔ ہر سانس مین کھٹکے کا سلسلہ موجود ہے کسی بڑے تار گھر مین چلے جاؤ۔ ہزارون کھٹکے سنائی دین گے۔ انسانی اونگلیان حرکت کر رہی ہونگی اور کھٹکے کی گونج اون سے نکل رہی ہوگی۔ آواز سب کی ایک اور اونگلیونکی حرکت بھی یکسان

لیکن کاغذی نقوش کو ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہان آکر یہ کھٹکا۔ رنگ برنگ کی صورتین اختیار کرلیتا ہے۔ کہین لکھا ہے زید کو لاکھ روپیہ کا فائدہ ہوا۔ کسی مین درج ہے عمرو ہلاک ہوگیا۔ الغرض ایک کھٹکے کے مختلف ظہور اور نتیجے کاغذ پر ہویدا ہوتے ہین۔ جن لوگون کو اس فن کی کھٹکے کا عرفان ہے وہ تو صرف آواز سنکر نیک و بد کا فرق محسوس کرلیتے ہین مگر ناواقف حیران ہوتے ہین۔ اور بعض اوقات شک و شبہہ مین پڑجاتے ہین کہ ایک ہی کھٹکے سے مختلف خبرین کیونکر بن گئین۔ جو کھٹ کھٹ خوشی کے تار مین سنائی دیتی تھی۔ وہی غم کی اطلاع مین سنی گئی۔ اتنا مین فرق کیونکر ہوگیا۔ حقیقت آشنا تار بابو ان نادان لوگون کے شک و شبہہ کی کچھ پروا نہین کرتے اور اپنے کام سے کام رکھتے ہین۔

اسی تار کے کھٹکے مین وحدت و کثرت کا سبق موجود ہے جس مین آجکل کے بعض کج فہم انسان الجھ رہے ہین۔ اور کہتے ہین کہ واحد کثرت مین ظاہر ہو کر واحد کیونکر رہ سکتا ہے۔ حالانکہ اگر ذرا غور کرین تو معلوم ہوجائے کہ دہلی سے کلکتہ تک دو سو تار گھر ہین ایک بابو دہلی سے کلکتہ کو تار دیتا ہے۔ جس وقت اوسکی اونگلی حرکت کرکے ایک کھٹکا پیدا کرتی ہے کلکتہ تک ہر تار گھر مین وہ کھٹکا پیدا ہوجاتا ہے۔ وہی کھٹکا دہلی مین وہی کلکتہ مین اور وہی درمیانی تار گھرون مین۔ کسی کھٹکے مین ماشہ بھر کمی بیشی نہین۔ نتیجہ یہ ہوا ایک کھٹکے سے دو سو کھٹکے پیدا ہوگئے مگر حقیقت مین وجود ایک ہی ہے۔ احمق سے احمق آدمی بھی جسکو تار کے معاملے مین تھوڑی سی آگاہی ہے نہین کہہ سکتا کہ کھٹکا تقسیم ہوگیا۔ اور اوسکی وحدت مین فرق آگیا۔ پھر ذات واحد کے کثرتی ظہور سے اوس کی وحدت مین کیا نقصان ہوسکتا ہے۔

یہ سامنے والی دیوار کے سہارے دم لینے والی گھڑی بھی دیکھی سانس کا کھٹکا چل رہا ہے اور سوئی کی گردش وقت کاٹ رہی ہے۔ ہر کھٹکا خبر کی پیچیدہ طاقت کا ایک حصہ کم کردیتا ہے یہان تک کہ ایک دن یہی ننامنا کھٹکا گھڑی کی سب طاقت ختم کرکے اوسکو خاموش کردیگا۔ رات کے اندھیرے مین جب کوئی مونس و غمخوار پاس نہو۔ کھٹکے دار گھڑی کو پاس رکھ لیجیے دیکھیے یہ کھٹکا کیسا لطف دیتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ گھڑی کی زندگی بھی کھٹکے سے معلوم ہوتی ہے اور موت کا باعث بھی یہی کھٹکا ہوتا ہے۔ انسان کو گھڑی سے تشبیہ دی جائے تو مشابہت بہت درست اور موزون ہوگی۔ گھڑی کی بناوٹ اور پرزے سب انسانی اعضا کی ساخت سے نکلے ہین۔ پھر بھلا نقل تو کھٹکے سے جئے کھٹکے سے مرے اور اوس کے کھٹکے سے لوگونکو فائدہ پہنچا!

اصل یعنی انسان کھٹکے سے محروم سمجھا جاے اور بے کھٹکے زندگی کو بہشتی کہا جاے۔ یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔

غیبی آواز سے خود بخود بولنے والا باجا گراموفون جو نئے زمانے کی لاثانی اور عجیب ایجاد تصور کیا جاتا ہے نوکدار کھٹکے سے بولتا ہے۔ ایک سوئی کی نوک ریکارڈ کے چکر دینے والی تختی پر کھٹکے وار ضربین لگاتی ہے۔ اور مومی سپیکر کی مخفی آواز کو عیان کر دیتی ہے۔ پھر دیکھیے کیا کیا عجیب وغریب صدائین نکلتی ہین۔ آجکل خوش باش انسان گراموفون کے بغیر زندگی بسر نہین کر سکتے۔ مگر ان مین کسی کی توجہ ایسے کھٹکے پر نہین ہوتی۔ جسکے طفیل باجے کا کاروبار چلتا ہے۔ حالانکہ ہر بار انسان سوئی خود ہی بدلتا ہی۔ اگر وہ اور توجہ کرے تو اپنے وجود کے کھٹکے کا حال بھی ایک دن معلوم کرلے۔

ان خارجی مثالون کے بعد خود انسان کے اندرونی کھٹکے کو دیکھنا چاہئے کہ یہ نادان بے کھٹکے زندگی پر مرا جاتا ہے۔ حالانکہ زندگی بغیر کھٹکے کے نکمی اور بیکار ہے۔ آدمی کے تمام دینی اور دنیوی افعال کسی سبب سے ہوتے ہین۔ نوکری کرتا ہی تاکہ اپنے اور اپنے بال بچون کا پیٹ بھرے اسی طرح دنیا کے سب دھندے کسی سبب کے ماتحت ہین۔ تو یہ سبب اوس شخص کے لئے ایک کھٹکا ہے۔ بظاہر تو یہ کھٹکا اوس شخص کو ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ مگر حقیقت مین یہ کھٹکا نہ ہو تو جاہل آدمی ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ جائے اور کچھ کام نہ کرے۔

دینی امور کا بھی یہی حال ہے۔ دوزخ کے خوف۔ بہشت کے لالچ اور خدا کی رضامندی کی طمع۔ غرض اس کے اعمال کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہی۔ یہی اس کے لئے کھٹکا ہے۔ جس کے بغیر یہ سب اعمال جن سے انسان کی روحانی زندگی وابستہ ہی چل نہین سکتے۔

جو اسرار کھٹکے کے وجود مین پاے جاتے ہین۔ اون تک رسائی ممکن ہے۔ مگر اون کا بیان کرنا بہت دشوار ہے۔ کیونکہ اون کا تعلق زیادہ تر کیفیت اور حال سے ہے۔ جو قال اور الفاظ مین نہین سما سکتی۔ اس لئے ہم باطنی کھٹکے کا صرف ایک حصہ بیان کرتے ہین

زندگی کا مسلسل لطف آدمی جگہ جگہ تلاش کرتا پھرتا ہے۔ اور اپنے اندر کی طلسماتی زنجیر کو حاصل نہین کرتا۔ جس مین تمام دنیا کی مزیدار کیفیتین حاصل ہو سکتی ہین۔ ہر سانس جو جسم کے اندر آتی اور باہر جاتی ہے۔ اگر اوسکی قدر کی جائے تو لازوال دولت ہی۔ بشرطیکہ اوس مین لوچ اور کھٹکا بھی پیدا ہو جائے۔

جوگی حبس وغیرہ کرکے اس سانس کو قابو مین لے آتے ہین۔ اور پھر ساری خلقت سے بے پروا ہوکر جنگل مین منگل کرتے ہین۔ اور آنند کے تار بجایا کرتے ہین۔ مسلمان درویش باوجود فقر وفاقہ کے مست وسرشار رہتے ہین۔ محض اس سانس کی بدولت جس مین ذکر الٰہی لہرایا کرتا ہے۔ اور انکو ہر وقت مسرور رکھتا ہے۔

تم پوچھوگے کہ کس طریق سے سانس مین لوچ پیدا ہوتی ہے۔ اور کیونکر یہ مزیدار کھٹکا حاصل ہوسکتا ہے۔ مگر یہ سوال بھی ایسا ہی ہے جیسے باطنی کھٹکے سے بے خبری اخبارون کے مضمون مین یہ باتین لکھنی دشوار ہین۔ مختصر یہ کہ ذکر جلی اور ذکر خفی جسکو پاس انفاس بھی کہتے ہین۔ سانس مین پُرلطف کھٹکا پیدا کر دیتا ہے۔ اور پھر انسان مسلسل لطف کی زندگی مین داخل ہوجاتا ہے۔ جس وقت یہ کھٹکا انسان کے دم سے وابستہ ہوجاتا ہے۔ پھر زندگی بے کھٹکے گذرنے لگتی ہے۔ جس کی اکثر لوگون کو خواہش ہے۔

کل پیش نظر جنگل مین مرے میدان تھا گور غریبان کا
تھا رتبہ درجہ ایک وہان محتاج وگدا و سلطان کا
تھا درجہ رستم خاک وہان کچھ زور نہ تھا سام ونریمان کا
وان خیل و خدم کچھ بھی تو نہ تھا فغفور وقیصر وخاقان کا
کچھ ٹکڑے سنگ لحد کے تھے کچھ ہڈیان تن کی ٹوٹی تھین
ہر ایک سما تھا یاس فزا کچھ قبرین ٹوٹی پھوٹی تھین
کچھ مدفن شمع جمالون کے خاموش وہان نظر آتے تھے
کچھ جسم برہنہ خاک پہ تھے کرگس وہان جنکو کھاتے تھے
ہم آنکھ ادھر سے اُٹھاتے تھے پر اشک بہت گرجاتے تھے
ہم لاکھ اُٹھے دل بیٹھ گیا ہم ڈرتے تھے گھبراتے تھے
انجام تھا اپنا پیش نظر افعال بُرے یاد آتے تھے
کچھ خوف تھا کچھ گھبراہٹ تھی کچھ حال بُرے یاد آتے تھے
تھی قبر مین دفن اک حسن کی دیوی اور مٹی کا اک بچھونا تھا
گُل شمع جمال اوس ماہ کی تھی ہر سمت اندھیرا چھایا تھا
احباب وعزیز واقارب سے کوئی ساتھ نہ اوس کے آیا تھا

ادپر اور نیچے مٹی تھی مٹی پر تکیہ لگایا تھا
اس راہ گہ تنہائی مین کوئی نہ کسی کے کام آیا
مرحوم کہا تو شفقت کی جب یاد کسی کو نام آیا
تھے خاک پہ آہو چشم بھی لبسمل تیرِ اجل پہلو مین لگا
یا نرسش تھی صورت شیرین لب تھے تھی شاہد ناز شہید وفا
خاموش تھے سارے پردہ نشین آغوش ستم تھی خاک کی وا
ویران تھا ہر ایک سیم بدن ہستی کا خزانہ لٹا تھا
اس میدان مین اک سمت پڑے تھے پردہ نشین بے گور و کفن
تھا زاغ و زغن کا طعمہ حسینون گلرویون کا سیب ذقن
وہ غنچہ گلشن شاہنشاہی گل رخ نام انار کلی
اب بے بس بے کس عبرت گاہِ قبر مین تنہا سوتی تھی
پھر ٹھوکرین کھاتی آنے جانے والون کی ہم نے دیکھی
اک راہگذر پر قبر بنی قطب الدین خان ایبک کی
دل کانپ اُٹھا لاہور مین جب یہ ماجرا آنکھون سے دیکھا
ایک فرد رعایا کی چوکھٹ تھی اور فرق شہنشہ دہلی تھا
اک غار محل تھا دارا کا اک قبر تھی تخت اسکندر
اک مدفن ٹوٹا پھوٹا تھا فرعون کا تھا بے سامان گھر
شداد پڑا تھا خاک تلے سینے پہ لحد کا تھا پتھر
نمرود کا تاج و تخت کہان تن پر نہ کفن کی تھی چادر
اک قبر سے آئی مجھ کو ندا آثار جہانگیری مین ہون
وہ نور جہان کا مدفن ہے اب بار جہانگیری مین ہون
ہر سمت مقابر گاہ کشیدہ قامت چرخ کی سمت چلا
خاموش زبان حال تھا گویا آہ کا پتلا حرف بنا
جب غار دوم پر آنکھ پڑی یہ حرف دوم کا نقشہ تھا
تھا عالم یاس سراپا گویا مجمع حسرت چپکا سا

ایک شمع تربت خوف زدہ بجھ کر جو کبھی جل جاتی تھی
وہ دیکھنے والون کے دل مین اک آگ غضب بھڑکاتی تھی
ہر چیز جہان فانی کی اک روز فنا ہو جاویگی
ہر چاند سی صورت خاک مین مل کر دیکھنا کیا ہو جاویگی
سب نقش مٹینگے لیکن ظاہر ذات خدا ہو جاوے گی
جب صور بجے گا مٹی - پانی - آگ ہوا ہو جاوے گی
اوس وقت بجے گا نقارہ آواز مین جسکی ہیبت ہے
اور سب سے کہے گا سب کا مالک کس کی آج حکومت ہے
اوس میدان مین اک سمت کھڑا روتا تھا اک خستہ جگر
ہلتی تھی زمین قبرستان کی تھا آہ و فغان مین اوسکے اثر
دکھا تا مجھے یون کہنے لگا کچھ قبرون کو وہ دکھلا کر
یہ باپ - یہ مان - یہ بھائی بہن یہ بیوی ہے یہ نور نظر
خورشید نہین غم مرنے کا اب آخری میری باری ہے
پر بات فقط اتنی ہے فراق یار بہت ہی بھاری ہے

مہاشے جی گیان کا اوپدیش دیے چلتے ہوئے - نریندر ناتھ نے بھی کمبل کنڈل اوٹھا کر ڈیرے کی راہ لی -

باب تیسوان

اگلے دن صبح کے وقت رمبھا کو یقین ہو گیا - معلوم ہوتا ہے زندگی کا رشتہ مضبوط ہے - آج طبیعت کچھ بحال ہے - لیکن اوسے اپنی شفا سے کچھ خوشی نہین ہوئی - چودھرائن تیمارداری مین لگی ہوئی ہے - ہر طرح کی خدمت کرتی ہے - رات بھر نہین سوتی - چودھراین ہی پر منحصر نہین - اور کئی آدمی دوڑ دھوپ مین لگے ہوئے ہین - اسی سے کل شب کو رمبھا کو خوب نیند آئی - خواب مین اوس نے دیکھا - شیام سندری آئی ہوئی ہے - دل چاہان

سے خدمت کر رہی ہے۔ کیسی دلسوزی ہے کیسی انکساری ہے۔ اتنی خدمت اپنی سگی بہن بھی نہین کرتی۔ لیکن یہ خواب ہے۔ کیا خواب بھی کہین سچا ہوا کرتا ہے۔ ہان ہوتا ہے۔ لیکن اوس پر خیال رکھنا اور یقین کر لینا شرط ہے۔

رمبھانے اوسی حالت مین دیکھا ہزارون کنیزین نوکر چاکر زمین کا گز بن گئے ہین رام جانے کہان کہان کی دوالاتے ہین۔ کسی کی گود مین سر ہے۔ کوئی اوس کا سر مل رہا ہے۔ شیام سندری کی آنکھون سے آنسو جاری ہین۔ وہ رمبھا کا سر گود مین رکھے زار زار رو رہی ہے۔ اہاہا۔ کیا زمانے کی رفتار ہے۔ جس کو نا خون سے نوچنا چاہئے جس کے خون کو پینے سے بھی تشنگی نہ مٹے۔ اوس پر اتنی مہربانی۔ اتنی انکساری۔ اتنا رحم۔ بڑی شرم کی بات ہے۔ اگر وہ پہلے ہی مرجاتی تو اچھا تھا۔

غیرت کے مارے رمبھا کٹ گئی۔ اوسی خواب کی مدہوشی مین رمبھانے اور بھی تماشہ دیکھا۔ سامنے اوس کی مان کھڑی ہوئی ہے۔ بیٹھا پائین پلنگ ایستادہ ہے۔ ہائے ہائے یہ سب میرا منھ کیون دیکھنے آئے۔ مین تو مردہ ہون۔ کیا میری لاش کو دیکھ رہے ہین۔ ہان کیا مین مردہ نہین ہون۔ مردہ ہوتی تو مین یہ کرشمہ کیونکر دیکھتی۔ خواب دیکھتے دیکھتے رمبھانے چونک کر کروٹ بدلی۔ لیکن پھر سو گئی۔ خواب بدستور جاری ہے۔

کتنے ہی آدمی آتے ہین۔ کتنے ہی جاتے ہین۔ اسی رمبھا کی سب کو فکر ہے شام سندری رمبھا کا سر گود مین لئے ہوئے روتی ہے۔ اور باتین کرتی ہے۔ رمبھا خاموش پڑے پڑے باتین سن رہی ہے۔ آنکھین بند ہین پھر اوسے شیام سندری کے درشن ہو رہے ہین۔ اب اوسے آہستہ آہستہ گہری نیند آنے لگی۔ جب نیند ٹوٹی اوس نے تعجب کی نظر سے دیکھا مکان مین سوائے چودھرائن کے اور کوئی نہین ہے۔

چودھراین نے دیکھا۔ رمبھا کی غفلت گئی ہوش مین آئی ہے۔ پوچھا۔

ننھو طبیعت کیسی ہے۔؟

رمبھانے جواب دیا۔

اچھی ہون۔ کیا تم تمام رات میرے پاس بیٹھی رہین۔

چودھراین۔ ہان۔

رمبھا- آج مین نے تمام رات خواب دیکھے -
چودھراین- اچھی طرح نیند نہ آنے سے ایسی ہی حالت ہوتی ہے- طرح طرح کے خواب دکھائی پڑتے ہین- بتاؤ کیا دیکھا-
رمبھا- مین نے دیکھا شیام سندری میرے سرہانے کھڑی ہی- میرے واسطے بڑی پریشان ہے- بلک بلک کر رو رہی ہے- مان بھی پاس کھڑی ہے- بھائی بھی موجود ہے- مین اگر ذرا کیکا کیڑا ہوتی تب تو مین ان باتون کو جھوٹ سمجھتی -
چودھراین- دن چڑھ آیا ہی- ڈاکٹر صاحب آتے ہون تعجب نہین ہے- کل رات کو بھی آئے تھے- تم ابھی منھ نہ دھونا-
رمبھا- اب ڈاکٹر کی کوئی ضرورت نہین- مرض اچھا ہو گیا- پانی لادو منھ دھوونگی
چودھراین اوٹھکر پانی لے آئی- رمبھا منھ ہاتھ دھوکر بولی- ایک ہوس ہے- کیا تم میری ہوس پوری کر سکتی ہو-
چودھراین- بتاؤ کیا چاہتی ہو-!
رمبھا- مین نے سُنا ہے- یہان نریندر ناتھ آئے تھے- گو میرا دامن گناہ سے آلودہ ہے لیکن اونھین ایکبار دیکھنا چاہتی ہون- کوئی بُری ہوس سے نہین- مجھے نیک وبد کی پوری پوری تمیز ہوگئی ہے-
چودھراین- آخر کہو تو کس لئے ملنا چاہتی ہو؟
رمبھا- اپنے گناہون کی تلافی چاہون گی- وہ اگر معاف کر دین گے تو مین خوشی سے مرسکون گی- اگر شیام سندری مل جاے تو اور اچھا ہے- لیکن وہ یہان کہان سے- مین ان دونون دیوی دیوتاؤن کے سامنے بے بھرم ہوکر سچے دل سے اپنی خطا کا اقرار کرونگی خیر شیام سندری نہ سہی- نریندر ناتھ ہی سہی- اونھین کو کسی بہانہ سے لے آؤ-
اتنے مین دروازہ پر کھٹکا ہوا- رمبھا نے دیکھا نریندر ناتھ خود ہی آرہے ہین چودھراین اونھین دیکھکر وہان سے کھسک گئی-
نریندر نے ملائم آواز سے پوچھا-
رمبھا! اب طبیعت کیسی ہے؟-
کچھ دیر تک رمبھا تصویر حیرت بنی نریندر ناتھ کو گھورتی رہی- پھر اوٹھی اور ہاتھ جوڑ کر بولی

دیوتا آپ آگئے۔ کرپا۔ دیا۔ اسی کا نام ہے۔ آپ نہان پُرش ہین۔ مین اچھی ہون۔ مین نے آپ کی دنیا عقبیٰ دونون خراب کرنا چاہی تھین۔ مین پشاچن ہون آپ کو سرگ سے گرانے کی کوشش کی تھی۔ مین نالایق خطا وار ہون۔ کیسی ناشایستہ حرکتین کی ہین۔ مگر آپ طرح دے گئے۔ میری خطاؤن کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا۔ بلکہ بجائی سزا دینے کے ہمیشہ عنایت کی نظر رکھتے رہے۔ ایشور آپ کو تندرست رکھے۔ آپکی مرادین برآئین۔ آپ کی ذات دنیا مین غنیمت ہے۔

نرنید رناتھ۔ بھول چوک سب سے ہو جاتی ہے۔ تم عورت ہو۔ عورتین ناقص العقل ہوتی ہی ہین۔ کہاوت مشہور ہے۔ تمھاری غلطی معافی کے قابل ہے۔ مجھے کہو مین وید وشاستر کا ماہر۔ دھرم کرم کا پابند۔ میرے بھی خیالات پلٹا کھا گئے۔ اپنی عزت کا خیال نہ کیا۔ خاندان کے منھ پر سیاہی لگانا چاہی۔ اس لئے مین تم سے زیادہ گنہگار ہون میرے گناہ قابل عفو نہین ہین۔

رمبھا۔ نہین۔ نہین۔ ایسی بات مت کہو۔ آپ رحم کے پتلے ہین۔ آپ کے دل مین ترس ہے۔ اس لئے اب بھی آپ کی عزت اور وقار مین کسی طرح کی کمی نہین۔ بہرحال آپ مجھ سے اونچے ہین۔ آپ کا درجہ بڑا ہے۔ ساری برائیان میری ذات سے اُٹھ کھڑی ہوئی ہین۔ مین کسی طرح بے عیب ثابت نہین ہو سکتی۔ آپ نے تو مجھے بدراہ چلنے سے بچایا۔ لیکن مین آپ کی اس عنایت کو کچھ اور سمجھی۔ میری نیت نے مجھے متوالا کر دیا اور آپ کو بھی گناہ کے پھندے مین پھانس لیا۔ آپ کا قصور صرف اسی قدر ہے۔ کہ آپ میری حرکتون اور فعلون کو نہین سمجھ سکے۔ اور نہ میری نیت کا اندازہ لگا سکے۔ مجھ ایسی بدچلن اور گمراہ عورت کو تو کنوئین مین ڈھکیل دینا مناسب تھا مین نے تو بازاری رنڈیون کے بھی کان کاٹ لئے۔ آپنے بجاے اوس کے کہ سزا دیتے میری دلدہی کی۔ اور ہر طرح کی آسائشین بہم پہونچائین۔ زیور کپڑا لباس سبھی کچھ دیا۔ گھر کی کنجیان میرے حوالے کر دین۔ سیاہ وسفید کی مالک بن گئی تھی۔ سانپ دودھ پلانے پر بھی عادت نہین چھوڑتا۔ ہاے اتنے دنون بعد غفلت ٹوٹی اب سمجھ آئی۔ اگر پہلے سمجھ ہوتی تو آپ جیسے دیوتا کی بربادی پر کبھی ہاتھ نہ اوٹھاتی

رمبھا منھ پر کپڑا ڈال کے رونے لگی۔

نربندر ناتھ بولے۔
خیر گئی باتیں بھول جاؤ۔ گذشتہ را صلوٰۃ۔ آیندہ را احتیاط۔ ایک سادھو مہاتما کے ملنے سے میرا قلب صاف ہوگیا۔ بڑی بات ہوئی۔ تم بھی میرے کہنے سے اپنے پاپ دھو ڈالو۔ دیوی بنکر دنیا مین اپنی پرستش کراؤ۔
رمبھا سسکی بھر کر بولی۔
کسطرح پاپ کے دھبے سے اپنا دامن صاف کرون۔ مین عورت ہون پھر دوزخی۔ میرے لئے دھرم کہان۔ ہاے۔ مین نے سرگ کی دیوی شیام سندری کو بہت رولایا ہے۔ جتنے اوس کے آنسو گرے ہین۔ اوتنے ہی سال مجھے نرک بھوگنا پڑیگا۔ آپ میرے سبب سے اپنے خاندان سے علیحدہ ہوئے اوس دھرم کی پتلی شیام سندری کے رونے سے پتھر بھی موم ہوجاتا۔ مگر میرا سخت دل نہ پسیجا۔ اسس گنہگار ہی سے نے ادھرم کئے۔ پھر کس طرح اپنے پاپون کو بھول جاؤن۔ اگر اس وقت اوس ہنس مکھی دیوی کے درشن ہو جائین تو دوزخ کی آگ کا خیال میرے دل سے نکل جائے۔ اور مین خوشی سے جان دے سکون۔ لیکن ایسی قسمت کہان؟
رمبھا کو چکر آیا۔ پلنگ پر گر پڑی۔
نربندر ناتھ۔ رمبھا! جس دیوی کا بار بار نام لیتی ہو۔ میری زبان اوس پوتر (پاک) نام لینے کی حقدار نہین۔ تمھارا حال شکست تھا۔ محتاج تھین تم نے سوچا اسس راہ پر چلنے سے ہمیشہ چین سے بسر ہوگی۔ اسی لئے تم بدراہ چلنے کی شایق ہوگئین تاہم مجھے دیکھو۔ کس شئے کی مجھے کمی تھی۔ ایشور نے سب کچھ دیا۔ عیش و راحت سے بسر ہوتی تھی۔ میری گھروالی کی طرح تو دیوتاؤن کی بھی استری نہوگی افسوس آتا ہے۔ کتنی بڑی حماقت کی۔ اپنی عمر خراب کر دی۔ گناہ کے غار مین گر پڑا۔ مین تو اوس کے درشنون کا بھی مستحق نہین رہا۔ اب تک زندہ کیون ہون۔ موت کیون نہین آتی۔ افسوس میری جان نہین نکلے گی۔ پڑا بے حیا ہون۔ مین کسی کو اپنا منھ دکھلانا نہین چاہتا۔ تمھین بھی نہین۔ اور نہ شیام سندری کو۔ ہان ایک بات تم سے کہنی ہے۔ کیون سنوگی۔
رمبھا نے کچھ جواب نہین دیا۔ خاموش نربندر ناتھ کی صورت دیکھتی رہی۔

نریندرناتھ۔ ممکن ہے کسی دن تمھارا اور شیام سندری کا سامنا ہو۔ اگر ہو تو کہدینا جس ظالم نے تمھارے ساتھ دغا کی۔ جس نے تمھین قعر ذلت مین گرا کر رنج وغم مین مبتلا کر رکھا ہے۔ جس کمبخت شقی القلب نے شربت حیات کے عوض مین زہر پلایا ہے وہ بے رحم دوزخی کتا۔ اب کبھی تمھارا سامنا نہ کرے گا۔ اور رسبھا یہ بھی کہنا اوسے معافی مانگنے کا کوئی حق نہین۔ پاپی آپ اپنے گناہ کی آگ مین بھسم ہو جاے گا۔ اوس کے لئے دنیا مین کہین ٹھکانا نہین اب وہ اپنا بار گناہ سر پر رکھے انسانی سوسائٹی سے دستکش ہو کر کسی جنگل مین پناہ گزین ہونے والا ہے۔

یہ باتین ہو رہی تھین کہ اتنے مین کھٹکے کے ساتھ ایک بند دروازہ کھُل گیا۔ ایک عورت چیختی چلاتی روتی پیٹتی نریندرناتھ کے پیرون پر آکے گر پڑی۔ اور تھرتھراتی ہوئی آواز سے بولی۔

میرے دیوتا! کنیز چرنون مین حاضر ہے۔

نریندرناتھ نے دیکھا۔ شیام سندری بلک بلک کر رو رہی ہے۔ جواب دیا۔

شیا۔ شیام۔ سندری۔ تم یہان کہان!۔

یہ کہکے نریندرناتھ نے بیتابی کے ساتھ شیام سندری کو گلے سے لگا لیا۔ فقط

تمام شد

بنگالی ناولون کے ترجمے

بنگالی دُلھن - ایک بنگالی ناول کا ترجمہ ہے مگر اِس خوبی کا ترجمہ ہے کہ اصل کا دھوکہ ہوتا ہے اور قصہ اتنا لطیف ہے کہ تعریف محال ہے ..... قیمت ۱۲ار

پرتاب - یہ بھی ایک دلکش بنگالی ناول کا ترجمہ ہے ..... قیمت ۱۲ار

روہنی - بیواؤن کے وہ جذبات جنکو دیکھکر آدمی رو دیتا ہے اُن کی صحیح تصویر اِس سے بہتر آپ کو کہین نہین ملسکتی جابجا بیکسی مجبوری یاس و حرمان کی جو دل آویزیان ایزاد کر دیگئی ہین اُسنے اور بھی چار چاند لگا دئے ہین - قیمت ۹ر

مارآستین - رشک و رقابت سوتیاڈاہ کے مناظر سچے عشق اور دلکش حُسن کے افسانے کو ایک نہایت دلچسپ تحریر مین لکھکر دکھایا ہے قیمت ۱۰ار

مرنالنی - عورتون کی وفاداری پر مُکمل بحث اُسی کے ساتھ عبرت آگین نصائح دلکش عبارت - مُؤثر انداز بیان .... قیمت ۱۰ار

المشتہر
مینجر نولکشور پریس صیغۂ بک ڈپو لکھنؤ